

رہبر تخریج حدیث

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق

مکتبہ قاسم العاجز

/

5

=

کتاب ۹۲۵
۲۲۵

رہبر خیر صحیح حدیث

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق

مکتبہ قیامیہ اسلامیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۱۲۶۵۸۲
را

نام کتاب

رہبر تخریج حدیث

مصنف

ڈاکٹر محمد اقبال احمد اسحاق

اہتمام _____ ملک اسد علی قاسمی

مطبع _____ گنج شکر پریس

ناشر _____ مکتبہ قائدین القرآن لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

ملک اینڈ کمپنی

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، پاکستان

042-37231119 , 0321-4021415

فہرست مضامین

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|---|------|-------------------------------------|
| ۳۰ | طریقہ تخریج از روئے متن | ۹ | مقدمہ |
| ۳۰ | طریقہ تخریج از روئے سند | | پہلا باب |
| ۳۰ | کتب تخریج | ۱۹ | تخریج کے متعلق |
| ۳۱ | فن فقہ | ۱۹ | تخریج کا لغوی معنی |
| ۳۲ | فن تفسیر | ۱۹ | تخریج کا عرفی معنی |
| ۳۳ | فن اصول فقہ | ۲۰ | تخریج بمعنی اظہار و اخراج |
| ۳۳ | فن سیرت نبوی | ۲۱ | تخریج بمعنی انتخاب |
| ۳۵ | فن عقیدہ | ۲۱ | تخریج بمعنی نسبت و رہنمائی |
| ۳۵ | فن لغت | ۲۳ | تخریج کا اصطلاحی معنی [تعریف تخریج] |
| ۳۵ | فن نحو | ۲۳ | [شرح تعریف] |
| ۳۶ | بعض کتب تخریج کا تعارف | ۲۳ | نسبت، رہنمائی |
| ۳۶ | نصب الراية | ۲۳ | مصادر اصلية |
| ۳۸ | البدرا المنیر | ۲۵ | بیان درجہ |
| ۴۰ | تلخیص الحیر | ۲۶ | تاریخ تخریج |
| ۴۱ | ارواء الغلیل | ۲۷ | فن تخریج کی اہمیت و مقام |
| ۴۳ | تخریج الاٰحادیث النبویہ..... | ۲۸ | فائدہ |
| | دوسرا باب | ۲۸ | موضوع |
| ۴۵ | طریقہ تخریج از روئے متن | ۲۸ | طریقہ تخریج |
| | پہلا طریقہ | ۲۸ | سند کا لغوی و اصطلاحی معنی |
| ۴۵ | موضوع حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا | ۲۹ | متن کا لغوی و اصطلاحی معنی |

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|----------------------------|------|-------------------------------------|
| ۶۴ | صحیح ابن حبان | ۴۷ | کتابوں کی پہلی قسم |
| ۶۵ | مشقی ابن جارود | ۴۷ | جوامع |
| ۶۵ | دیگر کتب صحاح | ۴۸ | مستخرجات علی الجوامع |
| ۶۶ | سنن و کتب سنن | ۴۹ | مستدرکات علی الجوامع |
| ۶۷ | سنن اربعہ، سنن دارمی | ۴۹ | تعارف مستدرک حاکم |
| ۶۸ | سنن دارقطنی، السنن الکبریٰ | ۵۱ | مجامیع |
| ۶۸ | کتاب الاثار | ۵۱ | تعارف جامع الاصول |
| ۶۹ | شرح معانی الاثار | ۵۲ | تعارف تیسیر الاصول |
| ۶۹ | مصنف | ۵۲ | تعارف کنز العمال |
| ۶۹ | کتب مصنفات | ۵۳ | تعارف جمع القوائد |
| ۷۰ | موطاء | ۵۳ | تعارف التاج الجامع للاصول |
| ۷۰ | کتب موطاء | ۵۳ | کتاب زوائد |
| ۷۱ | مستخرجات علیہا | ۵۴ | تعارف اتحاد السادہ |
| ۷۲ | کتب تخریج | ۵۴ | تعارف المطالب العالیہ |
| ۷۳ | کتابوں کی تیسری قسم | ۵۵ | تعارف مجمع الزوائد |
| ۷۳ | (۱) موضوعات خاصہ | ۵۶ | مفتاح کنوز السنۃ (تعارف طریقہ مثال) |
| ۷۳ | کتب توجید | ۶۲ | کتابوں کی دوسری قسم |
| ۷۴ | کتب سنہ | ۶۲ | صحاح |
| ۷۵ | کتب احکام | ۶۲ | درجات صحیح |
| ۷۵ | کتب اخلاق و آداب | ۶۳ | درجات متفق علیہ |
| ۷۶ | کتب زہد و رفاق | ۶۳ | کتب صحاح |
| ۷۶ | کتب ترغیب و ترہیب | ۶۳ | صحیح بخاری |
| ۷۷ | کتب اذکار | ۶۳ | صحیح مسلم |
| ۷۸ | اجزاء حدیثیہ | ۶۳ | صحیح ابن خزیمہ |

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|---|------|--|
| ۱۰۳ | فہارس متدرک حاکم | ۷۸ | (۲) شروح حدیث |
| ۱۰۴ | فہارس الاحسان وغیرہ | ۸۰ | (۳) کتب تخریج |
| ۱۰۵ | تیسرا طریقہ | ۸۱ | (۴) دیگر فنون کی کتابیں |
| ۱۰۵ | کسی مشتق کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ | ۸۱ | فن تفسیر |
| ۱۰۵ | المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی [ترتیب، طریقہ تخریج، مثال] | ۸۲ | فقہ مقارن |
| ۱۱۳ | معجم الفاظ صحیح مسلم | ۸۲ | سیرت |
| ۱۱۳ | المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی فی سنن الدارقطنی | ۸۳ | دوسرا طریقہ |
| ۱۱۳ | فہرس لالفاظ جامع الترمذی..... | ۸۳ | پہلے کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا |
| ۱۱۳ | چوتھا طریقہ | ۸۳ | کتب مشہورہ |
| ۱۱۳ | صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ | ۸۶ | تعارف القاصد الحنبلی |
| ۱۱۳ | کتب ضعیفہ حدیث | ۸۸ | تعارف کشف الخفاء |
| ۱۱۶ | کتب احادیث متواترہ | ۸۹ | تعارف اسنی الطالب |
| ۱۱۸ | کتب فاسخ و منسوخ | ۸۹ | مفاتیح و فہارس عامہ |
| ۱۱۹ | کتب حدیث قدسی | ۹۰ | تعارف الجامع الکبیر |
| ۱۲۰ | کتب علل حدیث | ۹۲ | تعارف الجامع الصغیر |
| ۱۲۱ | کتب مراسیل | ۹۲ | تعارف فتح الکبیر |
| ۱۲۲ | تیسرا باب | ۹۶ | تعارف صحیح الجامع الصغیر و زیادہ |
| ۱۲۲ | طریقہ تخریج از روئے سند | ۹۷ | تعارف ضعیف الجامع الصغیر و زیادہ |
| ۱۲۲ | پہلا طریقہ | ۹۷ | تعارف الجامع الازہر |
| ۱۲۲ | صحابی رسول کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا | ۹۸ | مفاتیح و فہارس خاصہ |
| | | ۹۹ | فہارس کتب سنہ |
| | | ۱۰۰ | فہارس سنن داری |
| | | ۱۰۳ | فہارس الموطاء ۱ |
| | | ۱۰۳ | فہارس دارقطنی |
| | | ۱۰۳ | فہارس مسند احمد |

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|---|------|--|
| ۱۳۷ | تیسرا طریقہ | ۱۲۲ | کتب مسانید |
| ۱۳۷ | راویوں کے نام و وطن کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ | ۱۲۳ | تعارف سند ابویعلیٰ |
| ۱۳۷ | کتب اجزاء خاصہ | ۱۲۴ | تعارف سند امام احمد |
| ۱۳۸ | کتب تواریخ محلیہ | ۱۲۵ | تعارف سند قہقی |
| ۱۳۹ | تاریخ بغداد | ۱۲۶ | کتب معاجم |
| ۱۳۹ | تاریخ دمشق | ۱۲۷ | کتب معرفۃ الصحابہ |
| ۱۴۰ | کتب رجال | ۱۲۷ | الاستیعاب |
| ۱۴۱ | چوتھا طریقہ | ۱۲۷ | اسد الغابہ |
| ۱۴۱ | سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ | ۱۲۷ | الاصابہ |
| ۱۴۱ | کتب ضعفاء رجال | ۱۲۹ | کتب اطراف |
| ۱۴۲ | کتب رجال | ۱۲۹ | تعارف تحتہ الاشراف |
| ۱۴۳ | کتب علل | ۱۳۱ | اتحاف المھرہ |
| ۱۴۳ | کتب مراسیل | ۱۳۳ | تعارف ذخائر المواریرث |
| ۱۴۳ | کتب لطائف اسناد | ۱۳۳ | دوسرا طریقہ |
| ۱۴۳ | خاتمہ | ۱۳۳ | افضل راوی کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ |
| ۱۴۶ | صحیح وضعیف کی معرفت | ۱۳۳ | کتب معاجم الشیوخ |
| ۲ | فہرست | ۱۳۶ | کتب المشیخات |

کلمہ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدِ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبَعْدُ
 اللہ کے فضل و کرم سے ”مرکز القرآن والسنة“ جس کو کتاب و سنت اور علم کی
 روشنی پھیلانے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔ الحمد للہ اپنی خدمت پیش کرنے میں سرگرم عمل
 ہے۔ بہت قلیل مدت میں علوم کتاب و سنت، اصلاح عقیدہ، تصحیح منہج کے متعلق مختلف
 موضوعات پر اب تک مرکز کی جانب سے ۱۳ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔
 زیر نظر کتاب ”رہبر تخریج حدیث“ علم حدیث کے ایک اہم
 گوشہ ”فن تخریج حدیث“ سے متعلق ہے جس کا جاننا موجودہ زمانہ میں علم حدیث کے
 طالب علم کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ یہ اردو زبان میں اس فن کی پہلی کتاب
 ہے۔ مرکز القرآن والسنة نے پہلی مرتبہ اس کو ۲۰۰۲ء میں شائع کیا تھا۔
 اس سے قبل عربی زبان میں اس فن کی ایک بے مثال کتاب ”تحفة
 التخریج إلى أدلة التخریج“ منظر عام پر آچکی ہے جو بہت سے مدارس میں شامل
 نصاب ہے۔ ان دونوں کتابوں کی طباعت کی سعادت مرکز القرآن والسنة کو ملی ہے۔
 مؤلف نے اس کتاب میں بڑے اچھے انداز اور آسان اسلوب میں حدیث
 تخریج کرنے کا طریقہ بتایا ہے، جس کے لئے آٹھ طریقوں کا ذکر وضاحت اور مثال
 سے کیا ہے۔ فن حدیث کی کتابوں کی کتنی قسمیں ہیں ہر قسم کی تعریف اور ان میں سے
 مشہور کتابوں کا تذکرہ و تعارف اور طریقہ تخریج واضح کر دیا ہے۔ کس قسم کے لئے کون سا
 قاعدہ استعمال کیا جاسکتا ہے بڑی دقت اور مہارت سے سمجھا دیا ہے۔ فن حدیث اور دیگر

فنون کی کتابوں سے حدیث کیسے تلاش کی جاسکتی ہے اور اس پر حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے اس کتاب سے بہت آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس میں انہوں نے جو محنت اور مشقت کی ہے کتاب کے مباحث اور معلومات اس کے آئینہ دار ہیں۔

میں فاضل مولف جناب ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحق بسکوہری حفظہ اللہ صدر شعبہ سنہ جامعہ محمدیہ منصورہ مالیر گاؤں کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے دوبارہ اس پر نظر ثانی، تصحیح اور گرانقدر اضافہ کے بعد طبع دوم کی اجازت مرحمت فرمائی۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع پر جناب شیخ نیاز احمد عبد الحمید طیبی مدنی استاد حدیث و تفسیر جامعہ خیر العلوم ڈومریا گنج کا شکر یہ نہ ادا کیا جائے۔ جنہوں نے پوری کتاب کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا، زبان کی خامیوں کی اصلاح فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور کتاب و سنت کی خدمت کرنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

ابوالس فاروقی

مدیر مرکز القرآن والنہ

استاذ جامعہ محمدیہ منصورہ، مالیر گاؤں

۲۶/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

مقدمہ

ان الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله الا الله، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، أما بعد

اللہ رب العزت نے انسانیت کی ہدایت کیلئے جو سلسلہ انبیاء و رسل کے ذریعے شروع کر رکھا تھا بالآخر اس کا خاتمہ۔ خاتم النبیین و سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوا، آپ کو ابدی اور دائمی شریعت سے نوازا گیا، جو اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین اور کامل شریعت تھی، جس کو قیامت تک باقی رہنا تھا، لہذا اس کی حفاظت بھی اسی معیار پر ہونی تھی جو اس کے سزاوار ہو، اور جو اس کو ہمیشہ ہمیش کیلئے زندہ و جاوید رکھے، نیز ہر خرد برد کرنے والوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھ سکے، چنانچہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی وہی بنا جو اس کا نازل کرنے والا تھا۔ ارشاد باری ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦﴾ (حجر)

(اس ذکر کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے پاساں و محافظ ہیں۔) اللہ کی ذمہ داری کے بعد اس کی حفاظت کا کام آسان ہو گیا۔

اب رہا مسئلہ اس کی بیان اور وضاحت اور تفسیر کا، تو وہ ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کو دی گئی۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (نحل: ۴۴)

(ہم نے آپ پر ذکر کو نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے جو ان پر نازل کیا گیا ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔) اور ساتھ ہی ساتھ یہ فرمایا کہ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ (نجم)

آپ اپنی خواہشات سے گفتگو نہیں کرتے آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الہی ہے۔ یعنی بحیثیت رسول آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات اللہ کا ”ذکر“ اور اس کی دی ہوئی شریعت اور منزل من اللہ ہے، خواہ وہ تلاوت قرآن، تزکیہ نفس، تعلیم کتاب و حکمت کی شکل میں ہو، یا بیان قرآن کی شکل میں۔

رسول پاک ﷺ نے تبلیغ کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بیان اور وضاحت کی ذمہ داری کو بحسن و خوبی اپنی سیرت طیبہ، اخلاق حسنہ، اعمال مبارکہ سے مکمل کیا، یہ بیان بھی دائمی اور ابدی شریعت ہے لہذا اس کے ساتھ ساتھ اُس کے بیان کی حفاظت کا بھی وہی ذمہ دار بنا جو ”ذکر“ کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

اس ذات اقدس نے اپنی ذمہ داری کو بڑی اچھی طرح سے پورا کیا، اس دین مبین کی حفاظت کیلئے ایسی قدوسی نفوس پیدا کئے جنہوں نے اس کی حفاظت کیلئے سب کچھ قربان کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کیلئے ان کے دلوں میں ایسے طریقوں کا الہام کیا جو سابقہ ادیان والوں کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکا، اور نہ ہی تاریخ عالم کی حفاظت کرنے والوں کے دل پر گذرا، وہ سارے اسباب و طریقے انتہائی معیاری، دل کو لگنے والے عقل و خرد کے معیار پر پورے، اور انسانی فطرت کے عین مطابق تھے۔

جب قرآن حکیم کا نزول ہوتا تو رسول پاک ﷺ وعذہ الہی کے مطابق اس کی تلاوت اس طرح فرماتے کہ اس میں سر مو فرق نہ پڑتا، پھر آپ کا تین وحی میں سے کسی کو اُسے لکھنے کا حکم دیتے، صحابہ کرام آپ کی زبان سے بالکل تروتازہ یاد کر لیتے، پھر اس کے مطابق عمل کرتے۔

تحریر

حفظ

عمل

ان تینوں طریقوں سے کتاب اللہ کی حفاظت کا انتظام رب ذوالجلال نے کر دیا۔

رہایان قرآن (یعنی سنت رسول) تو اس کی حفاظت کیلئے بھی بعینہ یہی طریقے قدرے تقدیم و تاخیر سے استعمال کئے گئے، جب بھی آپ کسی نازل شدہ حکم کی وضاحت فرماتے تو صحابہ کرام اس کو یاد کر لیتے، اس پر عمل کرتے، اور حسب خواہش کچھ لوگ اس کو تحریر بھی کر لیتے۔

فرق صرف اتنا تھا کہ قرآن کریم میں ایک لفظ کی تبدیلی۔ بلکہ زیر و زبر کی تبدیلی کی گنجائش بھی قدرت کو گوارا نہ تھی، لیکن اس کے بیان کے لئے وہ سختی نہیں تھی اس میں لفظ کی تبدیلی کی اجازت تھی بشرطیکہ معنی میں کوئی تبدیلی نہ ہو کیوں کہ یہاں ہر حدیث کا لفظ مطلوب نہیں بلکہ معنی و مفہوم مطلوب ہے جب کہ قرآن میں لفظ و معنی دونوں مطلوب ہے، اس کی کسی بھی آیت کے ذریعے عبادت کی جاسکتی ہے۔ عام حدیث کے الفاظ کے ذریعے عبادت نہیں کی جاتی۔ اس لئے قرآن کی اہمیت کے پیش نظر اس کے تحریر کرنے کو احتیاطاً مقدم رکھا گیا، جبکہ عملاً اس کی بھی حفاظت کا دار و مدار حافظہ ہی پر تھا، تاریخ شاہد ہے کہ قرآن کے تحریر کردہ اوراق رسول اللہ ﷺ کے دوز میں اتنے نہیں تھے جتنا کہ اس کے یاد رکھنے والے افراد تھے، خود رسول پاک ﷺ کو تحریر نہیں دی گئی بلکہ: **فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ** (قیامہ) کو معینہ قرار دیا گیا۔

جبکہ اس کے بیان (سنت رسول) کی حفاظت کیلئے حافظہ کو جو بنیادی معیار تھا مقدم رکھا گیا، تحریر کو مؤخر کر دیا گیا تاکہ دونوں [قرآن اور بیان قرآن] کے رتبہ کا فرق بھی واضح ہو جائے، اور حفاظت بھی ہو جائے۔

اہل عرب اس زمانے میں کسی چیز کو ضبط تحریر میں صرف اہمیت کی بنیاد پر لاتے تھے، وہ اس وجہ سے کسی چیز کو نہیں تحریر کرتے تھے کہ وہ ان کے حافظہ سے غائب ہو جائے گی، وہ تو ایسی قوم تھی جس نے تاریخ عالم، اہل عرب کے پرچہ انساب کو بھی تحریر کرنے کی زحمت نہ کی، اللہ کا قوی اور مضبوط ترین حافظہ ایک ہی سماعت میں سب کچھ محفوظ کر لیتا تھا، یاد رکھنے کیلئے کسی چیز کو تحریر کرنا اپنے لئے باعث عار سمجھتے تھے، اس لئے وہ کسی چیز کو

تحریر میں لانا پسند نہیں کرتے تھے۔

جہاں تک بیان قرآن (سنت رسول) کا معاملہ ہے تو خود رسول پاک ﷺ نے اس کی تحریر کو مؤخر رکھا، بلکہ ابتدائی دور میں اس کے تحریر کی ممانعت بھی کر دی تھی تاکہ قرآن اپنے بیان کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے، لیکن جب قرآن کا اسلوب بالکل دلوں میں راسخ ہو گیا اور ممانعت کی وجہ ختم ہو گئی، اب خلط ملط کا شبہ جاتا رہا تو حدیث رسول کے لکھنے کی بھی اجازت دیدی، جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت میں موجود ہے :

اكتب فوالذی نفسی بیدہ ما ینخرج منه الاحق۔^۱

لکھو اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس منہ (یعنی زبان رسول ﷺ) سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کے دیگر فرمان مثلاً ”اكتبوا لابی فلان“^۲ ابو فلان کو لکھ کر دے دو۔ نیز ۶ھ اور عام وفود میں تحریر کردہ خطوط اس پر شاہد عدل ہیں، خود قرآن کریم نے جہاں سب سے پہلے ”اقرا“ کا حکم دیا ہے وہیں (علم بالقلم) کہہ کر استعمال قلم کی ترغیب بغیر کسی فرق کے ہر تعلیم کیلئے دی ہے۔ پھر بھی صحابہ کرام میں سارے لوگ تحریر حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے، کچھ ہی لوگ تھے جو اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو بھی تحریر کرتے تھے۔

جوں جوں اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا، بیان قرآن پھیلتا رہا، اب یہ عرب سے نکل کر عجم میں پہنچا اور سیاسی فرقوں کا ظہور ہوا جنہوں نے اپنے مقصد کی خاطر حدیث رسول میں گڑھنے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کی، لہذا یہاں طریقہ حفظ کو موخر کر کے طریقہ تحریر کو مقدم کرنے کی بات سوچھی، اور وہ حضرات جو اس کو تحریر کرنا پسند نہیں کرتے تھے

^۱ سنن ابی داؤد، کتاب العلم (۶۰/۳) نمبر ۳۶۲۶

^۲ مستخرج سنن بخاری، کتاب العلم (۲۰۵/۱) نمبر ۱۱۲، نیز ملاحظہ ہو

اب ان کی بھی رائے بدل گئی۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرام سے اس کی تحریر و تدوین کے سلسلہ میں مشورہ کیا جو با اتفاق رائے طے ہو گیا۔ ۱

اگرچہ وہ کام سرکاری طور سے ان کے زمانہ میں عمل میں نہ آسکا لیکن انفرادی طور سے یہ سلسلہ جاری رہا، اس مشورہ سے سنت کی تحریر میں مزید تیزی پیدا ہوئی، جو دور تابعین میں ایک ضروری امر میں تبدیل ہو گیا، صحابہ اور تابعین اپنے شاگردوں کو حدیث رسول تحریر کرنے کی وصیت کرنے لگے۔ ۲

یہاں تک کہ عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱ھ) نے ایک سرکاری فرمان کے ذریعہ اسکو مزید قوی اور مضبوط بنا دیا۔

چنانچہ آپ نے والی مدینہ ابو بکر بن حزم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ: "انظر ماکان من حدیث رسول اللہ ﷺ فاكتبه، فانی خفت دروس العلم و ذهاب العلماء" ۳

اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثوں کو دیکھو اور اس کو لکھ لو اس لئے کہ مجھ کو اس کے مٹ جانے اور علماء کے چلے جانے کا ڈر ہے۔

یہی پیغام پورے خلافت اسلامیہ میں پہنچایا گیا، امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ: کتب عمر بن عبدالعزیز الی الآفاق انظر و احادیث رسول اللہ ﷺ فاجمعوه ۴

عمر بن عبدالعزیزؓ نے سارے خلافت اسلامیہ میں یہ پیغام لکھ کر کے بھیجا کہ حدیث رسول کو تلاش کرو اور اس کو اکٹھا کرو۔

نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری صدی کے شروع ہوتے ہوتے خلافت اسلامیہ کے ہر

۱۔ تقييد العلم ص ۳۹، جامع بيان العلم ۶۳/۱

۲۔ ملاحظه ہو: دراسات في الحديث النبوي ۷۶/۱

۳۔ صحيح بخاری، كتاب العلم ۱۹۳/۱

۴۔ فتح الباری ۱۹۵/۱

مشہور شہر میں حفاظ حدیث کے ساتھ ساتھ کتاب حدیث بھی موجود تھے، یہاں تک کہ دوسری صدی کے اختتام تک کتابت حدیث نے منظم شکل اختیار کر لی، اور دیکھتے ہی دیکھتے موطأت، مصنفات، مسانید، سنن، صحاح اور حدیث کی دیگر کتابیں منظر عام پر آگئیں، اور بالآخر تیسری صدی کے اختتام تک قریب قریب تدوین حدیث کا کام مکمل ہو گیا اور اس طرح سنت نبوی ہمیشہ ہمیش کیلئے محفوظ ہو گئی اور سلسلہ اسانید بھی ختم ہو گیا، پھر اس کے ذیلی فنون جن پر تصنیف کا کام شروع ہو چکا تھا اس میں تیزی پیدا ہو گئی، اور چوتھی صدی ہجری سے دیگر علوم و فنون کی تدوین و تصنیف کا کام شروع ہوا۔

جب ان علوم پر تدوین کا کام شروع ہوا تو ان کے مؤلفین نے اپنی کتابوں میں موجود مسائل پر حدیث رسول سے استدلال کیا اور کسی جانچ پڑتال کے بغیر ان کو سپرد قلم کر دیا، نتیجتاً ان میں وہ حدیثیں بھی شامل ہونے لگیں جو بغیر اسناد کے تھیں، یا جن کی سندیں کمزور تھیں۔

سنت نبوی کے جن محافظوں کو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کیلئے تیار کر رکھا تھا انہوں نے اُس کے خطرات کو محسوس کیا چنانچہ اس طرح کی کتابوں میں موجود حدیثوں کے تصفیہ کا کام شروع کیا، جس نے ایک فنی شکل اختیار کر لی جس کو تخریج حدیث کہا جاتا ہے۔

لفظ تخریج مختلف دور میں مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے، متقدمین کے یہاں حدیث رسول کو اپنی سند سے منظر عام پر لانے کو تخریج کہا جاتا تھا، اس معنی کے اعتبار سے تخریج حدیث کا کام اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا جب سے روایت حدیث کا کام شروع ہوا تھا، اور جس دور میں سلسلہ اسناد ختم ہوا وہیں یہ مفہوم بھی ختم ہو گیا۔

متاخرین کے یہاں تخریج نسبت اور رہنمائی کے معنی میں مستعمل ہوا، اور یہی معنی آج تک مستعمل ہوتا چلا آ رہا ہے اور یہاں پر یہی معنی مراد ہے، اس معنی کے اعتبار سے فن تخریج حدیث کا کام پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوا ہے جس کی ابتدا امام

ابوبکر بیہقی (متوفی ۲۵۸ھ) سے ہوتی ہے، جہاں انہوں نے اپنی کتاب ”السنن الکبریٰ“ وغیرہ میں حدیث روایت کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ: ”اخرجہ البخاری“ یا ”متفق علیہ“ وغیرہ۔ نیز اس فن میں ”تخریح احادیث الام“ کے نام سے ایک مستقل کتاب بھی تصنیف کی، اسی طرح سے امام خطیب بغدادی (متوفی ۳۶۳ھ)۔ ابوموسیٰ حازمی (متوفی ۵۸۳ھ)۔ امام زبیلی (متوفی ۶۲۷ھ)۔ علامہ ابن ملقن (متوفی ۸۰۳ھ)۔ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ)۔ امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)۔ وغیرہ اس میدان کے شہسوار تھے جنہوں نے مختلف کتابوں میں موجود حدیثوں کی تخریح کی۔

ان ائمہ کرام کی گرفت کتب ستہ اور دیگر کتب حدیث پر بہت مضبوط تھی، سنت کی کتابوں سے بہت گہرا ربط تھا کسی بھی حدیث کو تلاش کرنے میں ان کو کوئی دقت نہیں ہوتی تھی مطلوبہ حدیث ان کو باسانی مل جاتی تھی، ان کو کسی قاعدہ اور ضابطہ کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، لیکن موجودہ دور میں کسی حدیث کو تلاش کرنا اس کی تخریح کر کے اس پر حکم لگانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، کتب حدیث کے مصادر اصلہ اور ان کے ملحقات سے دوری، ان کی عدم معرفت، نیز ان کے منہج تصنیف سے لاعلمی کی وجہ سے یہ کام بہت مشکل ہو گیا تھا، لہذا اس کے لئے کچھ اصول و ضوابط کی ضرورت پڑی۔

اصول حدیث کی کتابوں میں اگرچہ اس کی طرف تھوڑی بہت رہنمائی پائی جاتی تھی لیکن اس کا کوئی جامع ضابطہ نہیں تھا، لہذا موجودہ زمانہ میں جب اس کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلے ڈاکٹر محمود طحان نے ”اصول التخریح ودراسة الأسانید“ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں تخریح حدیث کا پانچ طریقہ ذکر کیا:

- ۱- صحابی کی معرفت کے ذریعہ تخریح کرنا۔
- ۲- طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریح کرنا۔
- ۳- کسی خاص (کم مستعمل) کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریح کرنا۔
- ۴- مفہوم حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریح کرنا۔

۵- سند اور متن کی کیفیات میں سے بعض کیفیات کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

ان کے بعد ڈاکٹر عبدالموجود عبد اللطیف نے دوسری تصنیف ”کشف اللثام

عن أسرار تخریج حدیث سید الأنام“ کے نام سے کی، جس میں انھوں نے چھ طریقوں کا ذکر کچھ دوسرے ڈھنگ سے کیا جو یہ ہیں:

۱- طریقہ تتبع اور استقراء۔

۲- طریقہ ترتیب احادیث برابواب فقہ۔

۳- طریقہ ترتیب احادیث براطراف یا حسب ترتیب صحابی۔

۴- طریقہ ترتیب احادیث برحروف معجم۔

۵- طریقہ ترتیب احادیث برموضوعات متعدده۔

۶- طریقہ ترتیب احادیث برالفاظ معاجم۔ ۲

ان کے بعد اس سلسلہ میں ایک مختصر رسالہ ڈاکٹر عبد الغنی مزہر عتیق نے

”تسخیر الحادیث النبوی“ کے نام سے ترتیب دیا جو بقامت کہتر بقیمت بہتر کے

مصدقات ہے، اس میں انھوں نے تخریج حدیث کے نو طریقوں کا ذکر کیا جس میں سے

کچھ کا تعلق سند سے اور کچھ کا تعلق متن سے ہے۔ ۳

کاتب حروف نے ان سابقہ کتابوں اور ذاتی تجربہ جو تقریباً سترہ سال سے

جاری ہے سے استفادہ کرتے ہوئے ہندوستانی منتہی طلبہ کے لئے ایک تصنیف ترتیب

دی ہے جس کا نام ”تحفة الخریج الی أدلة التخریج“ رکھا ہے اس کتاب کو

”مرکز القرآن والسنة“ پریو ابراہن پور نے ۱۴۲۲ھ میں طبع کیا ہے، اس میں تخریج

حدیث کے کل آٹھ طریقے ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے چار کا تعلق سند سے اور چار کا

متن سے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- أصول التخریج و دراسة الأمانید ص ۳۵

۲- كشف اللثام عن أسرار تخریج حدیث سید الأنام ۱/۲۵۸، ۲۶۵

۱۵۱/۲، ۱۹۹، ۲۵۳، ۲۷۳

۳- تخریج الحدیث النبوی ص ۲۸-۲۹

تخریج از روئے متن :

- موضوع حدیث کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- طرف حدیث کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- مشتق کلمہ کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت سے تخریج کرنا۔

تخریج از روئے سند :

- راوی اعلیٰ کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- راوی اسفل کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- عام راوی کے نام اور وطن کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- صفات سند میں سے کسی صفت کی معرفت سے تخریج کرنا۔ ۱۔

چونکہ مذکورہ ساری کتابیں عربی زبان میں ہیں اس لئے ان سے استفادہ محدود تھا۔ نئی نسل کے باذوق نوجوان جن کو عربی زبان نہیں آتی یا بلا واسطہ اس کو سمجھ نہیں سکتے لیکن فنون حدیث کی معرفت کی تڑپ رکھتے ہیں، یا وہ طلبہ و طالبات جو قدرے کمزور ہیں، یا انتہی جماعت کے نہیں ہیں ان کی معرفت اور آسانی، نیز عام اردو داں طبقہ کے لئے یہ رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، جس کا نام ”رہبر تخریج حدیث“ ہے اس میں ایک مقدمہ، تین ابواب، اور ایک خاتمہ ہے۔

پہلا باب : تخریج کے متعلق

دوسرا باب : طریقہ تخریج از روئے متن

تیسرا باب : طریقہ تخریج از روئے سند

اس کتاب کو ترتیب دینے میں ”تحفة الخریج الی أدلة التخریج“ کو بنیاد بنایا گیا ہے اور ان ہی اصولوں، ابواب اور معلومات کو ذکر کیا گیا ہے جو اس میں

موجود ہیں کہیں کہیں معمولی اضافہ ہم ضرورت کے پیش نظر کیا گیا ہے اس کتاب میں عموماً اختصار سے کام لیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مکمل ایک باب [باب الفہارس] کو حذف کر دیا گیا ہے۔

کتاب کو عام فہم، مختصر اور مفید بنانے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے، عربی زبان سے معلومات منتقل کرنا، اصطلاحات کی مناسب تعبیر کرنا، سلیس اور عام فہم بنانا مجھ جیسے بے بضاعت کے لئے انتہائی مشکل کام تھا، پھر بھی انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھانے کی کوشش کی ہے۔

اہل علم سے گزارش ہے کہ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور طلباء عزیز کے لئے مفید اور راقم کے لئے باعث نجات بنائے۔ آمین

ربنا تقبل منا انک أنت السميع العليم

وصلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

والسلام

اقبال احمد محمد اسحاق بسکوہری

جامعہ محمدیہ منصورہ مالیر گاؤں

ناسک، الہند

ربیع الاول ۱۴۲۲ھ / جون ۲۰۰۱ء

پہلا باب

تخریج کے متعلق

تخریج کا لغوی معنی :

تخریج ایک عربی کلمہ ہے جو ”خَرَجَ“ سے مشتق ہے جس کا مصدر خروج ہے اور خروج دخول کا ضد ہوتا ہے، کسی بھی چیز کے خروج کا مطلب اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ۱۔
لہذا تخریج کا معنی ہوا ظاہر ہونا۔ اور اخراج کا معنی ہوا ظاہر کرنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا استعمال کیا ہے، ارشاد ہے: كَرَّزَجَ أَخْرَجَ شَطَطَهُ۔ [الف: ۲۹] یعنی اس پودے کے مانند ہے جس نے اپنی شاخوں کو ظاہر کر دیا۔ ۲۔
کبھی کبھی تخریج (ظاہر ہونا) اخراج (ظاہر کرنا) اور استخراج (یعنی طلب اظہار) کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ ۳۔

مخرج : خَرَجَ کا اسم ظرف ہے یعنی جائے خروج، محدثین کے عرف میں مخرج (نکلنے کی جگہ) سے مراد رجال اسناد ہوا کرتے ہیں کیونکہ حدیث کے ظاہر ہونے کا محل یہی ہیں، چنانچہ امام خطابی ابوسلیمان محمد بن محمد (متوفی ۳۸۸ھ) نے حدیث حسن کی تعریف میں یوں فرمایا ہے: ”هو ما عرف مخرجه واشتهر رجاله“ ۴۔
یعنی جس کا مخرج معلوم ہو اور اس کے رجال مشہور ہوں، مخرج معلوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جن راویوں کے ذریعے سے حدیث کا ظہور ہوا ہے وہ معروف ہوں۔

تخریج کا عرفی معنی :

لفظ تخریج محدثین کے یہاں مختلف زمانہ میں مختلف معنی میں استعمال ہوا ہے جو بہ ترتیب زمنی حسب ذیل ہے :

- ۱۔ لسان العرب ۲/۲۳۹-۲۵۰
- ۲۔ تفسیر القرطبی ۱۶/۲۹۳
- ۳۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱/۲۰
- ۴۔ معالم السنن ۱/۶

(۱) تخریج بمعنی اخراج و اظہار :

یعنی کسی محدث کا اپنی سند کے ذریعہ حدیث رسول کو منظر عام پر لانا اور عوام کیلئے اس کو ظاہر اور بیان کرنا۔

امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں لفظ تخریج کا یہی مفہوم مراد لیا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ”ثم انما ان شاء الله مبتدؤن فی تخریج ماسالت“ ۱

یعنی ہم انشاء اللہ اس چیز کے اظہار کی ابتدا کرنے والے ہیں جس کا تم نے سوال کیا ہے۔ تخریج کے اس معنی کا اطلاق ان ساری کتب حدیث پر ہوتا ہے جن میں ان کے مؤلفین نے روایتوں کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے مثلاً جوامع، صحاح، سنن، مستخرجات، مستدرکات، مسانید، معاجم وغیرہ، اسی وجہ سے جب اس طرح کی کتابوں کی جانب کسی حدیث کی نسبت کی جاتی ہے تو اس کیلئے ”أخرج“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مثلاً: ”أخرجہ البخاری“ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کو امام بخاری نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ لیکن اگر حدیث کی کوئی ایسی کتاب ہو جو سند سے عاری ہو تو لفظ ”أخرج“ کا اطلاق کرنا درست نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے لفظ ”ذکرہ“ یا ”أوردہ“ یا ان کے ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

تخریج کا یہی معنی متقدمین کے یہاں معروف و مشہور تھا، اس لئے کہ اس زمانہ میں حدیثیں مولف کی سند سے ہوتی تھیں، اور اسی سند سے کتابوں میں تحریر کی جاتی تھیں، لیکن متقدمین کے بعد یعنی تقریباً چوتھی صدی ہجری کے ابتدا سے تخریج کا یہ مفہوم سلسلہ اسناد کے تقریباً ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گیا، اور دوسرے معنی میں مستعمل ہونے لگا، شاذ و نادر ہی مذکورہ معنی میں اس کا استعمال رہ گیا۔ ۲

۱ صحیح مسلم ۱/۳۸ مع شرح نووی، مطبوعہ بیروت

۲ کشف اللثام عن اسرار تخریج حدیث سید الانام ۱/۲۶ تالیف

ڈاکٹر عبدالموجود عبداللطیف

(۲) تخریج بمعنی افتتاح:

یعنی کسی محدث کا حدیث کی کسی مخصوص کتاب یا مخصوص شیخ کی روایتوں سے کچھ حدیثوں کا منتخب کرنا اور حسب ضرورت مرتب کرنا۔

اس معنی میں لفظ تخریج کا اطلاق ان کتابوں پر کیا جاتا تھا جن میں کوئی محدث کسی کتاب سے حدیثوں کو منتخب کر کے جمع کر لیتا تھا مثلاً کتاب ”الأجـزاء والغیلابات تخریج الدار قطنی من حدیث أبی بکر الشافعی“ جو امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ) کی تالیف ہے اس کو آپ نے ابو بکر شافعی کی کتاب سے جس کو ابن غیلان نے روایت کیا ہے، کچھ حدیثوں کو منتخب کر کے ترتیب دیا ہے، اور اس پر لفظ تخریج کا اطلاق کیا ہے جو انتخاب کے معنی میں ہے۔

اسی طرح سے کتاب ”الفوائد المنتخبة الصحاح والغرائب“ جو ابوالقاسم شریف حسینی کی تالیف ہے، نیز ”الفوائد المنتخبة الصحاح والغرائب“ جو ابوالقاسم یوسف بن محمد مہروانی (متوفی ۴۶۸ھ) کی تالیف ہے، ان میں سے کچھ حدیثوں کو خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے منتخب کر کے ترتیب دے دیا ہے، اور اس کا نام ”تخریج الفوائد المنتخبة الصحاح والغرائب“ رکھا ہے یہاں بھی لفظ تخریج انتخاب کے معنی میں مستعمل ہے۔

لیکن یہ معنی شاذ و نادر ہی استعمال ہوا ہے، چند ہی لوگوں نے کلمہ تخریج کو اس معنی میں استعمال کیا ہے آگے چل کر کے یہ معنی متروک ہو گیا۔

(۳) تخریج بمعنی نسبت و رہنمائی:

یعنی کسی محدث کا حدیث کی بنیادی کتابوں کی جانب کسی حدیث کا منسوب کرنا اور عوام کی اس کی طرف رہنمائی کرنا کہ مذکورہ حدیث فلاں کتاب میں ہے۔ تخریج کا یہی تیسرا معنی متاخرین کے یہاں معروف و مستعمل ہے اور آج تک اسی معنی میں استعمال کیا

جاتا ہے، مطلق استعمال سے یہی معنی سمجھا جاتا ہے۔ ۱

اس کا استعمال اب ان کتابوں پر ہوتا ہے جن کو کتب تخریج کہا جاتا ہے یعنی فن حدیث کی وہ کتابیں جن میں کسی خاص کتاب کی غیر مستند روایتوں کی نسبت بنیادی کتابوں (مصادر اصلیہ) کی جانب کر کے ان کی حیثیت واضح کر دی جائے۔

امام سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ) نے تخریج کی تعریف کرتے ہوئے ان ہی تینوں معنوں کی جانب اشارہ کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں :

”هو اخراج المحدث الأحادیث من بطون الكتب والأجزاء ونحوهما. وسياقهما من مرويات نفسه، أو بعض شیوخه، أو أقرانه، أو نحو ذلك. والكلام علیها وعزوها لمن رواها من أصحاب الكتب والدواوین مع بیان البدل والموافقة ونحوهما.“ ۲

۱- یعنی کسی محدث کا حدیث کی کتابوں سے حدیثوں کا منتخب کرنا۔

۲- اور ان کو اپنی سند یا اپنے بعض اساتذہ، یا ساتھیوں کی سند سے روایت کرنا۔

۳- پھر ان پر حکم لگانا، اور ان کی نسبت ان مؤلفین کی جانب کرنا جنہوں نے ان کو

روایت کیا ہے، بدل اور موافقہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ۔

بدل اور موافقہ علونسی کی قسموں میں سے ہے، اگر کوئی شخص کسی صاحب کتاب

کی سند کے علاوہ دوسری سند سے (جس میں راویوں کی تعداد کم ہو،) صاحب کتاب کے

شیخ تک پہنچ جاتا ہے تو اس کو موافقت اور اگر شیخ الشیخ تک پہنچ جاتا ہے تو اس کو بدل

کہتے ہیں۔ ۳

۱- أصول التخریج و دراسة الأسانید ص ۱۲ تالیف ڈاکٹر محمود الطحان۔

۲- فتح المغیث فی شرح الفیة الحدیث ۳/۳۱۸ مطبوعہ جامعہ سلفیہ بنارس۔

۳- نزہة النظر شرح نخبة الفکر ص ۱۰۸۔

تخریج کا اصطلاحی معنی :- ۱

”عزو الحدیث الی المصادر الأصلیة، والدلالة الیہا، و بیان مرتبتہ“
مصادر اصلیہ کی طرف حدیث کی نسبت اور رہنمائی کرنا اور ان پر حکم لگانا۔

نسبت :-

حدیث کی نسبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مصادر اصلیہ میں سے مطلوبہ حدیث کس کتاب میں پائی جاتی ہے؟ اس کی وضاحت کر دی جائے مثلاً صحیح بخاری میں ہے یا صحیح مسلم میں ہے یا دونوں میں ہے، یا کتب سنن و مسانید میں ہے یا کسی اور کتاب میں ہے۔

رہنمائی :

رہنمائی کا مطلب یہ ہے کہ نسبت کے ساتھ ساتھ مقام کی بھی تعیین کر دی جائے مثلاً یہ بتا دیا جائے کہ یہ حدیث مذکورہ کتابوں میں سے کس کتاب اور باب میں ہے۔ کتاب الصلاة میں ہے یا کتاب الزکاة میں وغیرہ اور اگر مسانید و معاجم میں ہے تو کس صحابی کی مسند میں ہے، نیز کس جلد اور کس صفحہ پر ہے یا حدیث کا نمبر کیا ہے وغیرہ۔

مصادر اصلیہ :

مصادر اصلیہ حدیث کی ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں ان کے مؤلفین نے مشائخ سے سن کر روایتوں کو اپنی سند سے جمع کیا ہے۔ [مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، مسند احمد، معجم طبرانی نیز وہ ساری کتب حدیث جن میں روایتیں بذریعہ سند مذکور ہوتی ہیں۔]

۱ عرفی معنی کے اعتبار سے فن تخریج کی دو طرح سے تعریف کی جا سکتی ہے، ایک عمومی تعریف جس میں تینوں مفہوم کی رعایت ہو، دوسری خصوصی تعریف جس میں صرف موجودہ استعمال کی رعایت ہو، عمومی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے۔

کسی بھی محدث کا اپنی سند سے حدیث روایت کرنا، کتب حدیث سے ان کا انتخاب کرنا، اور مصادر اصلیہ میں ان کے وجود کا پتہ دیکھنا اور حکم لگانا۔

اسی طرح سے وہ کتابیں جو فن حدیث میں نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے فن مثلاً تفسیر، فقہ، تاریخ، سیرت وغیرہ کی ہیں لیکن ان کے مؤلفین نے ان کتابوں میں حدیثوں کو اپنی سند سے ذکر کیا ہے مثلاً ”تفسیر ابن جریر طبری، الامام شافعی، التاريخ الكبير امام بخاری“ وغیرہ۔

یہ کتابیں اگرچہ فن حدیث میں نہیں ہیں لیکن ان کے مؤلفین نے متعلقہ فن کے مسائل کے لئے احادیث رسول سے استدلال کیا ہے، اور ان کا ذکر اپنی تالیفات میں بذریعہ اسناد کیا ہے، لہذا ان کو بھی اس معنی کے اعتبار سے مصادر اصلیہ کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی روایتیں بواسطہ سند موجود ہیں، لہذا یہ کتب حدیث کی توابع [ملحقات] ہیں۔

معلوم ہوا کہ مصادر اصلیہ ان کتب حدیث اور ان کے توابع کو کہا جاتا ہے جن میں حدیثیں مؤلف کی سند کے واسطہ سے مذکور ہوتی ہیں۔

اب اگر حدیث کی کوئی ایسی کتاب ہے جو سند سے عاری ہے مثلاً ”مشکوٰۃ المصابیح، ریاض الصالحین، بلوغ المرام، تلخیص الحبیر“ وغیرہ تو ان کو مصادر اصلیہ نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی ان کی جانب حدیثوں کی نسبت کرنے کو تخریج کہا جاسکتا ہے، اور نہ ہی لفظ ”آخر جہ“ کا استعمال کیا جاسکتا ہے، مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ ”آخر جہ البغوی فی مشکوٰۃ المصابیح، یا آخر جہ النووی فی ریاض الصالحین، یا آخر جہ ابن حجر فی بلوغ المرام و فی تلخیص الحبیر“ تو یہ استعمال درست نہ ہوگا اس لئے کہ ان کتابوں میں حدیثیں ان کے مؤلفین کی سندوں سے مذکور نہیں ہیں۔

لہذا اس طرح کی کتابوں کو بحیثیت مصدر نہیں بلکہ بحیثیت مرجع استعمال کیا جاسکتا ہے جن کے ذریعہ سے مصادر اصلیہ تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے، اس طرح کی کتابوں کی جانب نسبت کرتے وقت، ”أوردہ“ یا ”ذکرہ“ کا استعمال کرنا بہتر ہوتا ہے مثلاً ”أوردہ البخاری فی مشکوٰۃ المصابیح، یا ذکرہ النووی فی ریاض الصالحین“

بیان درجہ:

بیان درجہ کا مطلب یہ ہے کہ جس حدیث کی تخریج کی گئی ہے اس کے بارے میں یہ وضاحت کر دینی چاہیے کہ اس کا حکم کیا ہے، صحیح ہے یا ضعیف، مقبول ہے یا مردود۔ بہت ساری حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جن پر حکم لگا رہتا ہے لہذا ان پر حکم لگانے کی ضرورت نہیں پڑتی مثلاً اگر کوئی روایت صحیحین کی ہے تو اس کا حکم بطور صحت واضح ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو حکم لگانا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ تخریج فی نفسہ مقصد نہیں ہے بلکہ یہ وسیلہ ہے مقصد یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث قابل عمل ہے کہ نہیں، اب اگر اس پر حکم نہ لگایا جائے تو یہ مقصد فوت ہو جاتا ہے نتیجتاً تخریج کا عمل بے سود ہوگا۔

جو حضرات حدیثوں کی صرف نسبت کسی کتاب کی طرف کر دیتے ہیں اور اس پر حکم نہیں لگاتے ان کا عمل ناقص، اور مقصد سے فرار کے مترادف ہے۔

حافظ عراقی اپنی کتاب ”المغنی فی حمل الأسفار فی الأسفار بما فی الاحیاء من الأخبار“ جس میں امام غزالی کی کتاب ”احیاء علوم الدین“ کی حدیثوں کی تخریج کی ہے۔ وہ اپنا طریقہ تخریج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: میں نے طرف حدیث، صحابی، اور روایت کرنے والے محدث کے ذکر پر اقتصار کیا ہے، صحت، حسن، اور ضعف کو بیان کر دیا ہے اس لئے کہ یہی تخریج حدیث کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ ۱

علامہ البانی فرماتے ہیں:

محققین کے یہاں فن تخریج فی نفسہ کوئی مقصد نہیں جس میں ”اخرجہ فلان وفلان“ نقل کر دیا جائے بلکہ اصل مقصد حدیث پر حکم لگانا اور اس کا مقام بیان کرنا ہوتا ہے، اس کے لئے مختلف طرق و شواہد پر اطلاع ضروری ہے۔ ۲

۱ المغنی فی حمل الأسفار ۲/۱، نیز ملاحظہ ہو کشف اللثام ۲۹/۱

۲ ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار المسبیل تالیف علامہ البانی ۱۱/۱

تاریخ تخریج:

لفظ تخریج کے پہلے معنی (اظہار) کے اعتبار سے اگر اس کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ تاریخ بہت قدیم ہے کیونکہ اس کا تعلق حدیث کی ان کتابوں سے ہوتا ہے جن میں حدیثیں بواسطہ سند تحریر کی گئی ہیں۔ لہذا جہاں سے حدیث کا سلسلہ اسناد شروع ہوتا ہے وہیں سے اس کی تاریخ بھی شروع ہو جاتی ہے۔

البتہ لفظ تخریج کا جو موجودہ معنی ہے۔ یعنی نسبت و رہنمائی کرنا۔ اس اعتبار سے اگر غور کیا جائے تو فن تخریج کی تاریخ اتنی قدیم نہیں جتنی کی پہلے معنی کے اعتبار سے ہے۔ بلکہ یہ متاخرین کے دور کی ہے، متقدمین کو اس کی ضرورت ہی نہیں تھی، ان کی نظر حدیث رسول پر بڑی گہری اور گرفت بہت مضبوط تھی کتب حدیث کا اتنا وسیع ذخیرہ بھی نہیں تھا، وہ خود حدیثوں کو بذریعہ اسناد روایت کرتے تھے اور اس کو یاد رکھتے تھے، اس کے مخرج کو جانتے تھے، لہذا جب ان کو کسی حدیث کی ضرورت پڑتی تھی تو اس کی معرفت کے لئے کوئی دقت نہیں پیش آتی تھی۔ لیکن چوتھی صدی ہجری میں جب فن حدیث کے علاوہ دیگر فنون اسلامیہ کا ظہور ہوا اور مختلف علوم و فنون مثلاً تفسیر، فقہ، تاریخ، سیرت، ادب، لغت وغیرہ میں کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں ان کے مؤلفین نے اپنی کتاب میں مذکور مساکل پر صحت و ضعف کا لحاظ کئے بغیر حدیث رسول سے استدلال کیا، اس طرح سے رطب و یابس، صحیح و ضعیف اور حق و ناحق خلط ملط ہو گیا۔

ان مؤلفین کی کتابوں کے ظاہر ہونے کے بعد خدام سنت نبوی نے اس غلطی کو محسوس کیا اور اس سے پیدا ہونے والے منفی اثرات کو بھانپ لیا، چنانچہ انھوں نے ضرورت محسوس کی کہ ان کتابوں میں وارد شدہ حدیثوں کے اصل منبع کو معلوم کریں اور ان کے مرتبہ کی وضاحت کر دیں تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ وہ حدیث قابل عمل ہے کہ نہیں؟ اس سے استدلال درست ہے کہ نہیں؟ خدام سنت نبوی کا یہی مبارک عمل فن تخریج ہے اور یہیں سے اس کی ابتداء ہے۔

سب سے پہلے ضمنی طور پر حدیثوں کی نسبت کا کام جن محترم ہستیوں نے انجام دیا ہے ان میں امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقیؒ (متوفی ۴۵۸ھ) خاص طور سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ”السنن الکبریٰ“ وغیرہ میں مختلف مقامات پر حدیثوں کو بذریعہ سند تحریر کرنے کے بعد ان کی نسبت صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کی ہے، پھر اس فن پر خاص تصنیف بھی کی ہے جس میں امام شافعی کی کتاب ”الامم“ کی حدیثوں کی تخریج کی ہے، جس کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں نمبر (۹۱۱) پر، اور کچھ حصہ پشتر ہتی میں پایا جاتا ہے۔

اسی طرح سے امام ابواسحاق شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) کی کتاب ”المہذب“ جو فقہ شافعی میں کافی مقبول و معروف کتاب ہے اس کی حدیثوں کی تخریج امام ابو بکر محمد بن موسیٰ حازی (متوفی ۵۸۴ھ) نے کی ہے، پھر آہستہ آہستہ اس فن میں کتابوں کا ظہور ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک بہت بڑا علمی سرمایہ مستقل فن کی حیثیت سے جمع ہو گیا جو حدیث رسول کی بہت عظیم خدمت ہے۔

فن تخریج کی اہمیت و مقام:

فن تخریج حدیث کا جاننا ہر طالب حدیث کے لئے انتہائی ضروری ہے، کیونکہ سنت رسول کی معرفت کے لئے یہ فن بنیادی کردار ادا کرتا ہے خاص طور سے موجودہ زمانہ میں علوم شریعت سے تعلق رکھنے والے باخنین اور محققین کے لئے اس کی معرفت بے حد ضروری ہے، کیونکہ اس فن کی معرفت سے حدیث رسول کی معرفت حاصل ہوتی ہے فن حدیث کی بنیادی کتابوں کی معرفت، ان کی ترتیب، طریقہ تصنیف، اور ان سے استفادہ کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح سے فنون حدیث کے دیگر علوم کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کی ضرورت تخریج حدیث میں پڑتی ہے مثلاً اسماء رجال، جرح و تعدیل، علل حدیث وغیرہ۔

اس فن میں کثرت تصانیف اور تنوع کی وجہ سے عموماً موجودہ زمانہ کے طلبہ ان سے ناواقف رہتے ہیں فن تخریج کی معرفت سے یہ نقص کسی حد تک ختم ہو جاتا ہے، اسی سے اس فن کی اہمیت اور اس کے مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فائدہ :

۱ - اس علم کی معرفت سے بڑی آسانی سے حدیث رسول کی معرفت ہو جاتی ہے، اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ مطلوبہ روایت کتب حدیث میں سے کس کتاب میں یا کن کتابوں میں پائی جاتی ہے اور کہاں پائی جاتی ہے۔

۲ - اسی طرح سے کتب حدیث کی معرفت، ان کے انواع و اقسام کا علم حاصل ہوتا ہے اور ان کتابوں سے استفادہ کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

۳ - راویوں کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اصول نقد، ان کے اقوال کی معرفت اور ان کے منفرد مصطلحات کا علم حاصل ہوتا ہے، نیز سند و متن کے سلسلہ میں دیگر معلومات حاصل ہوتی ہے۔

۴ - حدیث رسول پر حکم لگانے، صحیح اور ضعیف کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، اس کے علاوہ اور دیگر فوائد ہیں۔

موضوع :

اس علم کا موضوع حدیث رسول ہے، مصادر اصلیہ کی جانب نسبت کی حیثیت سے۔

طریقہ تخریج :

حدیث رسول بنیادی طور سے دو چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ سند اور متن۔

سند: لغوی اعتبار سے پہاڑ کے دامن یا اس کی چوٹی کے بلند و بالا مقام کو کہتے ہیں، اسی طرح سے جس چیز پر آدمی ٹیک لگاتا ہے یا اعتماد کرتا ہے، اس کو بھی سند کہا جاتا ہے،

۱۔ نفس از: أصول التخریج و درامسة الاسانید، ص ۱۲، کشف الکلام ۱/۳۹،

تخریج الحدیث النبوی ص ۴۔

چونکہ سند بیان کرنے والا اپنی بات کو قائل تک سند کے ذریعہ پہنچاتا ہے، یا محدث حدیث

کی صحت و ضعف کے لئے اس پر اعتماد کرتا ہے اس لئے سند کو سند کہا جاتا ہے۔ ۱

اصطلاح میں سند اس واسطہ کو کہتے ہیں جو متن حدیث تک پہنچاتا ہے۔ ۲

کچھ محدثین نے سند اور اسناد کے درمیان فرق کیا ہے، لیکن جمہور کے یہاں

کوئی فرق نہیں ہے، جنہوں نے فرق کیا ہے ان کے یہاں:

سند : اس واسطہ کو کہتے ہیں جو متن تک پہنچاتا ہے، اور

اسناد : قائل کی جانب قول کی نسبت کرنے کو کہا جاتا ہے۔ ۳

متن : لغوی اعتبار سے زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو ٹھوس اور بلند ہو۔

ابن جماعة فرماتے ہیں کہ یہ ”ممانتہ“ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے

انتہائے غایت، کیوں کہ متن سند کی انتہا کو کہتے ہیں۔ یا ”متنت الکبش“ سے ماخوذ

ہے جس کا معنی ہے مینڈھے کے جلد کو پھاڑ کر اس کا خسیہ نکالنا، گویا کہ مسند نے متن کو اپنی

سند کے ذریعہ سے نکالا ہے۔ یا ”متین“ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے مضبوط اور بلند

زمین، یعنی مسند متن کو سند کے ذریعہ مضبوط بنا دیتا ہے اور اس کو قائل تک پہنچا کر بلند کر

دیتا ہے۔ یا ”تمتین القوس“ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کمان کو تانت کے

ذریعہ مضبوطی سے باندھنا، گویا کہ مسند حدیث کو اپنی سند سے مضبوط کر دیتا ہے۔ ۴

اصطلاح میں متن کلام کے اس مقام کو کہتے ہیں جہاں پر سلسلہ اسناد ختم ہوتا ہے۔ ۵

سند اور متن دونوں کی معرفت کے ذریعہ حدیث کی تخریج کی جاسکتی ہے اس

میں سے ہر ایک کے چار چار طریقے ہیں، متن کی معرفت کے ذریعہ حدیث کی تخریج کا

۱۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۳۱/۱

۲۔ نزہة النظر ص ۹۲

۳۔ تدریب الراوی ۳۲/۱

۴۔ تدریب الراوی ۳۲/۱

۵۔ نزہة النظر ص ۹۲

نام سند کے مقابلہ میں آسان اور وسیع ہے۔

طریقہ تخریج از روئے متن :

- ۱- حدیث کے معنی و مفہوم کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- ۲- طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- ۳- کسی مشتق کلمہ کی معرفت کے ذریعہ۔ جو کثیر الاستعمال نہ ہو۔ تخریج کرنا۔
- ۴- متن کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

طریقہ تخریج از روئے سند :

- ۱- [راوی اعلیٰ] صحابی حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- ۲- [راوی اسفل] مولف کے شیخ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- ۳- [راوی اوسط] کسی بھی راوی کے نام و مقام کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- ۴- سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

کتاب تخریج :

کتاب تخریج فن حدیث کی ان کتابوں کو کہتے ہیں جو کسی کتاب میں موجود حدیثوں کی نسبت مصادر اصلیہ کی جانب کرتی ہیں اور ان کے جائے وقوع و مرتبہ کو بتاتی ہیں۔

اس فن میں علماء نے بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں، بعض مؤلفین کو اس فن میں بڑا ملکہ حاصل تھا انہوں نے اس میں مختلف کتابیں تحریر کی ہیں فن تخریج کے ان ماہرین میں امام زیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) علامہ ابن ملقن (متوفی ۸۰۳ھ) حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کو خاص شرف حاصل ہے۔

علماء امت نے مختلف اسلامی فنون میں، جو کتابیں تصنیف کی تھیں ان میں انہوں نے حدیث رسول سے استدلال کیا تھا، جب ان کتابوں کی حدیثوں کی تخریج کی گئی تو یہ

فن مختلف فنون سے متعلق ہو گیا، خاص طور سے فن فقہ، سیرت، اور تفسیر سے اس کا بہت گہرا ربط رہا ہے، نیز دیگر فنون سے متعلق کتب تخریج کا ظہور ہوا، ان ساری کتابوں کا شمار کرنا بہت مشکل ہے، چند کتابوں کو بطور مثال پیش کیا جا رہا ہے۔ ۱۔

فنی فقہ:

فن فقہ میں جو کتابیں تالیف کی گئی ہیں یہ مختلف مذاہب کے اعتبار سے تالیف شدہ ہیں اور مختلف اقسام کی ہیں، مختصر، متوسط، مفصل، ہر طرح کی کتابیں ہر مذہب میں ہیں، ان کتابوں میں جو مسائل مذکور ہیں ان پر استدلال کے لئے احادیث رسول پر مکمل انحصار ہوتا ہے، کچھ عقلی، قیاسی اور اجتہادی استدلال بھی ہوتے ہیں لہذا ان میں حدیثوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز نمونہ فقہاء کرام روایتوں سے استدلال کرتے وقت مراتب کا خیال نہیں کرتے لہذا ان کی تخریج، حکم بیان کرنے کی شدید ضرورت تھی، جس کو خدام سنت نبوی نے بحسن و خوبی انجام دیا، تخریج حدیث کی کتابیں جو فن فقہ سے متعلق ہیں ان میں کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

● نصب الرایۃ لأحادیث الہدایۃ : امام زیلعی (متوفی ۶۲۲ھ)

● البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعیۃ فی الشرح الکبیر

علامہ سراج الدین ابن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ)

● تلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الرافعی الکبیر:

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

● ارواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل:

علامہ محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۳۲۰ھ)

۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: الرسالة المستطرفة، كشف الظنون، مقدمہ تخریج أدلة المنہاج، مقدمہ تخریج أحادیث اللمع، مقدمہ تخریج الأحادیث النبویۃ الواردة فی المدونة.

● تخریج الأحادیث النبویة الواردة في مدونة الامام مالك:

ڈاکٹر طاہر محمد درویری حفظہ اللہ

یہ ساری کتابیں الحمد للہ مطبوع و متداول ہیں۔ (البتہ ”البدرة المنیر“ کا کچھ ہی حصہ ابھی مطبوع ہے جس کے ایک جزء کی تحقیق ”باب الغسل“ سے ”باب سجود السهو“ تک راقم حروف نے کی ہے۔) اس میں سے ہر کتاب کسی نہ کسی فقہی مکتب فکر سے متعلق ہے، ”نصب الراية“ فقہ حنفی سے، ”البدرة المنیر“ اور ”تلخیص الحبیر“ فقہ شافعی سے، ”ارواء الغلیل“ فقہ حنبلی سے اور ”تخریج الأحادیث النبویة“ فقہ مالکی سے متعلق ہے۔

احکام کی حدیثیں عموماً ان کتابوں میں سے کسی نہ کسی کتاب میں تخریج شدہ شکل میں پائی جاتی ہیں اس لئے فن تخریج میں ان کتابوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے قدرے تفصیل سے ان کتابوں کا تعارف آئندہ سطور میں کیا جائے گا۔ فی الحال کچھ دیگر فنون کی کتابوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

فن تفسیر:

فن تفسیر میں تخریج حدیث کی چند مشہور کتابیں ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

● تخریج أحادیث الکشاف:

یہ امام زبیلی (متوفی ۷۶۲ھ) کی تالیف ہے، اس میں مشہور معتزلی عالم محمود بن احمد بن عمر زنجشیری (متوفی ۵۳۸ھ) کی بلاغی اعتبار سے شہرہ آفاق تفسیر ”الکشاف عن حقائق التنزیل“ میں وارد حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

● الکافی الشافی فی أحادیث الکشاف:

یہ کتاب حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے، اس میں بھی علامہ زنجشیری معتزلی کی کتاب ”الکشاف“ میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

● تحفة الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی :

یہ محمد بن حسن بن ہما ت دمشقی (متوفی ۱۷۵ھ) کی تالیف ہے جس میں علامہ بیضاوی عبداللہ بن عمر (متوفی ۲۵۸ھ) کی تفسیر ”انوار التنزیل و اسرار التاویل فی التفسیر“ جو ”تفسیر بیضاوی“ کے نام سے معروف ہے، اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

اگر کسی ایسی حدیث کی تخریج مطلوب ہے جو کسی آیت کی تفسیر، مفہوم کی تعیین، شان نزول، وغیرہ سے متعلق ہو تو وہ حدیث ان کتابوں میں باسانی دستیاب ہو سکتی ہے، یہیں پر یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ مذکورہ حدیث مصادر اصلیہ میں سے کس کتاب کی ہے اور اس کا مرتبہ کیا ہے۔

فن اصول فقہ:

● تخریج احادیث أصول البزدوی:

یہ علامہ قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۷۷۹ھ) کی تالیف ہے، جس میں انہوں نے علامہ بزدوی حنفی علی بن محمد (متوفی ۴۸۲ھ) کی کتاب ”کنز الوصول الی معرفة الاصول“ جو اصول فقہ میں ہے اور ”اصول بزدوی“ سے معروف ہے اس میں موجود حدیثوں کی تخریج کی ہے۔

● تخریج احادیث مختصر الکبیر لابن حاجب:

یہ کتاب علامہ ابن ملقن کی تالیف ہے اس میں ”مختصر کبیر“ جو عثمان بن عمر بن حاجب (متوفی ۶۴۶ھ) کی اصول فقہ میں تالیف کردہ تصنیف ہے جس کا اصل نام ”مختصر منتهی السؤل والأمل فی علمی الاصول والجدل“ ہے۔ اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

● تخریج أحادیث اللمع لأبی اسحاق الشیرازی:

یہ عبداللہ بن محمد غماری کی تالیف ہے، اس میں ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب ”اللمع“ جو اصول فقہ میں ہے انہیں موجود حدیثوں کی تخریج کر دی گئی ہے۔

جن روایتوں کو پیش نظر رکھ کر علماء نے اصول بنایا ہے، یا مسائل پر استدلال کیا ہے، اس طرح کی روایتیں ان کتابوں میں باسانی مل سکتی ہیں اور ان کا حکم معلوم ہو سکتا ہے۔

فن سیرت نبوی :

اس فن کی کچھ مشہور کتب تخریج یہ ہیں:

● تخریج أحادیث الشفا بحقوق المصطفیٰ:

یہ حافظ قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۷۹۹ھ) کی تالیف ہے اس میں قاضی عیاض بن موسیٰ سکھی (متوفی ۵۴۴ھ) کی سیرت کی کتاب ”الشفا بحقوق المصطفیٰ“ میں موجود حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے، تخریج کا کام حافظ قاسم بن قطلوبغا نے کیا ہے۔

● مناہل الصفا فی تخریج أحادیث الشفا :

یہ امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے، جو قاضی عیاض کی مذکور کتاب کی حدیثوں کی تخریج ہے۔

اسی طرح سے: ”مرویات غزوة بنی مصطلق“ تالیف ابراہیم

بن محمد فریبی ”مرویات صلح الحدیبیة“ تالیف حافظ بن محمد عبداللہ الحکمی

”الذهب المنسبوك فی تخریج أحادیث غزوة تبوک“ تالیف

استاذ گرامی عبدالقادر حبیب اللہ سندکی اس فن کی اہم کتابیں ہیں جو سیرت کے

ایک باب سے متعلق ہیں۔

فن عقیدہ :

● تخریج أحادیث شرح العقائد النسفیة :

یہ امام سیوطی کی تالیف ہے، جس میں ”شرح العقائد النسفیة“ جو فن عقیدہ کی کتاب ہے، اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

● فرائد القلائد فی تخریج أحادیث شرح العقائد للنسفی :

یہ ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۳ھ) کی تالیف ہے جس میں علامہ نسفی کی مذکورہ کتاب کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

لفت :

● فلق الا صباح فی تخریج أحادیث الصحاح :

یہ کتاب ”الصحاح“ فاضل ادیب و لغوی علامہ جوہری اسماعیل بن حماد (متوفی ۳۹۳ھ) کی تالیف ہے، اس میں لغوی تشریح کرتے ہوئے حدیث رسول کو مثال میں پیش کیا گیا ہے، اس میں جتنی حدیثیں ہیں ان کی تخریج امام سیوطی نے ”فلق الا صباح“ کے نام سے کیا ہے۔

فحو :

● تخریج الأحادیث والآثار التي وردت فی شرح الكافية :

یہ علامہ عبدالقادر بغدادی (متوفی ۱۰۹۳ھ) کی تالیف ہے جس میں ”شرح کافیه“ جو فن نحو کی مشہور کتاب ہے اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے۔

اس طرح سے مختلف فنون کی کتابیں جن میں أحادیث رسول سے استدلال کیا گیا تھا علماء حدیث نے ان کی تخریج کر کے یہ بتا دیا ہے کہ ان میں سے کوئی روایت صحیح ہے اور کوئی ضعیف۔

چونکہ عمل کیلئے احادیث احکام کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جو عموماً فقہ کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں اس لئے ان کی زیادہ اہمیت ہے اسی اہمیت کے پیش نظر فن فقہ سے متعلق تخریج حدیث کی کتابوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

بعض کتب تخریج کا مختصر تعارف :

پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ فن فقہ سے متعلق تخریج حدیث کی بہت ساری کتابیں ہیں لیکن ان کتابوں میں چار کتابوں کو خصوصیت حاصل ہے کیونکہ وہ کسی نہ کسی تقلیدی مکتب فکر سے متعلق بنیادی کتاب کی تخریج ہے۔ لہذا صرف انہیں کا تعارف پیش کیا جائے گا تاکہ جتنی روایتیں معمول بہ ہیں ان کے مصادر اصلیہ کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو جائے۔

نصب الراية

فی تخریج احادیث الهدایة للزیلعی (متوفی ۷۲۲ھ)

تعارف :

یہ کتاب فن تخریج کی ایک جامع اور عمدہ کتاب ہے اس کے مولف حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی (متوفی ۷۲۲ھ) ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو فقہ حنفی کی انتہائی معتبر و مشہور کتاب ”الهدایة“ جو علامہ علی بن ابوبکر مرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) کی تالیف ہے اس میں فقہی مسائل پر جن روایتوں یا آثار سے مولف نے استدلال کیا تھا ان کی تخریج امام زیلعی نے اپنی کتاب ”نصب الراية“ میں بڑے منظم اور منصفانہ انداز میں کیا ہے اسی وجہ سے یہ کتاب علماء کے یہاں کافی مقبول و معتمد ہے۔

طریقتہ تخریج :

طریقتہ تخریج یہ ہے کہ جب سے پہلے صاحب ہدایہ نے جو نص ذکر کیا ہے مولف نے بعینہ اس کو نقل کر لیا ہے، اس کے بعد یہ بتایا ہے کہ اس لفظ سے یہ روایت

حدیث کی کس کتاب میں پائی جاتی ہے، کبھی کبھی مکمل حدیث کو ذکر کر دیا ہے اور کبھی مختصر، اگر مذکورہ روایت صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہے تو صرف اس کا حوالہ ذکر کیا ہے دیگر کتب حدیث کا حوالہ اس لئے نہیں دیا کیونکہ مقصد حاصل ہو گیا، ظاہر بات ہے اگر روایت صحیحین یا اس میں سے کسی ایک میں ہے تو اس کا حکم بحیثیت صحت واضح ہے۔

لیکن اگر وہ روایت صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں نہ ہو تو پھر دوسرے مصادر حدیث، سنن، صحاح، مصنفات، مسانید، معاجم، وغیرہ کی طرف حسب ضرورت رجوع کیا ہے اور ان کا حوالہ دیا ہے۔

اگر حدیث ضعیف ہے یا اس میں کوئی علت پائی جاتی ہے تو اس کی وضاحت کر دی ہے اور سبب ضعف بیان کر دیا ہے۔

وفی الباب :

اگر اس روایت کے ہم معنی کوئی دوسری روایت (شاہد یا تابع) ہے تو ”وفی الباب“ کا عنوان قائم کر کے اس کو ذکر کر دیا ہے۔

أحادیث الخصوم :

اگر کوئی روایت مذکورہ روایت کے مخالف ہے تو اس کی بھی تخریح کر دی ہے اور اس کے لئے ”أحادیث الخصوم“ کا عنوان متعین کیا ہے۔ جو تعبیر محل نظر ہے، امام زیلیعی جیسے روشن خیال علماء کا اگر یہ مزاج ہو سکتا ہے تو دیگر حضرات کا کیا عالم ہوگا!! مذکورہ مسئلہ میں اگر آثار صحابہ موجود ہیں تو ان کا بھی ذکر کر دیا ہے، اس طرح سے یہ فن تخریح کی ایک جامع کتاب ہے جس میں ایک موضوع کی مختلف روایتیں یکجا پائی جاتی ہیں۔ ل

البدر المنیر

فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعة فی الشرح
الکبیر لابن الملقن (متوفی ۸۰۳ھ)

تعارف:

یہ کتاب فن تخریج حدیث کی انتہائی مبسوط، اہم اور جامع کتاب ہے، جو فقہ شافعی کی مشہور و معتبر کتاب ”فتح العزیز فی شرح الوجیز“ سے متعلق ہے، جس کو ”الشرح الکبیر“ بھی کہا جاتا ہے۔

امام ابو حامد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ) نے فقہ شافعی میں ایک مختصر اور جامع کتاب مبتدی طلبہ کو حفظ کرنے کے لئے تحریر کیا تھا جس کا نام ”الوجیز“ رکھا تھا، اس کی شرح مختلف علماء شافعیہ نے کی ہے، جن میں امام ابو القاسم عبدالکریم بن محمد رافعی (متوفی ۶۲۳ھ) بھی شامل ہیں۔ انہوں نے اس کی دو شرحیں لکھی ہیں۔ مفصل شرح کو ”الشرح الکبیر“ کہا جاتا ہے۔ جس کا نام ”فتح العزیز فی شرح الوجیز“ ہے۔ کتاب کی شرح کرتے وقت امام رافعی نے شافعیہ کی متدل روایتوں کو بطور استدلال پیش کیا تھا، اور دیگر فقہاء ثلاثہ کی متدل روایتوں کو بھی ان کے مسائل کے ذکر کے وقت کر دیا تھا۔ لیکن امام رافعی نے محدث ہونے کے باوجود حدیث ذکر کرتے وقت تمہاء کا طریقہ اختیار کیا، صحت اور ضعف کو بتائے بغیر حدیثوں سے استدلال کیا، کتاب کی اہمیت کے پیش نظر مختلف حضرات نے اس کتاب ”فتح العزیز“ میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج کی ہے، انہیں خدام سنت نبوی میں حافظ سراج الدین ابو حفص عمر بن نا بن ملقن (متوفی ۸۰۳ھ) بھی ہیں، یہ حافظ ابن حجر کے استاد حدیث تھے جو فن تخریج حدیث میں آسمان کی بلندیوں پر پہنچے ہوئے تھے، یہی وجہ ہے کہ بہت سارے لوگوں نے ”شرح کبیر“ کی تخریج کی لیکن آپ کی کتاب زیادہ مقبول، پسندیدہ و نفع بخش بت ہوئی۔

اس کتاب ”البدر المنیر“ کو مؤلف نے ایک نفیس مقدمہ سے شروع کیا ہے (جو طالبان علوم نبوی کیلئے گرانقدر تحفہ اور قابل حفظ ہے۔) اس کے بعد امام رافعی کی لکروں حدیثوں کو ان کی کتاب کی ترتیب کے مطابق ایک ایک حدیث تحریر کر کے اس کی غزج کر دی ہے۔

طریقہ تخریج:

طریقہ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے امام رافعی کے ذکر کردہ نص کو انہیں کے الفاظ میں بیان کیا ہے، اس کے بعد ایک جملہ میں اس پر حسن، صحیح یا ضعیف کا حکم لگا دیا ہے۔ اگر کسی کو صرف حکم معلوم کرنا ہے تو اس کے لئے ایک دوسطر دیکھ لینا کافی ہوتا ہے اس مختصر سے حکم کے بعد پھر تفصیلی تخریج شرح و بسط کے ساتھ کی ہے، اگر مذکورہ حدیث صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کی روایت ہے تو پھر اسی پر اکتفاء کیا ہے، تفصیل میں جانے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ تحصیل حاصل ہے الا یہ کہ کوئی خاص فائدہ ہو۔

اگر صحیحین کے علاوہ دوسری کتاب کی روایت ہے تو کافی تفصیل سے اس پر کلام کیا ہے، الفاظ میں فرق کا ذکر، متابعات و شواہد کی وضاحت کر دی ہے، حسب ضرورت روایات حدیث پر کلام، علل و شدوذ کا بیان، اسباب ضعف و نکارت کی وضاحت کر دی ہے، مختلف فیہ حدیث کی تخریج اور بیان علل میں قابل رشک معلومات جمع کیا ہے۔ حدیث کی تخریج کے بعد آخر میں فوائد و تنبیہات کے عنوان سے حسب مقام مختلف معلومات کا ذکر کیا ہے، کہیں لغوی تشریح و مشکل الفاظ کی وضاحت، کہیں مقامات کی تعیین، کہیں تعارض کا دفاع، تو کہیں مبہم وغیرہ کی تعیین کی ہے۔

ہر باب کے آخر میں اس میں وارد شدہ آثار کو یکجا کر کے ان کی تخریج کی ہے۔ چونکہ امام غزالی نے ”الوجیز“ میں امام شافعی کے اقوال کے ساتھ دیگر ائمہ کے اقوال کا بھی ذکر کیا تھا، اس لئے امام رافعی نے شرح کے وقت ان کی متادل روایتوں کا ذکر بھی کروایا، علامہ ابن ملقن نے ان کی تخریج کر دی، نتیجتاً اس میں بھی ایک

موضوع کی مختلف روایتیں اکٹھا ہو گئی ہیں، جس طرح ”نصب الراية“ میں ہیں، فرق یہ ہے کہ وہاں احادیث خصوم کے عنوان سے یہ روایتیں ضمناً مذکور ہیں اور یہاں اس کتاب میں بحیثیت اصل ہیں۔

اس طرح یہ کتاب اپنے فن کی نادر ترین کتاب اور حدیثی موسوعہ (انسائیکلو پیڈیا) ہے جس کی اب تک تین جلدیں مطبوع ہیں پھر بھی کتاب الطہارۃ ختم نہیں ہوا۔

تلخیص الحبیر

فی تخریح أحادیث الرافعی الكبير لابن حجر

تعارف:

حافظ ابن حجر عسقلانی کی یہ کتاب، حافظ ابن ملقن کی شہرہ آفاق کتاب ”البدور المنیر“ کا اختصار ہے۔ فن حدیث میں ابن حجر سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور امامت کے عظیم درجے پر فائز ہیں ان کی علمی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے علماء نے ان کی کتابوں پر بھرپور اکتھا کیا ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے۔

یہ کتاب بھی علماء کے یہاں بے حد اہمیت کی حامل ہے چونکہ اصل کتاب بہت مفصل ہے اس لئے اہل علم نے اس کو دیکھنے کے بجائے اسی مختصر کتاب کو مرجع بنایا۔ پہلے وضاحت کی جا چکی ہے کہ ”شرح کبیر“ کی تخریح بہت سے حضرات نے کی تھیں (جن میں ابن ایک، ابن جماعہ، ابن نقاش، زرکشی، ابن حسانی وغیرہ شامل تھے) ان تخریج میں حافظ ابن حجر کے کہنے کے مطابق علامہ ابن ملقن کی کتاب سب سے اچھی اور مفید تھی لہذا انہوں نے اختصار کے لئے اسی کتاب کا انتخاب کیا، نیز مذکورہ تخریج اور ”نصب الراية“ سے بھی حسب ضرورت استفادہ کیا ہے۔

ترتیب و اختصار:

اس کتاب کی ترتیب و تنظیم بھی اپنے اصل کے مانند ہے، البتہ معلومات میں کافی حد تک اختصار کیا گیا ہے خاص طور سے مختلف فیہ روایتوں اور راویوں کے بارے میں جو تفصیل ابن ملقن نے پیش کی تھی، عموماً ان سب کو حذف کر کے صرف خلاصہ ذکر کیا ہے، اس طرح سے حدیث کے آخر میں مختلف انواع کے جو فوائد و تنبیہات وغیرہ بیان کئے گئے تھے ان کو بھی تقریباً حذف کر دیا۔ کبھی کبھی مخزجین کے ناموں میں سے بعض اہم شخصیات کو حذف کر دیا ہے۔ ۱

علامہ ابن ملقن نے حدیثوں پر جو حکم بطور خلاصہ بالکل ابتداء میں ذکر کیا تھا، اس کو بھی حذف کر دیا جو اس کتاب کی بڑی اہم خوبی تھی، جس کا حذف کرنا بالکل مناسب نہ تھا، کہیں کہیں احادیث پر اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے اور دیگر کتابوں سے کچھ فوائد کا اضافہ کیا ہے۔

ارواء الغلیل

فی تخریج أحادیث منار السبیل للألبانی

تعارف:

شیخ مرتی بن یوسف مقدسی (متوفی ۱۰۳۳ھ) نے فقہ حنبلی میں ایک مختصر اور جامع کتاب تحریر کی تھی جس کا نام ”دلیل الطالب لنیل المطالب“ رکھا تھا۔ اس میں فقہ حنبلی کے راجح اور مفتی بہ مسائل کا ذکر تھا اس لئے یہ کتاب کافی مشہور اور مقبول ہوئی لہذا مختلف علماء نے اس کی شرحیں لکھیں، جن میں شیخ ابراہیم بن محمد بن سالم ضویان (متوفی ۱۳۳۵ھ) کی شرح سب سے اچھی تھی جس کا نام ”منار السبیل فی شرح الدلیل“ ہے۔

اس کتاب میں جن احادیث سے استدلال کیا گیا تھا۔ انہیں کی تخریج علامہ البانی نے اپنی اس مایہ ناز کتاب میں کی ہے جس کا نام ”ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل“ رکھا ہے۔

طریقہ تخریج:

سب سے پہلے آپ نے صاحب ”منار“ کے نص کو ہو بہو صفحہ کے حوالہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، پھر اس پر لطیف انداز میں ایک کلمہ میں حکم لگا دیا ہے۔ مثلاً صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ۔ پھر اس کی تخریج تفصیل سے کی ہے، اگر حدیث صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں موجود ہے تو پھر مزید بحث و مباحثہ و تخریج کی ضرورت محسوس نہیں کی، بلکہ اسی پر اکتفاء کیا ہے۔ لیکن اگر صحیحین کی روایت نہیں ہے تو کافی تفصیل سے اس کی تخریج کی ہے اور کلام کیا ہے۔

سب سے پہلے یہ بتایا ہے کہ مذکورہ لفظ کس کتاب کا ہے، جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کا جزء، صفحہ، حدیث نمبر، مخطوطات کے اوراق کا نمبر بیان کیا ہے، اگر مذکورہ لفظ میں کوئی اختلاف ہے تو اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ پھر حدیث پر حکم لگانے کیلئے متابعات و شواہد کی تخریج سابق انداز میں کی ہے، جن اسباب و علل کی بناء پر حدیث پر کلام کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر فن کی کتابوں کے حوالہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں فن تخریج کی یہ کتاب علم حدیث پر کام کرنے والوں کے لئے ایک زندہ مثال ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب کافی مقبول ہوئی، علماء و طلبہ نے اس کو بڑی پسندیدہ نگاہ سے دیکھا ہے اور اس پر بھرپور اعتماد کیا ہے۔

تخریج الأحادیث النبویة

الواردة فی مدونة الإمام مالک بن انس للدردیری

یہ کتاب فقہ مالکیہ کی مستدل روایتوں کی تخریج کے لئے تحریر کی گئی ہے جس کے "مدونة الكبرى" کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ "المدونة الكبرى" فقہ مالکیہ کی اب ہے جس کو قاضی عبدالسلام سحون بن سعید تنوخی (متوفی ۲۴۰ھ) نے بن قاسم (متوفی ۱۹۱ھ) کے واسطے سے امام مالک سے نقل کیا ہے۔ نیز قاضی نے نظر ثانی کے وقت امام مالک کے کچھ دیگر مشہور شاگردوں مثلاً اشہب بن ز (متوفی ۲۰۴ھ) عبداللہ بن وہب (متوفی ۱۹۷ھ) عبدالملک ماجشون (۲۱۱ھ) کے واسطے سے جمع کیا ہے۔ اس میں وارد شدہ حدیثوں کی تخریج ڈاکٹر دریری نے جامعہ ام القرئی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے کیا ہے۔ اس طرح رابعہ کی مستدل روایتوں کی یہ آخری کڑی ہے۔

مؤلف نے اس کتاب کو "المدونة" کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ سب سے کائنص جز اور صفحہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ خواہ وہ مسند ہو یا معلق۔ بنیادی طور سے ہر حدیث کو تین عناوین پر تقسیم کیا ہے :

۱- رجال اسناد

۲- تخریج حدیث

۳- حکم حدیث

اس طرح سے یہ کتاب فقہ مالکیہ کی مستدل روایتوں کے لئے مرجع کی حیثیت

راویوں کے حالات:

اگر وہ روایت سنداً مروی ہے تو سب سے پہلے اس میں وارد راویان کے حالات کا ذکر فرداً فرداً کیا ہے، جس میں راوی کا مکمل حسب و نسب، اساتذہ و تلامذہ، ان کے جرح و تعدیل کے اقوال وغیرہ کا ذکر ہر راوی کی حالت زندگی میں کیا ہے، خواہ وہ مشہور امام ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اس تفصیل کی ضرورت نہ تھی۔

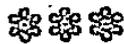
طریقہ تخریج:

اس کے بعد تخریج پر توجہ دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اصحاب کتب حدیث میں کس نے وہ روایت ذکر کی ہے، مصادر کی ترتیب میں سب سے پہلے صحیحین، پھر موطا اس کے بعد سنن، پھر مسانید کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام مصادر کا حوالہ کتاب، باب، جلد اور صفحہ کے ساتھ دیا ہے۔

حکم بر حدیث:

اگر حدیث صحیحین کے علاوہ کسی دیگر کتاب کی ہے تو اس پر حکم لگا دیا ہے۔ جس کیلئے راویوں کے حالات اور علماء کے اقوال پر اعتماد کیا ہے۔ کہیں کہیں متابعات و شواہد بھی ذکر کیا ہے۔

مذکورہ ساری کتابوں سے استفادہ بہت آسان ہے، کیونکہ کہ یہ سب کے سب ابواب فقہ پر مرتب ہیں، کسی بھی حدیث کی تخریج کے لئے مناسب مفہوم سے مطابقت رکھنے والی کتاب اور باب میں تلاش کرنے سے مطلوبہ حدیث آسانی سے مل سکتی ہے۔



دوسرا باب

طریقہ تخریج ازروئے متن

کسی بھی حدیث کی ازروئے متن تخریج کرنے کے لئے چار چیزوں میں سے
ای ایک کی معرفت ضروری ہے۔

- ۱- حدیث کا مفہوم معلوم ہو۔
- ۲- حدیث کا ابتدائی کلمہ معلوم ہو۔
- ۳- حدیث کا کوئی ایسا کلمہ معلوم ہو جو مشتق ہو اور کثیر الاستعمال نہ ہو۔
- ۴- حدیث کی صفات میں سے کوئی صفت (مثلاً صحیح، ضعیف، معطل، مرسل
بزہ) معلوم ہو۔

اگر ان چاروں چیزوں میں سے کچھ بھی معلوم نہیں ہے تو مطلوبہ حدیث کی
زنج ازروئے متن ممکن نہیں۔ اس کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرنا پڑیگا، اس لئے
زنج ازروئے متن کے جملہ چار طریقے ہیں۔

- ۱- موضوع حدیث کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- ۲- متن حدیث کے پہلے کلمہ کی معرفت سے تخریج کرنا۔
- ۳- متن حدیث کے کسی کم استعمال ہونے والے مشتق کلمہ سے تخریج کرنا۔
- ۴- متن کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت سے تخریج کرنا۔

پہلا طریقہ

موضوع حدیث کی معرفت کے ذریعے تخریج کرنا

مفہوم کے ذریعے حدیث کی تخریج کے لئے ضروری ہے کہ مطلوبہ حدیث کا
معنی صحیح طور سے متعین کر لیا جائے یہ کام وہی کر سکتا ہے جو صحیح سمجھ، تیز ذہن اور
ہم و فراست سے متصف ہو، صحیح طور سے مفہوم کی تعین ہو جانے سے تخریج کا کام بہت
آسان ہو جاتا ہے، لہذا اس عمل میں سب سے پہلا مرحلہ مفہوم کی تعین کا ہے۔ اگر مفہوم

کی تعیین میں باعث کامیاب رہا تو تخریج کا کام آسانی حل ہو جائے گا، ورنہ یہ مشکل اور پیچیدہ ہوگا۔

بعض حدیثیں ایسی ہوتی ہیں جن کا مفہوم سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ حدیثوں کا مفہوم قدرے آسان ہوتا ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کا تعلق احکام سے ہو بھی ہوتا ہے کہ ایک حدیث کے مختلف ٹکڑے ہوتے ہیں جو مختلف موضوع کرتے ہیں ایسی صورت میں اس کی تخریج کے لئے مختلف مقامات کو ذکر ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض روایتیں کسی باب پر واضح طور سے دلالت لیکن ضمناً دوسرا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ [لیکن ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھا جا رہا ہے اس میں وہ روایت نہیں ہوتی بلکہ جو معنی ظاہر نہیں ہے اس میں پائی جاتی ہے طور سے صحیح بخاری میں ایسا بہت ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر عبداللہ بن عمرو بن عاص کی یہ حدیث کہ اللہ کے رسول ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں اپنی سواری کو روکے ہوئے تھے لوگ آپ کرتے تھے ایک شخص نے یہ عرض کیا کہ میں سمجھ نہ سکا اور قربانی سے پہلے حلق کرنے کہا کہ کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے کہا کہ میں سمجھ نہ سکا کہ میں نے پہلے قرآن آپ نے کہا کوئی حرج نہیں۔

بظاہر یہ روایت کتاب الحج سے تعلق رکھتی ہے، عموماً محدثین نے اس حج میں دسویں ذی الحجہ کے اعمال کے تعلق سے ذکر کیا ہے۔ لیکن امام بخاری نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔ کہ سواری پر بیٹھ کر فتویٰ دے سکتے ہیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ جواب دیتے وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔

اگرچہ یہ طریقہ مفہوم کے سمجھنے کے اعتبار سے قدرے مشکل ہے۔ ان کے باوجود بھی سب سے زیادہ وسیع طریقہ ہے۔ حدیث کی اکثر و بیشتر کتابیں اس

میں شامل ہیں جن کی تفصیل آرہی ہے۔

حدیث کا مفہوم متعین ہو جانے کے بعد مطلوبہ حدیث کو ان ساری کتابوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے جو فقہی ابواب پر مرتب ہیں۔ ان کتابوں میں اس حدیث کو اس مقام پر تلاش کیا جائے گا جس موضوع سے اس کا تعلق ہے، اگر اس کا تعلق کتاب الطہارہ سے ہے تو اس کو کتاب الطہارہ میں تلاشیں گے۔ [یہ خیال رکھتے ہوئے کہ وہ کتاب الطہارہ کے کس باب سے متعلق ہے۔ باب المیاء سے، یا باب الوضوء سے، یا غسل، یا تیمم و مسح علی الخفین سے، یا حیض و نفاس سے وغیرہ] جس باب سے روایت متعلق ہے کتاب الطہارہ کے اس باب میں تلاشنے سے اگر حدیث اس میں موجود ہے تو ضرور مل جائے گی۔

اگر اس میں نہ ملے تو دوسری کتاب اٹھائیں اور اسی موضوع میں تلاش کریں یقیناً مطلوبہ روایت کہیں نہ کہیں ضرور مل جائے گی۔ ممکن ہے کہ اکثر و بیشتر یا سب کتابوں میں مل جائے، یہ عمل صرف ان ہی کتابوں میں ممکن ہے جو ابواب پر مرتب ہیں، وہ ساری کتابیں جو ابواب پر مرتب ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

- ۱- وہ کتابیں جن میں دین کے سارے ابواب پائے جاتے ہیں۔
- ۲- وہ کتابیں جن میں دین کے اکثر ابواب پائے جاتے ہیں۔
- ۳- وہ کتابیں جن میں کسی خاص قسم یا موضوع کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

پہلی قسم

وہ کتابیں جن میں دین کے سارے ابواب پائے جاتے

ہیں ان کی چند قسمیں ہیں۔

(۱) جوامع:-

جوامع: جامع کی جمع ہے۔

جامع اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں دین سے متعلق سارے ابواب

پائے جاتے ہیں، علماء نے ان کو آٹھ ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ (عقائد، احکام،

رقائق وزہد، آداب و اخلاق، تفسیر، تاریخ و سیر، مناقب و مثالب، فتن و ملاحم) مثلاً

الجامع الصحيح امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

الجامع السنن امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)

الجامع عبدالرزاق صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)

یہ مصنف کے علاوہ ایک دوسری کتاب ہے۔

(۴) مستخرجات علی الجوامع :-

مستخرج ہر اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کوئی محدث کسی صاحب کتاب کی روایتوں کو اپنی سند سے روایت کرے اس طرح سے کہ اس کی سند صاحب کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ سے مل جائے۔ (بشرطیکہ درمیان میں اس مولف کا واسطہ نہ ہو۔) ۱

صاحب مستخرج چونکہ وہ روایتیں اپنی سند اور اپنے شیخ کے واسطہ سے ذکر کرتا

ہے۔ اس لئے اصل کتاب کے الفاظ اور مستخرج کے الفاظ میں کچھ فرق ہو جاتا ہے۔

الفاظ کی یہ تبدیلی اور اضافہ اصل کتاب (مخرج علیہ) کی شرط پر تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ ۲

اس لئے ان کتابوں کے الفاظ کو تخریج کے وقت اصل کتاب کی جانب منسوب

کرنا درست نہیں الا یہ کہ قطعی طور سے یہ معلوم ہو کہ دونوں کے الفاظ ایک ہیں۔

مثلاً کسی روایت کو اگر مستخرج اسماعیلی سے نقل کیا گیا ہو تو تخریج کرتے وقت یہ

نہیں کہہ سکتے کہ یہ صحیح بخاری کی روایت ہے، اس لئے کہ ممکن ہے کہ دونوں کے الفاظ

میں کچھ فرق ہو۔ ۳

یہ مستخرجات جب جوامع سے متعلق ہوں گی تب ہی اس قاعدہ کے تحت

ان سے استفادہ ممکن ہوگا۔ ورنہ اگر کسی دوسری قسم کی کتاب مثلاً سنن وغیرہ سے متعلق

ہوں تو پھر اس قسم سے خارج ہو جائیں گی، کچھ مشہور مستخرجات یہ ہیں جو صحیحین سے

متعلق ہیں:

۱ تدریب الراوی ۱/۱۱۲، الحطة فی ذکر الصحاح الستة ص ۷۲

۲ النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ۱/۲۰۹، التقیید والایضاح ص ۳۰

۳ توضیح الافکار فی شرح تنقیح الأنظار ۱/۷۱

المستخرج علی الصحیحین: ابو بکر احمد بن محمد برقانی (متوفی ۳۲۵ھ)
 المستخرج علی الصحیحین: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی (متوفی ۳۳۰ھ)
 مستخرج الاسماعیلی علی البخاری: ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی (متوفی ۳۷۱ھ)
 المستخرج علی صحیح مسلم: ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفراہینی (متوفی ۳۱۶ھ)
 مستخرج کی یہ کتابیں جو صحیحین سے متعلق تحریر کی گئی ہیں ان کی تنظیم و ترتیب بالکل اصل کی طرح ہیں لہذا جس طرح صحیحین سے روایت تلاش کی جاتی ہے۔ اسی طرح سے ان میں بھی تلاش کی جائے گی یعنی موضوع کی معرفت کے ذریعہ۔

عموماً علماء نے مستخرج کی تصنیف صحیحین یا ان میں سے کسی ایک پر کی ہے۔ دیگر کتابوں پر مستخرج نہیں تحریر کی ہے۔ کچھ شاذ و نادر ہی مستخرجات دوسری کتابوں پر ہیں جن کا ذکر سنن کی بحث میں آئے گا۔

(۳) مستدرکات علی الجوامع :-

مستدرک اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کوئی محدث دوسرے شخص کی شرط پر اس سے فوت شدہ روایتوں کو اکٹھا کر دے جیسے :

المستدرک علی الصحیحین :

یہ امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) کی تالیف ہے۔ چونکہ امام حاکم نے مستدرک کی ترتیب صحیحین کی ترتیب پر کیا ہے۔ اس لئے اس سے بھی استفادہ اسی طرح کیا جائے گا جس طرح صحیحین سے کیا جاتا ہے، مستدرک حاکم کے سلسلہ میں دو باتیں قابل گرفت ہیں۔

۱۔ پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے صحیحین پر استدراک کیا ہے۔ جب کہ ان پر استدراک کرنا درست نہیں تھا۔ اس وجہ سے کہ استدراک اس شخص پر کیا جاتا ہے جس نے جمع و تکمیل کا دعویٰ کیا ہو۔ صاحب صحیحین نے ساری صحیح روایتوں کو جو ان کی شرط پر ہیں جمع

کرنے کا دعویٰ ہی نہیں کیا تو پھر استدراک کا کیا معنی؟ بلکہ ان مصنفین نے یہ واضح کر دیا ہے کہ جن صحیح روایتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۱۔
 ۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ نفس استدراک میں ان سے غلطیاں ہوئی ہیں جن روایتوں کو انہوں نے بطور استدراک جمع کیا ہے۔ وہ ساری کی ساری صحیحین یا کسی ایک کی شرط پر نہیں ہیں۔

مستدرک حاکم میں جو روایتیں پائی جاتی ہیں ان میں کچھ دونوں کی شرط پر ہیں، کچھ ایسی ہیں جو کسی ایک کی شرط پر ہیں، کچھ ایسی بھی ہیں جو صحیح ضرور ہیں لیکن کسی کی شرط پر نہیں ہیں، کچھ ضعیف بلکہ بعض موضوعات بھی اس میں شامل ہو گئی ہیں۔
 حافظ ذہبی نے مستدرک کی تلخیص کی ہے۔ جو مستدرک کے ساتھ مطبوع ہے۔
 اس میں انہوں نے امام حاکم کے حکم پر نظر ثانی کی ہے، علماء کا خیال ہے کہ جس کی تائید امام ذہبی نے کی ہے وہ قابل قبول ہے۔

علامہ ابن الصلاح کا خیال ہے کہ جن روایتوں پر امام حاکم نے صحت کا حکم لگایا ہے، اگر کسی دوسرے امام نے اس پر صحت کا حکم نہیں لگایا ہے تو کم از کم وہ روایت حسن اور قابل حجت ہوگی الا یہ کہ اس میں کوئی ایسی واضح علت پائی جائے جو ضعف پر دلالت کرے۔ ۲

اس لئے اس کتاب سے حدیث کی تخریج کرتے وقت کم از کم امام ذہبی کے حکم کو ضرور مد نظر رکھنا چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ اس کی سند پر متابعات و شواہد کو سامنے رکھ کر حکم لگادیا جائے، ورنہ کسی حدیث کا محض مستدرک میں ہونا یا امام حاکم کی تصحیح کرنا صحت کے لئے کافی نہیں خاص طور سے موجودہ مطبوعہ نسخہ سقطات اور غلطیوں سے پڑے جو ویسے بھی قابل اعتبار نہیں۔

۱۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۵-۱۶

۲۔ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۸

(۴) مجامیع : (مجموعہ)

مجامع ان کتابوں کہتے ہیں جن میں ان کے مؤلفین نے مختلف کتابوں کی روایتوں کو جمع کر کے انہیں ابواب یا کسی خاص ترتیب پر مرتب کر دیا ہو۔
ان مجامع میں اگر کتب جوامع کی کوئی کتاب شامل ہو یا اس موضوع کی روایتیں شامل ہوں تبھی وہ اس قاعدے کے ضمن میں آسکتی ہے ورنہ نہیں۔ مجامع کی کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔

الجمع بین الصحیحین : ابو عبد اللہ ابن نصر اندلسی ظاہری (متوفی ۴۸۸ھ)

التجرید الصحاح (الجمع بین أصول الستة)

ابو حسن رزین بن معاویہ العبدری (متوفی ۵۳۵ھ)

اصول ستہ سے مراد : صحیحین، موطا امام مالک اور ابن ماجہ کے علاوہ دیگر سنن ثلاثہ ہیں۔

جامع الأصول من أحادیث الرسول ﷺ :

یہ کتاب حافظ مجد الدین ابوالسعادات مبارک بن احمد بن اشیر جزری (متوفی ۶۰۶ھ) کی تالیف ہے، اس میں انہوں نے صحیحین، سنن ثلاثہ۔ ابن ماجہ کے علاوہ۔ اور موطا امام مالک کی روایتوں کو جمع کیا ہے، سند کو حذف کر کے صرف صحابی کا نام باقی رکھا ہے، پھر ان حدیثوں کو کتاب، ابواب اور فصلوں پر مرتب کیا ہے۔ اس میں جتنی بھی داخلی کتابیں ہیں سب کو حروف مجتم پر مرتب کر کے پھر اس سے متعلق روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ اس لئے ہر حرف کے تحت مختلف کتابیں شامل ہیں مثلاً حرف ہمزہ کے تحت دس کتابیں ہیں، پھر ان کتابوں کو ابواب، اور ابواب کو فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر فصل میں صرف انہیں حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔ جو ایک موضوع یا مسئلہ کی ہیں، آخر میں وہ روایت مذکورہ کتابوں میں سے کس کس کتاب کی ہے۔ اشارہ میں واضح کر دیا ہے، وہ

اشارے یہ ہیں:

خ : صحیح بخاری
ط : موطاء مالک
م : صحیح مسلم
ت : سنن الترمذی
د : سنن أبی داؤد
ن : سنن النسائی

حدیث ذکر کرنے کے بعد جو غریب اور مشکل کلمات تھے ان کی شرح کر دی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ موضوعات پر مرتب ہے۔ لیکن عام فقہی ترتیب پر نہیں ہے بلکہ حروف مجتم پر ہے۔ اس لئے اگر کتاب الطہارہ کی روایت دیکھنی ہے تو پہلے حرف ”ط“ میں مطلوبہ کتاب دیکھیں پھر اس کے بعد موضوع سے قریب تر باب اور فصل میں مطلوبہ حدیث تلاش کریں۔

تیسیر الوصول الی جامع الأصول:

یہ ابن الدبیج عبدالرحمن بن علی بن محمد شیبانی (متوفی ۹۴۳ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں انہوں نے علامہ ابن اثیر کی ”جامع الأصول“ کو مختصر کر دیا ہے۔ اس میں جو مشکل الفاظ کی شرح، اعراب اور تکرار پایا جاتا تھا اس کو ختم کر دیا ہے۔ کتابوں، ابواب اور فصلوں کی تنظیم و ترتیب اصل ہی کی طرح برقرار رکھا ہے۔ لہذا طریقہ استفادہ وہی ہے جو ”جامع الأصول“ کا ہے۔

کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال:

یہ کتاب علامہ علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے علامہ سیوطی کی تین کتابوں کو مرتب کیا ہے۔ غلامہ سیوطی نے جملہ احادیث رسول کو مرتب کرنے کی کوشش کی ہے، اسلئے انہوں نے تقریباً ۷۷ کتب حدیث کی روایتوں کو ایک عظیم کتاب میں مرتب کر کے حکم لگا دیا ہے۔ اس کا نام ”الجامع الکبیر“ رکھا ہے۔ جس کو (جمع الجوامع) بھی کہا جاتا ہے۔ پھر اس کو ”الجامع الصغیر“ میں

مختصر کیا اس کے بعد اس پر کچھ اضافہ کیا اور اس کا نام ”زیادۃ الجامع الصغیر“ رکھا۔
 شیخ علی متقی ہندی نے انھیں کتابوں کو ابواب پر مرتب کیا ہے اور اس کا نام
 ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ رکھا ہے۔ ۱

جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد:

یہ محمد بن محمد بن سلیمان فارسی (متوفی ۱۰۹۳ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں چودہ
 کتابوں کی روایتیں ہیں۔ علامہ ابن اثیر کی ”جامع الاصول“ (جس میں موطا مالک،
 صحیحین، سنن ثلاثہ شامل ہیں۔) اور امام بیہقی کی ”مجمع الزوائد“ (جس میں
 مسند ابو یعلیٰ، مسند البزار، مسند امام احمد اور امام طبرانی کی معاجم
 ثلاثہ کی زوائد شامل ہیں۔) کو جمع کر کے ”زوائد مسند دارمی“ اور ”زوائد
 سنن ابن ماجہ“ کا اضافہ کر کے کتب اور ابواب پر مرتب کیا ہے، اس لئے یہ ایک عظیم
 تراجم کتاب ہے جو طالب علم کو چودہ اہم کتب حدیث سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ چونکہ
 یہ کتاب کتب اور ابواب پر مرتب ہے۔ اس لئے جس حدیث کی تخریج کرنا مقصد ہے
 پہلے اس کے مفہوم کی تعیین کر لیں، پھر قریب ترین موضوع میں تلاش کریں انشاء اللہ یہ
 حدیث مل جائے گی۔

التاج الجامع للأصول فی احادیث الرسول:

یہ کتاب شیخ منصور ناصف کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے ابن ماجہ کے
 علاوہ بقیہ اصول خمسہ کی روایتوں کو (مکررات کو حذف کر کے) مرتب کر دیا ہے۔ صحابی
 رسول کے علاوہ جملہ سلسلہ اسناد کو بھی حذف کر دیا ہے۔ آخر میں مخرجین کا ذکر کر دیا ہے۔

(۵) کتب زوائد:

کتب زوائد ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں کسی مخصوص کتاب (یا چند کتابوں)
 کے مقابلہ میں کسی دوسری کتاب سے ان روایتوں کو یکجا کر دیا جائے جو اس مخصوص کتاب

(یا مخصوص کتب) میں نہ ہوں۔

گویا کہ یہ مخصوص کتاب کے مقابلہ میں زائد حدیثیں ہوتی ہیں۔ جیسے ”مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجہ“ اس میں سنن ابن ماجہ کی ان روایتوں کو جمع کر دیا گیا ہے جو دیگر کتب ستہ میں نہیں ہیں گویا کہ ان سے زائد ہیں۔ امام کتابی فرماتے ہیں کہ:

”أى الأحادیث التى یزید بها بعض كتب الحدیث على بعض آخر معین منها“ ۱ یعنی حدیث کا وہ مجموعہ جو بعض کتب حدیث میں کسی دوسری معین کتاب کے مقابلے میں زائد ہو۔

کتب زوائد میں کچھ معروف کتابیں یہ ہیں:

اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة:

یہ امام بوسیری (متوفی ۸۴۰ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے دس کتب مسانید سے ان روایتوں کو الگ کر دیا ہے جو کتب ستہ میں نہیں ہیں، وہ دس مسانید یہ ہیں:

مسند حمیدی

مسند طیالسی

مسند ابن راہویہ

مسند مسدد

مسند العدنی

مسند ابن ابی شیبہ

مسند عبد بن حمید

مسند ابن منیع

مسند ابی یعلیٰ

مسند حارث بن محمد

یعنی اگر کسی کے پاس ”اتحاف السادة“ اور کتب ستہ موجود ہیں تو اس کا

مطلب یہ ہوا کہ اس کے پاس سولہ کتابوں کی روایتیں موجود ہیں۔

المطالب العالیة بزوائد المسانيد الثمانية:

یہ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں انہوں نے ان

روایتوں کو جو کتب ستہ اور مسند احمد سے زائد تھیں۔ آٹھ مسانید سے جمع کیا ہے۔ اس میں انہیں کتابوں کی زائد حدیثیں ہیں جو ”اتحاف السادة“ میں گزر چکی ہیں، چونکہ مسند اسحاق بن راہویہ اور ابو یعلیٰ کی مسند کبیر یہ دونوں ناقص تھیں اس لئے انہوں نے ان اجزاء کا اعتبار نہیں کیا بلکہ صرف آٹھ کتابوں کا اعتبار کر کے اس کو ”المسانید الثمانية“ سے موسوم کیا ہے اور علامہ بوسیری نے ان کو شمار کیا اس لئے کتاب کے نام میں ”المسانید العشرة“ تحریر کیا۔ فرق دونوں کتابوں میں یہ ہے کہ ”اتحاف السادة“ میں صرف کتب ستہ کے زائد کو جمع کیا ہے۔ جبکہ ”المطالب العالیة“ میں کتب ستہ کے علاوہ مسند احمد کے زائد کو بھی جمع کیا گیا ہے۔

موارد الظمان فی زوائد صحیح ابن حبان :

یہ علامہ بیہقی (متوفی ۸۰۷ھ) کی تالیف ہے۔

اس میں انہوں نے صحیح ابن حبان کی ان روایتوں کو جمع کیا ہے جو کتب ستہ میں نہیں ہیں، اور ان کو فقہی ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔

کشف الأستار بزوائد البزار :

یہ بھی علامہ بیہقی (متوفی ۸۰۷ھ) کی تالیف ہے۔

اس میں مسند بزار کی کتب ستہ سے زائد روایتوں کو فقہی ابواب پر جمع کیا ہے۔

مجمع الزوائد و منبع الفوائد :

یہ بھی علامہ بیہقی (متوفی ۸۰۷ھ) کی تالیف ہے۔ اس موضوع میں یہ سب سے اہم کتاب ہے۔ اس میں مسند احمد، مسند ابو یعلیٰ، مسند بزار اور امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ (کبیر صغیر اور اوسط) سے ان روایتوں کو الگ کر لیا گیا ہے۔ جو کتب ستہ میں نہیں ہیں، ان روایتوں سے سند کو حذف کر کے صرف صحابی کو باقی رکھا ہے اور جملہ روایتوں کو فقہی ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ان پر حکم بھی لگا دیا ہے۔ ضعیف

روایتوں میں اسباب ضعف کی بھی وضاحت کر دی ہے۔

فن تخریج میں یہ کتاب انتہائی مفید و معاون ہے، اگر کوئی روایت کتب ستہ میں نہ ہو تو عموماً اس کتاب میں مل جاتی ہے۔ طریقہ استفادہ بالکل آسان ہے اس لئے کہ کتاب موضوع و ابواب پر مرتب ہے۔ کتب زوائد میں جتنی بھی کتابیں مذکور ہیں سب ابواب پر مرتب ہیں لہذا سب سے پہلے موضوع حدیث کی تعیین کر لی جائے پھر اس کتاب میں اقرب ترین موضوع میں تلاش کیا جائے۔

(۶) مفتاح كنوز السنۃ :

یہ کتاب فن تخریج حدیث میں نہایت اہم اور مفید کتاب ہے۔ جو موضوعات پر مرتب ہے۔ اس کو ہالینڈ کے رہنے والے ایک مستشرق عالم (A.J. Wensink) ارند جان وینک نے انگریزی زبان میں تالیف کیا تھا، جسکی تالیف میں دس سال کی مدت لگی تھی، کتاب کی اہمیت کے پیش نظر شیخ محمد فواد عبدالباقی نے اس کو عربی قالب میں چار سال کی محنت اور نظر ثانی کے بعد ڈھالا ہے۔

اس میں حدیث، رجال اور سیرت کی چودہ کتابوں کی روایتوں کو اکٹھا کر کے

ترتیب دیا ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں :

| | |
|---------------|-------------------------|
| صحیحین | موطاء مالک |
| سنن اربعہ | سنن دارمی |
| مسند زید | مسند ابی داؤد الطیالسی |
| مسند احمد | الطبقات الکبریٰ ابن سعد |
| سیرت ابن ہشام | مغازی الواقدی |

ان مصادر و کتابوں کے لئے اشارہ متعین کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے :

| | |
|--------------------|----------------|
| بخ : صحیح بخاری | مس : صحیح مسلم |
| مسد : سنن ابی داؤد | قر : سنن ترمذی |

| | |
|---------------------|--------------------|
| نس : سنن نسائی | مج : سنن ابن ماجہ |
| می : سنن دارمی | ما : موطاء مالک |
| ز : مسند زید | عد : طبقات ابن سعد |
| حم : مسند امام احمد | ط : مسند الطیالسی |
| هش : سیرت ابن ہشام | قد : مغازی و اقدی |

کچھ دیگر اشارے اس طرح سے ہیں:

ک : کتاب

ب : باب

ح : حدیث

ص : صفحہ

ج : جزء

ق : قسم

قابل : ماقبل کا مابعد سے مقابلہ کریں۔

م م م : بائیں جانب کسی بھی عدد کے اوپر تین عدد میم کا مطلب یہ ہے کہ

مذکورہ جگہ پر مشارالیہ حدیث مکرر، سہ کرر وارد ہے۔

اس کتاب کو فقہی موضوع، علمی مسائل، تاریخی اسما و مقامات پر مرتب کیا ہے۔ یعنی مذکورہ کتابوں میں متن حدیث میں جو نام یا مقام یا فقہی و علمی مسائل مذکور ہیں ان کو اکٹھا کیا ہے۔ پھر ان ساری معلومات کو حروف مجم پر اس طرح سے مرتب کیا ہے جس طرح سے لغت کی کتابیں مرتب ہوتی ہیں، مثلاً کسی کو حضرت آدمؑ کے بارے میں وارد شدہ روایتوں کو معلوم کرنا ہو تو وہ حرف الف میں لفظ ”آدم“ کی تلاش کرے، اور اگر کسی کو طہارت کے مسائل دیکھنا ہے تو وہ حرف ”ط“ کے مادہ ”طہر“ کے کلمات میں تلاش کرے، کسی کو خندق کے بارے میں معلوم کرنا ہے تو وہ حرف ”خ“ میں ”خند“ کا مادہ دیکھے۔ ان ناموں اور مسائل کے تحت چھوٹے چھوٹے جملے دیئے ہوئے ہیں ان جملوں کے نیچے جن کتابوں میں یہ نام یا مسائل پائے جاتے ہیں ان کے حوالے اشارے میں دیئے ہوئے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا، ان اشاروں سے اصل کتاب کی طرف رجوع

کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اور تخریج حدیث باسانی ہو سکتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر ہم کو حضرت آدمؑ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے تو اس کتاب کو اٹھائیں اور حرف الف میں لفظ آدم تلاش کریں، چونکہ آدم حرف مد سے شروع ہوتا ہے۔ جو قائم مقام دو الف کے ہے اسلئے لغوی ترتیب میں۔ چونکہ سب سے پہلے مد والے حروف ہوتے ہیں لہذا۔ سب سے پہلے یہ کلمہ ملے گا۔

آدم علیہ السلام:-

اس عنوان کے تحت چند ذیلی عناوین چھوٹے چھوٹے فقروں میں ملیں گے، ان فقروں کے تحت اشارے ہوں گے، مثلاً کچھ فقرے اس طرح ہیں۔

☆ احتجاج آدم و موسیٰ ☆ آدم فی السماء الأول

☆ ماکان من عذب الأرض فی خلقه ☆ کیف صنع اللہ بطینہ

☆ فی یوم جمعة خلق آدم ☆ طول قامته الخ

پہلے فقرہ کے تحت جو حوالے اشارات میں ہیں، وہ اس طرح سے ہیں:

احتجاج آدم و موسیٰ:-

بخ : ک ۶۰، باب ۳۱، ک ۶۵ سورہ ۲۰، ب ۱، ۳

ک ۸۲، ب ۱۱، ک ۹۷، ب ۳۷

مس : ک ۴۶، ح ۱۳-۱۵

بد : ک ۳۹، ب ۱۶

تر : ک ۳۰، ب ۲

مج : المقدمہ، ب ۱

ما : ک ۳۶، ح ۱

حم : ثان ص ۲۲۸، ۲۶۴، ۲۸۷، ۳۱۶، ۳۹۲، ۳۹۸،

۲۲۸-۲۶۴

وضاحت : یعنی حضرت آدم اور موسیٰ کے درمیان جو مناظرہ ہوا اس مفہوم کی روایتیں بدرجہ ذیل مقامات پر موجود ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

صحیح بخاری میں کتاب نمبر ۶۰ [کتاب الانبیاء] کے باب نمبر ۳۱ میں، نیز کتاب نمبر ۶۵ [کتاب التفسیر] کے سورہ نمبر ۲۰ کے باب نمبر ایک اور تین میں، نیز کتاب نمبر ۸۲ [کتاب القدر] کے باب نمبر ۱۱ میں، اسی طرح سے کتاب نمبر ۹۷ [کتاب التوحید] کے باب نمبر ۳۷ میں۔

صحیح مسلم میں باب نمبر ۴۶ [کتاب القدر] کے حدیث نمبر ۱۳-۱۵ میں سنن ابوداؤد میں کتاب نمبر ۳۹ [کتاب السنۃ] کے باب نمبر ۱۷ میں سنن ترمذی میں کتاب نمبر ۳۰ [کتاب القدر] کے باب نمبر ۲ میں موطاء مالک میں کتاب نمبر ۴۶ [النہی عن القول بالقدر] کے حدیث نمبر ایک میں۔

مسند امام احمد کے جلد نمبر ۲ کے صفحہ نمبر ۲۲۸ اور ۲۶۴ میں نیز ص ۲۶۴ اور ص ۲۶۸ کا مقابلہ کر لیں۔ وعلیٰ هذا القیاس۔

”مفتاح کنوز السنۃ“ کے مقدمہ میں ان مصادر کی فہرست ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ کس کتاب کا کون سا نمبر ہے مثلاً صحیح بخاری کی فہرست میں کتاب نمبر ۶۰ دیکھنے سے یہ پتہ چلا کہ یہ ”کتاب الانبیاء“ ہے اسی طرح سے ہر نمبر کے کتاب کا نام معلوم کیا جاسکتا ہے۔

چودہ کتابوں میں سے جس کتاب میں یہ حدیث پائی جاتی ہے اس کا ذکر کر دیا ہے۔ بقیہ دیگر کتابوں میں جن کا نام حوالہ میں موجود نہیں، اس میں یہ روایت نہیں پائی۔

جاتی ہے۔ لہذا ان کا ذکر نہیں کیا۔

ان مصادر کے حوالہ میں جو صفحات یا حدیث و باب نمبر وغیرہ دیئے ہیں وہ مخصوص طبعات کے ہیں جو کافی قدیم ہو چکے ہیں اگر وہ طبعات یا ان سے مصور طبع میسر ہیں تو مطلوبہ حدیث فوراً مل سکتی ہے۔ ۱

لیکن اگر مذکورہ طبعات یا ان سے مصور طبعات موجود نہ ہوں تو ان طبعات طرف رجوع کریں جو ان سے اقرب ہیں مثلاً کتب ستہ کیلئے شیخ محمد فواد عبدالباری نمبرنگ اور تحقیق والے طبعات، نیز ہر اس طبعہ سے استفادہ ممکن ہے جس کتاب، ابواب اور احادیث پر نمبر لگے ہوئے ہوں، اگر مشارالہ مقام پر روایہ ملے تو کچھ آگے پیچھے نظر ڈالیں انشاء اللہ روایت ضرور مل جائے گی۔ ۲

یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ جن مولفات کا حوالہ اس کتاب میں دیا ہے۔ ان میں سے کچھ میں کتاب اور باب نمبر کا حوالہ ہے۔ اور کچھ میں کتاب اور حدیث نمبر کا حوالہ ہے۔ کچھ میں صرف حدیث نمبر کا حوالہ دیا ہے اور کچھ میں جلد اور صفحہ کا حوالہ ہے۔

جن مصادر کے لئے کتاب اور باب نمبر کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں :

بخ : صحیح بخاری بد : سنن ابی داؤد

۱ وہ طبعات یہ ہیں:

| | |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| صحیح بخاری : طبع لندن ۱۸۶۲-۱۸۶۸ م | صحیح مسلم : طبع بولاق ۱۲۹۰ھ |
| سنن ابی داؤد : طبع قاہرہ ۱۲۸۰ھ | سنن ترمذی : طبع بولاق ۱۲۹۲ھ |
| سنن نسائی : طبع قاہرہ ۱۳۱۲ھ | سنن ابن ماجہ : طبع قاہرہ ۱۳۱۳ھ |
| سنن دارمی : طبع دہلی ۱۳۲۷ھ | موطا مالک : طبع قاہرہ ۱۲۷۹ھ |
| مسند طیالسی : طبع حیدرآباد ۱۳۲۱ھ | مسند احمد : طبع قاہرہ ۱۳۱۳ھ |
| صند زید : طبع میلانو ۱۹۱۹ م | مغازی واقدی : طبع برلن ۱۸۸۲ م |
| طبقات ابی سعید : طبع لندن ۱۹۰۳ م | سیرت ابن ہشام : طبع غونتھن ۱۸۰۹ |

تفصیل کیلئے دیکھئے : مقدمہ مفتاح کنوز السنہ صفحہ : ۱۱، صفحہ : مخ

مقدمہ مفتاح کنوز السنہ صفحہ ص م

تو : سنن ترمذی نس : سنن نسائی

مج : سنن ابن ماجہ می : سنن دارمی

اور جن کے لئے کتاب اور حدیث نمبر کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں :

مس : صحیح مسلم ما : موطا مالک

اور جن کے لئے صرف حدیث نمبر کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں :

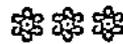
ز : مسند زید ط : مسند الطیالسی

اور جن میں جلد اور صفحہ کا حوالہ ہے وہ یہ ہیں :

حم : مسند احمد عد : طبقات ابن سعد

هش : سیرت ابن ہشام قد : مغازی و اقدی

یہ کتاب طالبان علوم نبوت کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جو حرز جان بنانے
 قی ہے خاص طور سے ان حضرات کیلئے جو کسی خاص مضمون پر بحث یا مقالہ لکھنا
 ہوں۔ یا محفل و عظ و نصیحت سجانا چاہتے ہوں اسلئے کہ مخصوص موضوع سے متعلق
 کتاب کی جانب اس سے اچھی رہنمائی ملتی ہے۔



دوسری قسم

وہ کتابیں جن میں اکثر و بیشتر احکام سے متعلق

حدیثیں موجود ہوں

مفہوم حدیث کی معرفت کے سہارے تخریج حدیث کیلئے دوسری کتابوں کی ہے جن میں دین کی اکثر باتیں پائی جائیں اور وہ موضوع اور مفہوم ہوں خاص طور سے اس طرح کی کتابوں میں احکام کی حدیثیں فقہی ابواب پر مرتب ہیں، اس ضمن میں کتب حدیث کی جن کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے ان کی قسمیں ذیل ہیں:

۱- صحاح ۲- سنن

۳- مصنفات ۴- موطات

۵- مذکورہ کتابوں پر مستخرجات ۶- کتب تخریج جو ابواب پر مرتب ہیں

۱- صحاح:-

صحاح ”صحیح“ کی جمع ہے۔ حدیث صحیح: اس متصل السند حدیث کو کہتے ہیں جس کو عادل، تام الضبط [ضابطہ کامل] راوی نے اپنے ہم مثل راوی سے آخری سند روایت کیا ہو نیز وہ معلل و شاذ نہ ہو۔
صحیح حدیث کے مختلف درجات ہوتے ہیں۔ جو سات ہیں۔

درجات صحیح:

۱- وہ روایتیں جو متفق علیہ ہیں۔

۲- جن کو صرف امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳- جن کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

- ۴ - جو دونوں کی شرط پر ہوں لیکن کسی نے روایت نہ کی ہو۔
- ۵ - جو صرف امام بخاری کی شرط پر ہوں۔
- ۶ - جو صرف امام مسلم کی شرط پر ہوں۔
- ۷ - جو دوسروں کے نزدیک صحیح ہوں۔ ۱۔

درجات متفق علیہ :-

متفق علیہ کے بھی درجات ہوتے ہیں۔

- ۱ - وہ جو متواتر ہوں۔
- ۲ - وہ جو مشہور ہوں۔
- ۳ - وہ جن پر ان ائمہ کا بھی اتفاق ہو جنہوں نے صحت کا التزام کیا ہے۔
- ۴ - وہ جن پر بعض ائمہ کا اتفاق ہو۔
- ۵ - وہ جن پر کسی ایک امام نے ان کی موافقت کی ہو۔ ۲۔

کتب صحاح :-

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ان کے مولفین نے اپنی شرط کے مطابق صحیح احادیث کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے۔

اس طرح کی کتابوں کی حدیثیں ان مولفین کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں خواہ وہ جمہور کے یہاں صحیح ہوں یا نہ ہوں۔

کتب صحاح میں سے کچھ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

صحیح البخاری :-

یہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) کی تالیف ہے۔ اس کا اصل نام [الجامع الصحیح المسند المختصر من أمور رسول (ﷺ)]

۱ توضیح الأفكار ۱/۸۸، ۸۷

۲ مقلد ابن الصلاح ۲۳، توضیح الأفكار ۱/۸۹، ۸۶

وسننہ وایامہ“ ہے۔ یہ خالص صحیح حدیثوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ اور کتاب اللہ کے بعد صحت میں پہلے نمبر پر ہے اس کی متصل اور مرفوع روایتوں کو ساری امت نے از روئے صحت قبول کیا ہے۔

الصحيح لمسلم :-

یہ امام ابو حسین مسلم بن حجاج قشیری (متوفی ۲۶۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس کا اصل نام ”المسند الصحيح“ ہے۔ مرتبہ میں اس کا درجہ صحیح بخاری کے بعد ہے۔ جس کی صحت کو امت نے تسلیم کیا ہے۔

صحيح ابن خزيمة :-

یہ امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس کا اصل نام جو مولف نے رکھا تھا۔ ”مختصر المختصر من المسند الصحيح عن النبی ﷺ“ ہے۔ یہ مرتبہ میں صحیح مسلم کے بعد ہے، اسی لئے دیگر کتب صحاح میں اس کا درجہ پہلا ہے۔ یہ صحیح ابن حبان سے اس لئے بہتر ہے کہ اس میں صحت حدیث کے سلسلہ میں بہت اہتمام اور زیادہ تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔ معمولی کلام کی وجہ سے حدیث کو صحیح کہنے سے پرہیز کیا ہے۔

صحيح ابن حبان :-

یہ امام ابو حاتم محمد بن احمد بن حبان تمیمی بستی (متوفی ۳۵۴ھ) کی تالیف ہے۔ اس کا اصل نام جو مولف نے رکھا تھا۔ وہ ”المسند الصحيح على التقاسيم والأشعار من غير وجود قطع في سندها ولا ثبوت جرح في ناقلها“ ہے جس کو ”التقاسيم والأشعار“ بھی کہا جاتا ہے۔ جو عرف عام میں ”صحيح ابن حبان“ کے نام سے مشہور ہے۔

اس کی ترتیب نہ تو فقہی ابواب پر ہے اور نہ مسانید پر بلکہ مولف نے نئے

ڈھنگ کی ایک ترتیب قائم کی تھی جسکا سمجھنا انتہائی مشکل تھا۔ اس لئے اس سے استفادہ بھی مشکل تھا۔ چنانچہ علاء الدین ابوالحسن علی بن بلبان فارسی (متوفی ۳۹۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب پر مرتب کیا اور اس کا نام ”الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان“ رکھا۔ یہی ترتیب مطبوع اور متداول ہے۔

یہ کتاب از روئے صحت ترتیب میں صحیح ابن خزیمہ کے بعد اور ”مستدرک حاکم“ سے پہلے ہے۔

علامہ کتابی فرماتے ہیں کہ شیخین کے بعد جنہوں نے صحیح کتابیں تالیف کی ہیں۔ ان میں ابن خزیمہ اور پھر ابن حبان کی کتاب ہے۔

علامہ حازمی فرماتے ہیں کہ ابن حبان فن حدیث میں امام حاکم سے قوی ہیں ان کے تساہل کی جو بات کہی جاتی ہے وہ صحیح نہیں، زیادہ سے زیادہ انہوں نے حسن کو صحیح کہہ دیا ہے۔

المنتقی:-

یہ ابو محمد عبداللہ بن علی بن جارود نینسا پوری (متوفی ۳۰۷ھ) کی تالیف ہے۔ جس کا اصل نام ”المنتقی من السنن المسندة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ جو ایک جلد کی مختصر کتاب ہے۔

دیگر کتب صحاح:-

موجودہ زمانے میں علامہ النبائی نے حدیث پاک کی بڑی عظیم خدمت کی ہے۔ انہیں خدمات میں سے صحیح اور ضعیف حدیثوں کا مجموعہ تیار کرنا، نیز سنن اربعہ اور دیگر کتب حدیث سے صحیح اور ضعیف روایتوں کو الگ کرنا بھی شامل ہے۔ مثلاً ”صحیح سنن ابی داؤد، صحیح سنن ابن ماجہ، نیز سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ“ وغیرہ۔ یہ کتابیں بھی کتب صحاح کے حکم میں ہیں اس لئے کہ صحت کے شروط کے مطابق

انہوں نے حدیثوں پر حکم لگایا گیا ہے۔

ان کتب صحاح سے حدیثوں کو تلاش کرنا بہت آسان ہے۔ کیونکہ یہ ابواب پر مرتب ہیں۔ یہاں بھی وہی طریقہ اپنانا ہوگا جو پہلی قسم کی کتابوں میں گذرا ہے۔ سب سے پہلے حدیث کے موضوع اور مفہوم کی تعیین کر لیں اس کے بعد ان مذکورہ کتابوں میں سے کسی کتاب کو لے کر ان مقامات میں تلاش کریں جہاں اس معنی کی روایتیں موجود ہیں۔

۲- سنن:-

سنن ان کتابوں کو کہتے ہیں جو ابواب فقہیہ پر مرتب ہوتی ہیں۔ جیسے طہارت، صلاۃ، زکوٰۃ وغیرہ۔

عام طور سے سنن میں صرف احکام کی مرفوع روایتیں ہوتی ہیں۔ موقوف روایتیں یا تو ہوتی ہی نہیں یا شاذ و نادر ہوتی ہیں۔ کیوں کہ موقوف کو اصطلاح میں سنت نہیں کہا جاتا ہے۔ ۱

کتب سنن:-

کتب سنن کی تعداد بہت ہے۔ ان میں کچھ اہم اور مشہور کتابیں یہ ہیں:

سنن ابن جریر:-

یہ امام ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز کی (متوفی ۱۵۱ھ) کی تالیف ہے۔

علامہ کتانی کہتے ہیں کہ ”انہ اول من صنف فی الاسلام“۔ ۲

۱- الرسالة المستطرفة ص ۲۵، مقدمة تحفة الأخری ص ۲۴

۲- الرسالة المستطرفة ۲۶-۲۷

علامہ کتانی کے قول کو اطلاق پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان سے قبل بھی کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ لہذا اگر یہ کہا جائے کہ مکہ مکرمہ میں انہوں نے سب سے پہلے کتاب تصنیف کی تو بہتر ہوگا۔ ان سے پہلے محمول شامی (متوفی ۱۱۸ھ) نے سنن کے نام سے کتاب تالیف کی ہے دیکھئے ”الدراسات فی الحدیث النبوی“

اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کا ذکر یہاں پر کیا گیا ہے ورنہ یہ کتاب موجود نہیں۔

سنن سعید بن منصور :-

یہ سعید بن منصور خراسانی (متوفی ۲۲۷ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں معضل، مرسل اور منقطع روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ۱۔

سنن الدارمی :-

یہ امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) کی تالیف ہے۔ جس کو کچھ محدثین نے کتب ستہ میں شامل کیا ہے۔

سنن الترمذی :-

یہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) کی تالیف ہے جس کو "الجامع" بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں حسن روایتیں زیادہ پائی جاتی ہیں۔

سنن ابن ماجہ :-

یہ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (متوفی ۲۷۳ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں ایسی روایتیں زیادہ پائی جاتی ہیں جو کتب ستہ میں نہیں ہیں۔ ان کو زوائد کہا جاتا ہے اس طرح کی روایتیں عموماً ضعیف ہیں۔ بہت سے حضرات نے اس کو کتب ستہ میں کثرت زوائد کی وجہ سے شمار کیا ہے۔

سنن ابی داؤد :-

یہ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں زیادہ تراجم احکام کی حدیثیں ہیں۔

سنن النسائی :-

یہ امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) کی تالیف

ہے۔ جس کا نام ”مجتبیٰ“ ہے۔ جس کو ”السنن الصغریٰ“ کہا جاتا ہے اسے مولف نے اپنی عظیم کتاب ”السنن الکبریٰ“ سے منتخب کیا ہے۔ جب مطلق سنن نسائی کہا جاتا ہے تو اس سے یہی ”سنن صغریٰ“ ہی مراد ہوتا ہے۔ ۱

سنن اربعہ میں بحیثیت مراتب پہلا درجہ ابوداؤد، دوسرا ترمذی، تیسرا نسائی اور چوتھا ابن ماجہ کا ہے۔ علماء جرح و تعدیل کی کتابوں میں عموماً یہی ترتیب قائم کی گئی ہے۔

سنن الدار قطنی :-

یہ امام ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی (متوفی ۳۸۵ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں عموماً غرائب سنن کو جمع کیا ہے۔ نیز اس میں ضعیف اور منکر روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں حتیٰ کہ موضوعات بھی بہت ہیں۔ ۲

السنن الکبریٰ :-

یہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) کی تالیف ہے۔ جو اپنے موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے۔ اکثر احادیث احکام اس میں پائی جاتی ہیں امام بیہقی کی ایک کتاب ”السنن الصغریٰ“ بھی ہے۔ اسی کے مقابلے میں اس کو ”السنن الکبریٰ“ کہا جاتا ہے۔

کچھ اور کتابیں ایسی ہیں جنکا نام اگرچہ سنن نہیں ہے۔ لیکن وہ سنن میں شامل ہونے کی اہلیت رکھتی ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔

کتاب الآثار :-

یہ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی (متوفی ۱۸۲ھ) کی تالیف ہے۔

۱۔ الرسالة المستطرفة ص ۲۵

۲۔ الرسالة المستطرفة ص ۲۷

کتاب الآثار :-

یہ امام صاحب کے دوسرے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۳ھ) کی تالیف ہے۔

کتاب الام :-

یہ امام شافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادریس ہاشمی (متوفی ۲۰۴ھ) کی تالیف ہے۔

شرح معانی الآثار :-

یہ امام ابو جعفر طحاوی احمد بن محمد بن سلامہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تالیف ہے۔

شرح السنة :-

یہ امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) کی تالیف ہے۔

۳- مصنفات :-

مصنف حدیث کی ان کتابوں کو کہتے ہیں جو فقہی ابواب پر مرتب ہوں اور ان میں احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ اور فتاویٰ تابعین وغیرہ بھی پائی جائیں۔ سنن اور مصنفات میں فرق یہ ہے کہ سنن میں صرف احادیث رسول پائی جاتی ہیں۔ لیکن مصنفات میں احادیث رسول کے علاوہ اقوال صحابہ اور فتاویٰ تابعین وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں ہر چیز میں متحد ہیں۔

کچھ اہم مصنفات یہ ہیں۔

المصنف :- ابو سلمہ حماد بن سلمہ بصری (متوفی ۱۶۷ھ)

المصنف :- ابوسفیان وکیع بن جراح رواسی (متوفی ۱۹۶ھ)

المصنف :- ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)

المصنف :- ابوریح سلیمان بن داود العسکری (متوفی ۲۲۳ھ)

المصنف :- ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ)

ان مذکورہ مصنفات میں میرے علم کے مطابق صرف دو کتابیں مطبوع ہیں
 ”مصنف عبدالرزاق“ اور ”مصنف ابن ابی شیبہ“۔ ”مصنف ابن ابی
 شیبہ، مصنف عبدالرزاق“ کے مقابلہ میں مفصل اور مبسوط ہے۔

۴- موطآت :-

موطأ حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جو فقہی ابواب پر مرتب ہو اور اس
 میں احادیث رسول کے علاوہ اقوال صحابہ، فتاویٰ تابعین، نیز صاحب کتاب کے
 اقوال بھی ہوں۔

موطأ اور مصنف قریب قریب یکساں ہوتے ہیں صرف فرق یہ ہے کہ مصنف
 میں اقوال صحابہ کی کثرت ہوتی ہے۔ موطأ میں اس طرح نہیں ہوتی نیز موطأ میں صاحب
 کتاب کی رائے اور ان کے اقوال بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ مصنف میں صاحب کتاب کے
 اقوال نہیں ہوتے، بقیہ چیزوں میں سنن، مصنف، موطأ ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ کچھ
 موطآت یہ ہیں جن میں سب سے مشہور:

الموطأ :-

امام مالک بن انس اصحبی (متوفی ۷۹ھ) کی ہے۔ جس کے مختلف نسخے اور
 راوی ہیں سب سے مشہور نسخہ ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر لیشی، مصمودی اندلسی
 (متوفی ۲۳۳ھ) کا ہے۔ اطلاق کے وقت یہی نسخہ مراد ہوتا ہے۔ یہ وہی یحییٰ ہیں جن کا
 درس حدیث چھوڑ کر ہاتھی نہ دیکھنے جانے کا قصہ مشہور ہے۔

موطأ کے راویوں میں سب سے زیادہ قوی عبداللہ بن مسلمہ تعنی ہیں اور سب
 سے آخری راوی ابو مصعب زہری ہیں انکی روایت میں تقریباً سو حدیثیں زائد ہیں۔ جو
 موطأ کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں۔ ۱

الموطا ۴:-

یہ امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۸۴ھ) کی ترتیب ہے جو حقیقت میں موطا مالک کی ایک روایت ہے۔ جس کے راوی ان کے شاگرد امام محمد تھے۔ لیکن اس میں امام محمد نے کچھ آثار کا دوسرے اساتذہ کے واسطے سے اضافہ کیا ہے۔ جن سے حنفی مسلک کے مسائل کیلئے استدلال کیا ہے۔ لیکن عموماً یہ آثار ضعیف ہیں۔ ۱

دیگر موطآت یہ ہیں:

الموطا : ابن ابی ذئب (متوفی ۱۵۸ھ)

الموطا : عبدان (متوفی ۲۹۳ھ)

اُس کے بارے میں مجھے معلومات نہیں غالب گمان یہی ہے کہ یہ موجود نہیں۔

۵- مستخرج جات :-

مستخرج کا ذکر پہلی قسم کی کتابوں (جوامع) میں گزر چکا ہے۔ ۲ کیوں کہ زیادہ تر مستخرجات کا تعلق صحیحین سے ہے۔ دوسری قسم کی کتابوں کے متعلق مستخرجات کی تصنیف بہت کم کی گئی ہے۔ سنن ابوداؤد، اور سنن ترمذی پر کچھ مستخرجات کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ان کے وجود کے بارے میں فی الحال مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ صحیحین کے علاوہ جن مستخرجات کا ذکر ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں :

المستخرج علی سنن أبی داؤد:- قاسم بن اصغ بن صالح اصہبانی (متوفی ۳۳۰ھ)

المستخرج علی سنن أبی داؤد:- محمد بن عبد الملک بن ایمن (متوفی ۳۳۰ھ)

المستخرج علی سنن أبی داؤد:- ابو بکر بن منجویہ اصہبانی (متوفی ۳۲۸ھ)

المستخرج علی سنن الترمذی:- ابو علی حسن بن علی طوسی (متوفی ۳۱۲ھ)

المستخرج علی سنن الترمذی:- ابو بکر بن منجویہ احمد بن علی (متوفی ۳۲۸ھ)

۱ مقدمہ شیخ محمد فوادس : ص

۲ دیکھئے ص : ۲۸

المستخرج علی کتاب التوحید لابن خزیمہ :-

ابو نعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

المستخرج علی المستدرک للحاکم :-

حافظ ابو الفضل عراقی (متوفی ۸۰۶ھ) لیکن یہ نامکمل رہ گئی۔ ۱

کچھ لوگوں نے منتقی ابن الجارود کو صحیح ابن خزیمہ پر مستخرج قرار دیا ہے۔ لیکن

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی محقق کتاب صحیح ابن خزیمہ نے اس کو غلط قرار دیا ہے۔ ۲

ان مستخرجات سے استفادہ کا طریقہ بعینہ وہی ہے جو مستخرج علیہ کتابوں کا

ہے۔ یعنی مطلوبہ حدیث کے مفہوم کی تعیین کے بعد ان مقامات کو دیکھیں جہاں اس کے

وجود کا احتمال ہے۔

۶- کتب تخریج :-

اس سے پہلے کتب تخریج کا تفصیلی ذکر (ص ۳۰-۴۴) پر گذر چکا ہے۔ یہاں

کتب تخریج سے مراد وہ کتابیں ہیں جو ابواب پر مرتب ہوتی ہیں۔ ورنہ عام طور سے کتب

تخریج مستخرج علیہ کتاب کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں۔ مفہوم کے ذریعہ کسی بھی حدیث کی

تخریج کیلئے کتب تخریج بہت مفید اور معاون ثابت ہوتی ہیں۔ بلکہ عموماً ماضی قریب کے

علماء نے کتب تخریج کے حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔

حالانکہ یہ کتابیں فی نفسہ مصدر نہیں ہوتی ہیں البتہ مصادر اصلیہ پر ان کا اعتماد

ہوتا ہے۔ اور ان کی جانب رہنمائی کرتی ہیں۔ لہذا فن تخریج کی وہ کتابیں جو ابواب پر

مرتب ہیں اس قاعدے کے ضمن میں ان سے بہت اچھی مدد ملتی ہے۔ لیکن اگر یہ کتابیں

ابواب پر مرتب نہ ہوں بلکہ کوئی دوسری ترتیب ہو تو کسی اور طریقہ سے استفادہ کیا

جاسکتا ہے۔

۱ توضیح الافکار ۱/۶۹، الرسالة المستطرفة ص ۲۴

۲ مقلدہ صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۳

تیسری قسم

وہ کتابیں جو کسی خاص موضوع

یا خاص فن سے متعلق ہوں

مفہوم حدیث کی معرفت کے سہارے تخریج کے لئے تیسری قسم ان کتابوں کی ہے۔ جن میں کسی ایک خاص موضوع سے متعلق روایتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح سے وہ کتابیں بھی ہیں جو کسی خاص فن سے متعلق ہوتی ہیں، لہذا اس قسم میں مختلف موضوعات کی کتابیں اور اجزاء حدیثیہ۔ جن کی غیر معمولی تعداد ہے۔ شامل ہیں۔ فرداً فرداً ان کا ذکر کرنا مشکل ہے۔ بطور نمونہ چند موضوعات کی جانب اشارہ کیا جا رہا ہے۔

۱- موضوعات خاصہ:-

۱- کسی خاص موضوع (یا کسی ایک موضوع) سے متعلق کتابوں کی مختلف شکلیں

اور قسمیں ہو سکتی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(أ) کتب توحید :- (کتب عقائد)

کتب توحید ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں عقیدہ اور توحید سے متعلق حدیثیں

ہوتی ہیں۔

اس موضوع کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

کتاب الایمان :- ابو عبد اللہ محمد بن ابی شیبہ عیسیٰ (متوفی ۲۳۵ھ)

کتاب الأھوال :- (یعنی أھوال یوم القیامة) ابن ابی الدنیا ابو بکر عبد اللہ بن

محمد بغدادی (متوفی ۲۸۱ھ)

التوحید :- امام ابن خزیمہ ابو بکر محمد بن اسحاق سلمیٰ نیساپوری (متوفی ۳۱۱ھ)

کتاب الایمان :- امام ابن مندہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (متوفی ۳۹۵ھ)
 الأسماء و الصفات :- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی (متوفی ۳۵۸ھ)
 شعب الایمان :- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی (متوفی ۳۵۸ھ)
 مذکورہ کتابیں سب کے سب مطبوع ہیں۔

(ب) کتب السنہ :-

کتب سنہ: ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں سنت کی اہمیت، اتباع سنت پر
 رغبت دلانے، دین میں من مانی کرنے اور بدعات سے روکنے والی روایتیں مذکور
 ہوتی ہیں۔ ۱

اس موضوع کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

السنۃ :- امام احمد بن حنبل شیبانی (متوفی ۲۴۱ھ)

السنۃ :- امام ابوداؤد سجستانی (متوفی ۲۴۵ھ)

السنۃ :- حافظ ابن ابی عاصم ابوبکر عمرو بن ابی عاصم شیبانی (متوفی ۲۸۷ھ)

السنۃ :- امام عبداللہ بن امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۹۰ھ)

السنۃ :- امام محمد بن نصر مروزی (متوفی ۲۹۳ھ)

السنۃ :- امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن لاکائی (متوفی ۳۱۸ھ)

جس کا اصل نام ”شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة من

الکتاب و السنة و اجماع الصحابة و التابعین و من بعدهم“ ہے۔ ۲

انہی میں امام ابوداؤد کی السنۃ کے بارے میں فی الحال مجھے کوئی علم نہیں بقیہ

سب مطبوع ہیں۔

۱ الرسالة المستطرفة ص ۲۹

۲ الرسالة المستطرفة ص ۲۹

(ج) کتب احکام :-

کتب احکام: ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں صرف احکام کی حدیثیں ہوتی ہیں۔ احکام پر تحریر کی جانے والی کتابیں عموماً متاخرین کی تالیف ہیں۔ جو اسناد سے عاری ہیں۔ لہذا ان کو مصادر اصلیہ کا مقام حاصل نہیں ہوتا ان کی حیثیت مرجع کی ہوتی ہے۔ جو مصادر اصلیہ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں ان کتابوں میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

الأحكام الكبرى

الأحكام الوسطى

الأحكام الصغرى

یہ تینوں کتابیں علامہ عبدالحق اشبیلی (متوفی ۵۸۱ھ) کی تالیف ہیں لیکن میرے علم کے مطابق ان میں سے اب تک کوئی بھی مطبوع نہیں حالانکہ موجود ہیں۔
عمدة الأحكام: حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی (متوفی ۶۰۰ھ)
المنتقى فى الأحكام: علامہ عبدالسلام بن عبداللہ (متوفی ۶۵۲ھ)
یہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے دادا ہیں۔

الامام فى أحاديث الأحكام: حافظ محمد بن علی ابن دقین العید (متوفی ۷۰۲ھ)
بلوغ المرام من أدلة الأحكام: ابن حجر احمد بن علی عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

(د) کتب اخلاق و آداب :-

کتب اخلاق و آداب: وہ کتابیں ہیں جن میں ایسی حدیثیں مذکور ہوتی ہیں جو اخلاق حسنہ اور آداب عالیہ کی جانب رہنمائی کرتی ہیں نیز اخلاق قبیحہ اور آداب مذمومہ سے روکتی ہیں جیسے:

الأدب المفرد: - امام محمد بن اسمعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

مکارم الاخلاق و معالیہا و محمود طرائقہا :-

علامہ خراطی ابو بکر محمد بن جعفر (متوفی ۳۲۷ھ)

مکارم الأخلاق :- امام طبرانی ابو القاسم سلیمان بن احمد (متوفی ۳۲۰ھ)

المنتقى من مكارم الأخلاق : ابوطاہر سلفی احمد بن محمد (متوفی ۵۷۶ھ)

مساوی الأخلاق :-

علامہ خراطی جن کی کتاب ”مکارم الاخلاق و معالیہا“ ہے۔ ۱

(۴) کتب زہد و رفاق :-

یہ کتابیں دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتی ہیں، دلوں کو نرم کرتی اور آخرت کے

سنوارنے کی ترغیب دلاتی ہیں۔ ۲

چونکہ ان کے پڑھنے سے دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان کو کتب

رفاق بھی کہا جاتا ہے۔ اس موضوع کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں :

الزهد :- امام عبد اللہ بن مبارک مروزی (متوفی ۱۸۱ھ)

الزهد :- امام وکیع بن جراح رواسی (متوفی ۱۹۱ھ)

الزهد :- امام احمد بن حنبل شیبانی (متوفی ۲۴۱ھ)

الزهد :- ہناد بن سری کوفی (متوفی ۲۳۳ھ)

الزهد :- ابو داؤد سلیمان بن اشعث بختانی (متوفی ۲۷۵ھ)

یہ سب کے سب ہندوستانیوں کی تحقیق سے مطبوع ہیں :

(۵) کتب ترغیب و ترہیب :-

یعنی وہ کتابیں جن میں فضائل اعمال، حسن عمل کی رغبت اور اس کے ثواب،

برے اعمال سے خوف اور ان کے عقاب سے متعلق حدیثیں مذکور ہوں۔ مثلاً :

الترغیب و الترهیب : امام عبد العظیم بن عبد القوی ابو محمد منذری (متوفی ۶۵۶ھ)

۱ المنتقى من مكارم الاخلاق ص ۱۱ مقلدہ محقق

۲ مقلدہ تحفة الاحوذی ص ۳۳

مختصر الترغیب و الترهیب :- حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)
 یہ سابقہ کتاب کی اختصار ہے۔

اتحاف المسلم بماورد فی الترغیب و الترهیب فی أحادیث
 البخاری و مسلم :- شیخ یوسف بن اسمعیل ابوالحسن نبہانی (متوفی ۳۵۰ھ)
 اس میں تقریباً ایک ہزار حدیثیں ہیں۔

(ز) کتب اذکار :-

یعنی وہ کتابیں جن میں ادعیہ و اذکار کی فضیلت اور مختلف اعمال و اوقات کے
 لئے متعین دعاؤں کا ذکر ہو مثلاً :

عمل الیوم و اللیلة :- امام احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)

عمل الیوم و اللیلة :- ابن سنی ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق (متوفی ۳۶۴ھ)

الأذکار المنتخبة فی کلام سید الأبرار :-

امام نووی یحییٰ بن شرف (متوفی ۶۷۶ھ)

الکلم الطیب : شیخ الاسلام ابن تیمیہ احمد بن عبد الحلیم حرانی (متوفی ۷۲۸ھ) ۱۔

سابقہ دونوں کتابیں مصدر اصلی ہیں بقیہ دونوں کتابیں مصدر فرعی ہیں۔ جن

میں مخرجین کی وضاحت ہے۔

اب اگر کسی کو مذکورہ موضوع میں سے کسی موضوع کی حدیث تخریح کرنی ہو تو

جس موضوع کی روایت ہے۔ اس موضوع کی کتاب میں دیکھنے سے آسانی وہ حدیث

مل سکتی ہے۔ یا ان سے رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔

۱۔ اس فن کی کچھ دیگر کتابوں میں : الدعاء : امام ابوداؤد الدعاء : ابن ابی الدنیا

کتاب الذکر : امام فریابی الدعاء : ابن ابی عاصم

کتاب الدعاء : امام طبرانی

دیکھئے مقدمہ محقق بر کتاب عمل الیوم و اللیلة للنسائی

(ح) اجزاء حدیثیہ :-

یعنی فن حدیث کی وہ چھوٹی چھوٹی کتابیں جو کسی خاص مسئلہ سے متعلق ہیں، ان کو ”رسالہ“ بھی کہا جاسکتا ہے۔

ان کی تعداد بے شمار ہے۔ انہیں میں سے امام بخاری کی کتاب :

جزء رفع الیدین

جزء القراۃ خلف الامام ہے۔

اب اگر کسی کو مسئلہ رفع الیدین یا فاتحہ خلف الامام سے متعلق روایت تلاش کرنا ہے۔ تو ان میں باسانی مل سکتی ہے۔

۲- شروح حدیث :-

متون حدیث کی جو اہم اہم کتابیں ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر کا ذکر قسم اول و ثانی میں گزر چکا ہے۔ علماء محدثین نے ان کتابوں کی شرحیں تحریر کی ہیں یا مفید حاشیہ اور تعلق لگائی ہے۔ شرح حدیث کے درمیان مختلف مسائل کا ذکر ہوتا ہے۔ جن پر احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کبھی مسئلہ مختلف فیہ ہوتا ہے۔ تو اس میں ائمہ کے اقوال اور ان کی دلیلوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اس طرح سے شروح حدیث کی ان کتابوں میں حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ جن میں عموماً ان احادیث کا حوالہ مخزین کے نام اور مصادر اصلیہ کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

اب اگر مذکورہ کتابوں میں سے کسی کتاب کی شرح پائی جاتی ہے تو اس سے بھی تخریج حدیث کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اگرچہ مصدر ثانی ہے۔ لیکن اصل مصدر کی طرف رہنما ہے۔ یہ شرحیں عموماً اسی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں جس ترتیب پر اصل کتابیں ہوتی ہیں۔ اس لئے ان سے اسی طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح اس کی اصل سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی کوئی شرح ہو تو اس سے استفادہ اسی طرح کریں گے جیسے صحیح

بخاری سے۔ کتب حدیث کی کچھ مشہور شرحیں یہ ہیں:

التمہید لِمافی الموطا من المعانی والأسانید:-

یہ حافظ مغرب علامہ ابن عبدالبر قرطبی: یوسف بن عبداللہ بن محمد اندلسی (متوفی ۳۶۳ھ) کی تالیف ہے۔ جو موطا امام مالک کی سب سے اچھی اور اہم شرح ہے۔ یہ کتاب مصدرِ اصلیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں جن حدیثوں کو حافظ ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے انکو اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ کتاب موطا امام مالک کی ترتیب پر نہیں ہے بلکہ امام مالک کے مشائخ کی ترتیب پر ہے، امام مالک کے جتنے شیوخ ہیں ان کو پہلے حروفِ تہجی پر مرتب کیا ہے اور پھر ان کی روایتوں کو ان کے نام کے تحت اکٹھا کر کے شرح کیا ہے، ان مشائخ میں سب سے پہلے ان کا نام اور ان کی حدیثیں ہیں جو حروفِ تہجی کی ترتیب میں پہلے آتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اندلس میں حروفِ تہجی کی ترتیب اس طرح نہیں ہے جس طرح مشرق میں ہے۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری :-

یہ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے۔ اور صحیح بخاری کی سب سے عمدہ اور جامع شرح ہے۔ یہاں تک کہ یہ مقولہ مشہور ہو گیا کہ ”لا ہجرۃ بعد الفتح“ یعنی ”فتح الباری“ کے بعد بخاری کی کسی دوسری شرح کی ضرورت نہیں۔

عمدة القاری شرح صحیح البخاری :-

یہ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) کی شرح ہے۔ جو ”فتح الباری“ کے بعد صحیح بخاری کی دوسری اچھی شرح ہے۔

المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج :-

یہ صحیح مسلم کی مشہور شرح ہے۔ جس کو امام نووی نے تالیف کیا ہے۔ ہندوستانی اور بعض دیگر نسخوں میں یہ شرح اصل کتاب کے ساتھ مطبوع ہے۔

سبل السلام شرح بلوغ المرام :-

یہ امیر محمد بن اسماعیل صنعانی (متوفی ۱۱۸۲ھ) کی تالیف ہے۔ جو بلوغ المرام کی بہت اچھی شرح ہے۔

نیل الأوطار شرح منتقى الأخبار :-

یہ علامہ ابن تیمیہ شیخ الاسلام کے جد امجد کی تالیف ”المنتقى“ کی بہت عمدہ شرح ہے۔ جس کو ”فتح الباری صغیر“ کہا گیا ہے۔ اس کی تالیف علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) نے کی ہے۔

تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی :-

یہ علامہ محمد عبدالرحمن مبارک پوری (متوفی ۱۳۵۳ھ) کی تالیف ہے۔ جو جامع ترمذی کی سب سے بہتر اور عمدہ شرح ہے۔

بذل المجہود شرح سنن أبی داؤد :-

یہ سنن ابوداؤد کی بہت مفید شرح ہے۔ جس کی تالیف علامہ ظلیل احمد سہارنپوری (متوفی ۱۳۲۶ھ) نے کی ہے۔

اس طرح حدیث کی دوسری شرحیں ہیں جن سے تخریج حدیث میں مدد لی

جاسکتی ہے۔

۳- کتب تخریج :-

اس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، اس قاعدے کے ضمن میں صرف انہیں کتب تخریج سے مدد لی جاسکتی ہے جو کسی خاص مصنف مثلاً تخریج أحادیث رفع یدین، یا تخریج أحادیث مسح نخیل، یا خاص موضوع سے متعلق ہوں جیسے ”مرویات غزوة بنی مضطلق، مرویات صلح الحديبية، الذهب المسبوك تخریج أحادیث غزوة تبوک“ وغیرہ۔

اگر کسی کو ان مسائل یا موضوعات سے متعلق حدیث کی تخریج کرنی ہے تو اس کے لئے یہ کتابیں بہت مفید اور معاون ہوتی ہیں۔

۴۔ دیگر فنون کی کتابیں :-

کتب تخریج کے باب میں یہ بات گذر چکی ہے۔ کہ علماء نے مختلف فنون میں کتابیں تالیف کی ہیں جن میں اس فن کی ضروریات کے مطابق معلومات جمع کیا ہے اور حسب ضرورت احادیث رسول سے بھی استدلال کیا ہے۔ بعض مولفین نے ان احادیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے اور بعض نے بغیر سند کے۔ لیکن مصدر اصلی کا حوالہ دے دیا ہے۔ اگر کوئی کتاب جس میں بواسطہ اسناد حدیثیں موجود ہیں تو وہ مصدر اصلی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ورنہ مصدر اصلی کی جانب رہنما تصور کی جائے گی۔ چند فنون کا ذکر بطور نمونہ کیا جا رہا ہے۔

فن تفسیر :-

فن تفسیر میں جو کتابیں قدیم مولفین نے تصنیف کی ہیں عموماً انہوں نے بذریعہ اسناد حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔ بعد کے مولفین نے ان کا حوالہ دے دیا ہے۔ بہر صورت دونوں طرح کی کتابیں تخریج کے لئے مفید ہیں فن تفسیر کی کچھ اہم کتابیں یہ ہیں:

تفسیر ابن جریر طبری :- (جامع البیان عن تاویل آی القرآن)

ابو جعفر محمد بن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔

تفسیر ابن ابی حاتم :- عبد الرحمن بن محمد بن ادریس رازی (متوفی ۳۲۷ھ)

تفسیر القرطبی :- (الجامع لأحكام القرآن)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد (متوفی ۱۱۳۶ھ)

تفسیر ابن کثیر :- (تفسیر القرآن العظیم)

ابو فداء اسماعیل بن کثیر دمشقی (متوفی ۷۴۷ھ)

الدر المنثور فی التفسیر بالماثور :-

جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

ان کتابوں میں تفسیر قرآن، شان نزول وغیرہ سے متعلق روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

فقہ مقارن :-

فن فقہ مقارن میں جو کتابیں تالیف کی گئی ہیں عموماً ان میں بکثرت روایتیں ذکر کی جاتی ہیں چونکہ اس میں احکام کی حدیثیں ہوتی ہیں اس لئے ان کی ضرورت بھی بہت پڑتی ہے۔ اس میں ہر امام کے مستدل یا کم از کم ان کے مشہور قول کی دلیلیں ذکر کی جاتی ہیں اور مخالف کی دلیل کی تردید کی جاتی ہے عموماً احادیث کے تخریج کرنے والوں کی جانب اشارہ ہوتا ہے۔ نیز حدیث پر بوقت ضرورت کلام کیا جاتا ہے۔ لہذا تخریج حدیث کے لئے فقہ مقارن کی کتابیں بہت اہم ہوتی ہیں۔ اس میں حدیث کا بہت بڑا ذخیرہ ہوتا ہے۔ کبھی یہ کتابیں مصدر اصلیہ کی حیثیت رکھتی ہیں اگر مولف نے سند سے حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور کبھی مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں اگر مولف نے سند سے حدیثوں کو نہ ذکر کیا ہو بلکہ کسی کا حوالہ دیا ہو، اس فن کی چند مشہور کتابیں یہ ہیں:

المحلی :- ابو محمد علی بن احمد بن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ)

بداية المجتهد ونهاية المقتصد :-

ابوالولید محمد بن احمد بن رشد قرطبی (متوفی ۵۹۵ھ)

المغنی :- ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامة مقدسی (متوفی ۶۲۰ھ)

المجموع شرح المہذب :-

ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) وغیرہ۔

السیرات :-

سیرت رسول اور احادیث رسول دونوں لازم و ملزوم ہیں سیرت رسول کا سارا

دار و مدار حدیث رسول پر ہوتا ہے۔ لہذا کتب سیرت میں بھی بکثرت احادیث پائی جاتی ہیں۔ ان سے بھی تخریج کی جاسکتی ہے۔ کچھ کتابیں یہ ہیں:

سیرة النبی ﷺ: محمد بن اسحاق کاتب واقدی (متوفی ۱۵۰ھ)

یہ سیرت ابن اسحاق کے نام سے معروف ہے۔

سیرة ابن ہشام:۔ یہ محمد بن اسحاق کی کتاب "سیرة النبی" کی مختصر ہے،

جس کو ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری (متوفی ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ) نے تالیف کیا ہے۔ جو فی الحال سیرت ابن اسحاق کے قائم مقام ہے، سیرت ابن اسحاق کا کچھ ہی حصہ موجود ہے۔

الشمائل المحمدية امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)

دلائل النبوة ابو نعیم اصبھانی (متوفی ۴۳۰ھ)

جوامع السیرة علامہ ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ)

دلائل النبوة امام ابو بکر بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)

الشفاء بحقوق المصطفى قاضی عیاض مکی (متوفی ۵۴۴ھ)

شمائل الرسول ابو الفد ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۳ھ)

زاد المعاد علامہ ابن قیم دمشقی (متوفی ۷۵۱ھ) وغیرہ

اگر کوئی حدیث سیرت رسول سے متعلق ہو اور اس کی تخریج مطلوب ہو تو ان

کتابوں سے اس کی تخریج باسانی کی جاسکتی ہے۔

تخریج حدیث کا یہ پہلا قاعدہ تھا جو موضوع حدیث کی معرفت سے متعلق تھا،

اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ قاعدہ انتہائی وسیع اور بے حد مفید ہے کتب حدیث

کے اکثر و بیشتر مصادر و مراجع اس میں شامل ہو جاتے ہیں لہذا اس قاعدہ اور اس سے

متعلق اقسام کتب کو بہت اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

ازروئے متن تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ

حدیث کے پہلے کلمے کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا اس طریقے میں سب سے اہم کام یہ ہے کہ متن حدیث کا ابتدائی کلمہ بالکل یقین کے ساتھ معلوم کر لیں اس میں ذرا سا بھی شک و شبہ یا معمولی سا بھی فرق نہ ہونے پائے ورنہ سارا عمل بیکار ہوگا اور مطلوبہ حدیث کی تخریج نہ ہو سکے گی۔ اس طریقہ میں عام طور سے قولی حدیثوں کی تخریج باسانی ہو جاتی ہے۔ فعلی حدیثوں کی تخریج نہیں ہو پاتی ہے کیونکہ فعلی حدیثوں کو اطراف کی فہرست میں کم شمار کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ابتدائی تعبیر میں فرق ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ لہذا اس قاعدہ سے زیادہ تر قولی حدیثیں ہی ملتی ہیں۔

کسی حدیث کا ابتدائی کلمہ یقینی طور سے معلوم ہو تو اس کی تخریج اس ابتدائی کلمہ کی معرفت کے ذریعہ ان کتابوں میں کی جاسکتی ہے جن میں حدیث کے ابتدائی حصہ کو ذکر کر کے حروف مجہم پر مرتب کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کی جو کتابیں ہیں ان کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱- کتب مشہورہ علی الألسنہ

۲- کتب فہارس عامہ

۳- کتب فہارس خاصہ

جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱- کتب مشہورہ علی الألسنہ :-

یعنی حدیث کی وہ کتابیں جن میں صرف ان حدیثوں کو جمع کیا جاتا ہے جو عوام کی زبان زد اور سماج و معاشرے میں مشہور ہوتی ہیں خواہ وہ صحیح ہوں یا ضعیف (اس طرح کی حدیثیں عموماً ضعیف ہی ہوتی ہیں۔)

معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں شہرت سے مراد شہرت اصطلاحی نہیں جس کو مشہور کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس کی سند کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ہوں بلکہ شہرت سے شہرت عرفی مراد ہے۔

اس طرح کی کتابوں کی تصنیف کا اصل مقصد سنت رسول سے دفاع، سنت کو غیر سنت سے الگ رکھنا، اور مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب شدہ ہر قول و فعل پر عمل کرنے سے قطع نظر اس بات سے کہ وہ نسبت صحیح بھی ہے کہ نہیں۔ باز رکھنا ہے کیونکہ اگر نسبت رسول کی طرف صحیح نہیں ہے اور آدمی اس کو حدیث رسول سمجھ کر اس پر عمل کر رہا ہے تو نادانستہ طور پر وہ سنت کی مخالفت کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عمل سنت رسول پر ہے۔ لہذا وہ حدیثیں جو عوام میں مشہور ہیں ان کو علمائے خاص کتابوں میں جمع کر دیا ہے اور صحیح وضعیف کی نشاندہی کر دی ہے۔ انھیں کتابوں کو ”کتاب المشتہرة علی الألسنة“ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ کتابیں جن میں ایسی روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو عوام میں معروف ہیں۔

اس طرح کی کتابیں چون کہ عموماً حروف مجتم پر مرتب ہیں اس لئے مطلق کتب مشتبہہ کو اس میں شمار کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر یہ کتابیں حروف مجتم پر نہ ہوں بلکہ ابواب فقہ پر مرتب ہوں جیسا کہ ”مقاصد حسنة“ کے آخر میں ہے تو اس قاعدے سے ان کا پتہ نہیں لگایا جاسکتا ہے بلکہ ان کو اگر ابواب پر مرتب ہیں تو مفہوم کے قاعدہ کے اعتبار سے تلاش کیا جائیگا اس فن کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الأحادیث المشتہرة علی الألسنة:

محمد بن عبدالرحمن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) تلمیذ ابن حجر

التذکرۃ فی الأحادیث المشتہرة :

علامہ بدرالدین زرکشی (متوفی ۹۴۳ھ)

الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة :

علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

آپ نے علامہ زرکشی کی کتاب کو کچھ اضافہ کے ساتھ تلخیص کیا ہے۔ ۱۔

تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنة الناس من الحدیث :

عبدالرحمان بن علی بن دینج شیبانی (متوفی ۹۴۴ھ)

البدر المنیر فی غریب أحادیث البشیر النذیر :

شیخ عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی مصری (متوفی ۹۷۳ھ)

جس میں تقریباً دو ہزار تین سو حدیثیں ہیں جو حروف معجم پر مرتب ہیں ان کا انتخاب

امام سیوطی کی ”جوامع“ اور امام سخاوی کی ”المقاصد الحسنہ“ سے کیا گیا ہے۔ ۲۔

تسهیل السبیل الی کشف الالباس عما دار من الأحادیث بین الناس :

شیخ عزیز الدین محمد بن احمد خلیل (متوفی ۱۰۵۷ھ)

کشف الخفاء ومزیل الالباس مما اشتهر من الأحادیث علی السنة الناس :

اسماعیل بن محمد عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ)

أسنی المطالب فی أحادیث مختلف المراتب :

محمد بن درویش حوت بیروٹی (متوفی ۱۲۷۶ھ)

الغماز علی اللماز : شیخ سمهودی۔ ۳۔

ان میں سے چند کا مختصر تعارف یہ ہے:

المقاصد الحسنہ :-

یہ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) کی

تالیف ہے۔ جو احادیث مشہورہ میں بڑی عظیم تصنیف سمجھی جاتی ہے علماء نے اس پر

۱۔ الرسالة المستطرفة ص ۱۳۳

۲۔ الرسالة المستطرفة ص ۱۳۳-۱۳۴

۳۔ الرسالة المستطرفة ص ۱۳۳-۱۳۴

بہت اعتماد کیا ہے۔

امام سخاوی نے اسے حروف مجتم پر مرتب کیا ہے۔ اس لیے استفادہ بہت آسان ہے۔ آخری کتاب میں ان حدیثوں کو فقہی و ابواب کی ترتیب پر بھی مرتب کر دیا ہے۔

اس کتاب کی اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں مولف نے حدیثوں پر حکم لگا کر ان کا درجہ بتا دیا ہے۔ اور مخرجین کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ حدیث کے بعض دیگر طرق و اسانید کا بھی ذکر کیا ہے۔ علل، شذوذ اور اسباب ضعف کا بھی ذکر علماء کے اقوال کی روشنی میں کیا ہے۔ اگر یہ مشہر حدیث کسی کتاب میں نہیں ملی ہے تو اس کو ”لا أصل له“ کہا ہے اور اگر اس پر اطلاع نہیں ملی ہے اور یہ امید ہے کہ کوئی اصل ضرور ہوگی تو اس کو ”لا أعرفه“ کہا ہے۔ اس کتاب میں کل (۱۳۵۶) حدیثیں ہیں پہلی حدیث۔ ”آخر الدواء الکی“ اور آخری حدیث ”یوم القيامة علی المؤمنین کقدر ما بین الظهر والعصر“ ہے۔ محقق کتاب نے اس کتاب میں مذکورہ حدیثوں کی تخریج حاشیہ میں جزء و صفحہ کے ساتھ کر کے چار چاند لگا دیا ہے۔ گویا کہ اس کی حیثیت ”مشہرہ علی الالسنہ“ پر مجتم کی ہوگئی ہے۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر علماء نے اس کو مرجع بنایا ہے اس موضوع پر زیادہ تر کتابوں کی بنیاد اسی پر ہے اس کی کئی مختصرات ہیں ان میں سے:

تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنة الناس من الخدیث:

عبدالرحمن بن علی الدبیج شیبانی (متوفی ۹۴۴ھ)

موصوف امام سخاوی کے شاگرد ہیں انہوں نے اس کتاب میں تلخیص کے ساتھ ساتھ کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ جس حدیث کے شروع میں ”قلت“ اور آخر میں ”واللہ اعلم“ ہے یہ ان کا اضافہ ہے۔ کتاب کی ترتیب بالکل ”المقاصد الحسنہ“ کی طرح ہے۔

الرسائل السنیة فی المقاصد السخاویة :

ابو حسن علی بن محمد بن محمد بن محمد بن خلف (متوفی ۹۳۹ھ)

تحریر المقاصد الحسنیة فی تخریج الأحادیث الدائرة علی الألسنة

ہادی بن وزیر

کشف الخفاء و مزیل الالباس

شیخ اسماعیل بن احمد عجلونی (متوفی ۱۱۶۲ھ)

اسی طرح حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے اس کا

دو اختصار کیا ہے۔ صغیر و کبیر۔

کشف الخفاء و مزیل الالباس مما اشتهر

من الأحادیث علی ألسنة الناس

یہ اس موضوع میں سب سے جامع اور عظیم کتاب ہے۔ عوام کی زبان پر مشہور روایتوں کی تعداد اس کتاب میں تین ہزار دو سو ہے۔

بنیادی طور سے علامہ عجلونی نے ”المقاصد الحسنیة“ پر اعتماد کیا ہے، پہلے اس کو مختصر، پھر بہت سا اضافہ اس فن کی دیگر کتابوں نیز کتب موضوعات وغیرہ سے کیا ہے تاکہ یہ فی نفسہ ایک جامع کتاب ہو سکے جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔

کتاب حروف مجتم پر مرتب ہے۔ سب سے پہلے نص حدیث، پھر مخرج حدیث، اور صحابی حدیث کا ذکر کیا ہے۔ علماء کے اقوال کی روشنی میں حدیث پر حکم لگایا ہے۔ بے بنیاد حدیثوں کی وضاحت کر دی ہے۔ جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے کثرت کے پیش نظر ان کا نام اختصار سے ذکر کیا ہے۔ جس کی تفصیل مقدمہ کتاب میں کر دی ہے مثلاً: ”اللالی“ سے مراد: ”اللالی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعیة“ ہے۔

پہلی حدیث ”آسی بساب الجنة“ اور آخری حدیث ”یوزن یوم القیامة“

مداد العلماء و دم الشهداء“ ہے۔

أسنى المطالب فى أحادیث مختلف المراقب

شیخ محمد درویش حوت بیروتی (متوفی ۱۲۷۶ھ)

اس کتاب کا بھی بنیادی تعلق ”المقاصد الحسنه“ سے ہے اس لئے کہ یہ ”المقاصد الحسنه“ کی مختصر ”تمییز الطیب من الخبیث“ کا اختصار ہے۔ علامہ ابن الدبیج نے بہت ساری حدیثوں کی نسبت مخزجین کی طرف کر کے چھوڑ دیا تھا۔ اس پر حکم نہیں لگایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کتاب کو ”تمییز الطیب“ سے منتخب کیا ہے اور جن حدیثوں پر حکم نہیں لگایا گیا تھا ”فیض القدیر“ پر اعتماد کرتے ہوئے حکم لگادیا۔ پھر اس کی ایک ذیل تحریر کی، کچھ حدیثیں کتاب کے حاشیہ پر تحریر کر رکھا تھا۔ نیز اس فن سے متعلق کچھ دیگر فوائد بھی مرقوم تھیں۔

چنانچہ ان کے بیٹے عبدالرحمن بن محمد نے ان زیادات اور ذیل کو اصل کتاب سے ملا کر حروف معجم پر مرتب کیا اور ان فوائد کو آخری کتاب کیساتھ ملحق کر دیا جو تین ابواب پر مرتب ہیں۔

۱- اسباب وضع

۲- کچھ جامع اور نفع بخش حدیثیں

۳- وہ باتیں جو خاص و عام میں مشہور ہیں۔

یہ کتاب حجم میں چھوٹی اور مختصر ہونے کے ناطے عجلت پسند یا صرف نتیجہ کے طلب گاروں کیلئے مفید ہے۔ اس میں کل (۱۷۸۴) حدیثیں ہیں۔ پہلی حدیث ”آسی باب الجنة“ اور آخری حدیث ”الیوم یوم المرحمة“ ہے۔

۴- منافع و فوائد عامہ :-

کتب حدیث سے استفادہ کو بہل تر بنانے کیلئے علماء اسلام نے کتب حدیث میں موجودہ حدیثوں کی فہرست حروف معجم پر تیار کر دی ہے۔ کچھ حضرات نے کسی خاص

کتاب کی فہرست تیار کی ہے۔ کچھ نے مختلف کتابوں کی حدیثوں کو یکجا کر کے ان کو حروف معجم پر مرتب کر دیا ہے۔ جو علماء اس میں مشہور ہیں ان میں امام سیوطی کا نام نامی سب سے زیادہ روشن ہے۔ انھوں نے اس میں ایسا عمل کیا ہے جس کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اور یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کیا یہ کسی انسان کا عمل ہے! جو ایک غیر ترقی یافتہ دور میں کسی مشینی آلہ کے بغیر اتنا بڑا کام انجام دے سکتا ہے! لیکن واقعہ یہی ہے جس کو ہم روز روشن کی طرح اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اس طرز پر تحریر کی گئی کتابوں میں جو کتابیں کافی اہم ہیں وہ یہ ہیں :

الجامع الكبير : امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

الجامع الصغير : امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

الفتح الكبير في ضم الزيادة الى الجامع الصغير :

شیخ یوسف نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ)

الجامع الأزهر في حديث النبي الأنور :

شیخ عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ)

ضعيف الجامع الصغير وزيادته : علامہ البانی (متوفی ۱۳۲۰ھ)

صحيح الجامع الصغير وزيادته : علامہ البانی (متوفی ۱۳۲۰ھ)

ان کا مختصر تعارف و طریقہ استفادہ مندرجہ ذیل ہے۔

الجامع الكبير :-

یہ امام سیوطی کی تالیف ہے جس کو ”جمع الجوامع“ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس موضوع کی سب سے ضخیم اور جامع ترین کتاب ہے جس میں مولف کتاب نے جملہ احادیث نبویہ کو حروف معجم پر یکجا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا جو فی نفسہ کافی مشکل کام ہے۔ لیکن آپ نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور اس کتاب کی تالیف کی جس کو دو قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ پہلی قسم میں احادیث قولیہ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے۔

اور دوسری قسم میں احادیث فعلیہ یا قول و فعل دونوں پر مشتمل، یا کسی سبب یا کسی مراجعہ و مکالمہ کو صحابہ کی مسانید پر مرتب کیا ہے۔ سب سے پہلے عشرہ مبشرہ پھر بقیہ صحابہ کو حروف معجم پر ترتیب وار ذکر کیا ہے اسماء کے بعد کنیت کی ترتیب پھر مسمیات کا ذکر اس کے بعد صحابہ کی روایتیں اور آخر میں مراہیل کا تذکرہ ہے۔ ۱

[کتاب کی پہلی قسم ہی اس قاعدہ میں شامل ہے۔ دوسری قسم طریقہ تخریج

از روئے سند کی پہلی قسم معرفت صحابی کے ذریعہ تخریج کرنے میں شامل ہے۔]

طرف حدیث ذکر کرنے کے بعد مخرجین کا نام کسی کا اشارے ۲ میں اور

کسی کا وضاحت سے بتا دیا ہے۔ پھر صحابی رسول کا نام جن سے روایت مروی

ہے۔ اس کے بعد حدیث پر حکم کہیں ضمناً اور کہیں وضاحت سے لگایا ہے جس کی

تفصیل اس طرح سے ہے۔

ہر وہ روایت جس کی نسبت، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک

حاکم، المختارہ ضیاء مقدسی کی طرف ہو تو وہ روایت صحیح ہے۔ سوائے مستدرک حاکم کے جس

۱ کشف الظنوز ۱/ ۵۹۷

۲ وہ اشارے یہ ہیں۔

| | | | | | |
|----|---|------------------------|----|---|-----------------------|
| خ | : | بخاری | م | : | مسلم |
| حب | : | صحیح ابن حبان | ک | : | مستدرک حاکم |
| ض | : | مختارہ ضیاء مقلسی | د | : | سنن ابی داؤد |
| ہ | : | سنن ابن ماجہ | ط | : | مسند طیالسی |
| حم | : | مسند احمد | عم | : | زیادات عبداللہ |
| عب | : | مصنف عبدالرزاق | ص | : | سنن سعید بن منصور |
| ش | : | مصنف ابن ابی شیبہ | ع | : | مسند ابی یعلیٰ |
| طب | : | المعجم الکبیر للطبرانی | طس | : | المعجم الأوسط |
| طص | : | المعجم الصغیر | قط | : | سنن الدارقطعی |
| جل | : | الحلیہ لابی نعیم | هق | : | السنن الکبریٰ للبیہقی |
| هب | : | شعب الایمان للبیہقی | عد | : | الکامل لابن عدی |
| خط | : | تاریخ بغداد | کر | : | تاریخ دمشق ابن عساکر |

کی کچھ روایتیں ضعیف ہیں ان کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

اس طرح سے جو روایت موطا مالک، صحیح ابن خزیمہ، صحیح

ابو عوانہ، صحیح ابن السکن، المنتقی ابن جارد و اور مستخرجات علی

صحیحین کی جانب منسوب ہے تو وہ بھی صحیح ہے۔ ۱

اور جس کی نسبت سنن ابوداد کی جانب ہے جس پر انہوں نے سکوت اختیار کیا

ہے تو وہ صالح ہے۔ ۲

اور جو مسند احمد کی جانب منسوب ہے تو وہ مقبول ہے۔

اور جو عقیلی، ابن عدی، خطیب بغدادی، ابن عساکر، حکیم ترمذی، تاریخ حاکم،

تاریخ ابن النجار اور دیلمی کی جانب منسوب ہے وہ ضعیف ہے۔ ۳

مجرد ان کتابوں کی جانب نسبت کرنے ہی سے اُس کا سمجھ لینا چاہیے۔

بقیہ کتابیں جن میں صحیح حسن اور ضعیف ہر طرح کی روایتیں ہیں ان کو اشارتاً

واضح کر دیا ہے۔ صحیح کے لیے (صح) حسن کے لیے (ح) اور ضعیف کے لیے حرف

(ض) کا استعمال کیا ہے۔

امام سیوطی کا یہ خیال ہے کہ منصوبہ کے مطابق انہوں نے ساری احادیث نبویہ

کو جمع کر دیا ہے حالانکہ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ ان سے ایک ثلث روایتیں

چھوٹ گئی ہیں۔ ۴

پھر بھی بہت بڑی تعداد انہوں نے جمع کر دیا ہے، مولف گرامی کے شاگرد

شیخ عبدالقادر شاذلی کے اندازہ کے مطابق اس میں ایک لاکھ حدیثیں موجود ہیں۔

۱ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ یہ قول علی الاطلاق صحیح نہیں، صحیح ابن حبان اور بخاریہ ضیا مقدسی میں بہت سی ضعیف

روایتیں ہیں۔ ضعیف الجامع الصغیر و زیادہ ۳۰/۱

۲ علامہ البانی فرماتے ہیں کہ ماسکت عنہ ابوداد کیلئے یہ حکم محققین کے یہاں درست نہیں بلکہ اس میں صحیح حسن اور

ضعیف ہر طرح کی روایتیں ہیں۔ (مصدر سابق)

۳ تفصیل کیلئے دیکھئے مقدمہ : ضعیف الجامع الصغیر و زیادہ ۳۰/۱-۳۶

۴ الجامع الاذھر: ق/۳۱

جبکہ غالب گمان یہ ہے کہ دونوں قسم کی روایتوں کو ملا کر یہ تعداد تقریباً چوالیس ہزار ہوتی ہے۔ ۱
ان احادیث کو کتب ستہ کے علاوہ دیگر جن کتابوں سے جمع کیا ہے۔ ان کی
تعداد اکہتر (۷۱) ہے۔ ۲

۱ مقدمہ ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ ۳۵/۱ مع حاشیہ

۲ وہ کتابیں یہ ہیں :

| | | |
|----------------------|----------------------------|--|
| موطما مالک | الاسماء والصفات بیہقی | ذم الغضب ابن ابی الدنیا |
| مسند شافعی | الابانۃ ابو نصر سجزی | مکاید الشیطان ابن ابی الدنیا |
| مسند طیالسی | اعتلال القلوب خرائطی | کتاب الاخوان ابن ابی الدنیا |
| مسند احمد | الکنی ابو احمد حاکم | ذم الغیبة ابن ابی الدنیا |
| مسند عبد بن حمید | الألقاب شیرازی | قضاء الحوائج ابن ابی الدنیا |
| مسند حمیدی | مکارم الأخلاق خرائطی | معجم ابن قانع |
| صحیح ابن حبان | مساوی الأخلاق خرائطی | فوائد سمویة |
| مسند العلنی | الخلعیات | المختارہ ضیاء مقدسی |
| مسند حارث | المخلصات | تاریخ بغداد خطیب بغدادی |
| مسند ابن ابی شیبہ | البخلاء خطیب بغدادی | تاریخ بغداد ابن نجار |
| مسند مسدد | الجامع خطیب بغدادی | تاریخ دمشق ابن عساکر |
| مسند احمد بن منیع | الأفراد دارقطنی | معرفة الصحابة باوردی |
| مسند اسحاق بن راہویہ | تفسیر ابن جریر طبری | فوائد تمام |
| مسند الشہاب قضاعی | الحلیة ابو نعیم | العظمة ابو الشیخ |
| مسند الفردوس دیلمی | الطب النبوی ابو نعیم | الصلاة مروزی |
| مسند ابو یعلیٰ | فضائل الصحابة ابو نعیم | الامالی ابو القاسم مصری |
| المستدرک حاکم | کتاب المہدی ابو نعیم | الترغیب فی الذکر ابن شاہین |
| مصنف عبدالرزاق | المعجم الکبیر طبرانی | المصاحف ابن انباری |
| مصنف ابن ابی شیبہ | المعجم الاوسط طبرانی | فضائل قرآن ابن ضریس |
| السنن الکبریٰ بیہقی | المعجم الصغیر طبرانی | الزهد ہناد بن سری |
| شعب الایمان بیہقی | عمل الیوم والليلة ابن سنی | الفیلاتیات |
| المعرفة بیہقی | الطب النبوی ابن سنی | الوقوف والابتداء ابن انباری |
| البعث النشور بیہقی | الترغیب فی الذکر ابن شاہین | الزهد ابن مبارک |
| دلائل النبوة بیہقی | نوادیر الاصول حکیم ترمذی | (ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ ۳۱/۱۔ ۳۵) |

چونکہ اس کتاب سے استفادہ ہر شخص کے لیے مشکل تھا جو طرف حدیث یا صحابی رسول سے ناواقف ہو اس لیے اس کتاب اور ”الجامع الصغیر و زیادتہ“ دونوں کو ملا کر شیخ علی متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) نے ابواب کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے۔ اور اس ترتیب کا نام ”کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال“ رکھا ہے جو سولہ ضخیم جلدوں میں مطبوع ہے۔

اصل کتاب (الجامع الکبیر) کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔ اس کی تصویر لے کر شیخ حسن عباس ذکی نے نشر کر دیا ہے۔ یہی مصور نسخہ فی الحال مطبوع کے قائم مقام ہے۔

الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر :-

یہ بھی امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس کو انہوں نے ”الجامع الکبیر“ سے منتخب کیا ہے۔ اس میں تقریباً دس ہزار حدیثیں ہیں جن کو حروف مجتم پر اچھی ترتیب سے مرتب کر دیا ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں ترتیب میں خلل ہو گیا ہے۔ اس سے استفادہ آسان ہے مطلوبہ حدیث کس حرف سے شروع ہوتی ہے۔ پہلے اس کی تاکید کر لیں پھر اس حرف کی ترتیب میں جہاں فٹ ہوتی ہے وہاں دیکھیں ان شاء اللہ روایت فوراً مل جائے گی۔

اس کتاب میں زیادہ تر مختصر حدیثوں کو تحریر کیا ہے۔ طریقہ تحریر یہ ہے کہ پہلے طرف حدیث اس کے بعد اشارے^۱ یا صراحت سے مخرج حدیث کا نام، پھر صحابی

۱۔ یہ جملہ میں اشارے ہیں جنکی تفصیل مقدمہ کتاب میں مذکور ہے۔ ان کے علاوہ دیگر کتابوں کا نام صراحت سے کیا ہے۔ وہ اشارے یہ ہیں:

| | |
|----------------------------|-------------------------|
| م : صحیح مسلم | خ : صحیح بخاری |
| د : سنن ابی داؤد | ق : متفق علیہ |
| ن : سنن نسائی | ت : سنن ترمذی |
| ۳ : سنن اربعہ (د، ت، ن، ہ) | ہ : سنن ابن ماجہ |
| حم : مسند احمد | ۳ : سنن ثلاثہ (د، ت، ن) |
| ک : مستدرک حاکم | عم : زوائد عبد اللہ |

رسول کا نام ذکر کر کے آخر میں حدیث پر حکم لگا دیا ہے۔ جس کے لئے تین اشارہ قائم کیا ہے۔ (صحیح) صحیح، (ح) حسن، اور (ض) ضعیف کے لئے، مثال کے طور پر باب حمزہ کی پہلی روایت ملاحظہ ہو :

آتی باب الجنة فاستفتح فيقول الخازن من أنت. (حم م) عن أنس (صحیح) یعنی مذکورہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم شریف کی ہے۔ جس کے راوی حضرت انس بن مالک ہیں اور یہ روایت صحیح ہے۔

امام سیوطی نے اپنے کہنے کے مطابق اس کتاب میں کوئی ایسی روایت ذکر نہیں کیا ہے جس کے روایت کرنے میں کوئی کذاب یا وضاع راوی منفرد ہو، لیکن علامہ البانی کی رائے کے مطابق اس میں سیکڑوں روایتیں باطل اور موضوع ہیں۔

امام سیوطی نے حدیث کی جمع و ترتیب میں جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ وہی بہت کافی ہے۔ مزید برآں اتنی ساری حدیثوں پر حکم لگانا جو نئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے ان پر حکم لگانے کی کوشش کی۔ اس میں تسامح اور غلطی کا ہونا ضروری امر ہے۔، نیز مطبوعہ نسخہ میں طباعت کی خامیوں کی وجہ سے بھی تصحیح و تضعیف و تحسین کے رموز میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ اس کی بھرپائی کسی حد تک اس کتاب کی شرح ”فیض القدير“ جو علامہ عبدالرؤف مناوی کی تالیف ہے سے کی جاسکتی ہے۔ ویسے سارا کام علامہ البانی نے کر دیا ہے۔ جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

| | |
|--------------------------------|---------------------------------|
| خ : امام بخاری کی تاریخ کبیر | خ : امام بخاری کی الأدب المفرد |
| طب : طبرانی کی المعجم الکبیر | حب : صحیح ابن حبان |
| طص : طبرانی کی المعجم الصغیر | طس : طبرانی کی المعجم الاوسط |
| ش : مصنف ابن ابی شیبہ | ص : سنن سعید بن منصور |
| ع : مسند ابو یعلیٰ | عب : امام عبدالرزاق کی ”الجامع“ |
| فر : مسند فردوس دیلمی | قط : سنن دارقطنی |
| هب : شعب الایمان بیہقی | حل : الحلیۃ ابو نعیم |
| عد : ابن عدی الکامل فی الضعفاء | هق : السنن الکبریٰ بیہقی |
| خط : تاریخ بغداد خطیب بغدادی | عق : عقیلی کی تاریخ الضعفاء |

ملاحظہ ہو مقلدہ الجامع الصغیر مع فیض القدير ۱/۳۶۱ . ۳۹

شیخ علی متقی ہندی نے اس کتاب کی حدیثوں کو اس کے زوائد کے ساتھ ”منہج العمال“ میں ابواب پر مرتب کیا تھا۔ پھر ”جامع صغیر، و جامع کبیر“ کو مع زیادات کے ”کنز العمال“ میں مرتب کر دیا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير :-

یہ شیخ یوسف نبھانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) کی تالیف ہے۔ جو عملاً امام سیوطی کی کتاب ہے۔ کیونکہ جب امام سیوطی نے ”جامع صغیر“ کو تالیف کیا۔ تو اس کے بعد پھر اس کی ایک ذیل تحریر کی جس کا نام ”زیادة الجامع الصغير“ رکھا۔ اصل اور ذیل دونوں کتابوں کی تنظیم و ترتیب و اشارے سب بالکل ایک جیسے تھے۔

جب علامہ نبھانی نے اس ذیل و اصل کو دیکھا تو انھوں نے یہ مناسب سمجھا کہ دونوں کتابوں کو یکجا ہونا چاہئے۔ چنانچہ انھوں نے دونوں کو مرتب کر کے ایک تالیف بنا دیا۔ جن کی ترتیب میں کافی اہتمام کیا اس ترتیب میں حرف اول کے علاوہ حرف ثانی و ثالث حتی کہ آخر حرف تک کا اعتبار کیا ہے۔ اس لئے اس کی ترتیب بہت بہتر ہو گئی۔ اسی ترتیب کا نام انھوں نے ”الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير“ رکھا ہے۔ جس میں کل چودہ ہزار سات سو حدیثیں ہیں۔ کتاب فی نفسہ از روئے ترتیب و تنظیم بہت بہتر تھی۔ اس لئے کافی مقبول ہوئی۔ لیکن عیب کی بات یہ تھی کہ احادیث کے درجات کے بیان کے لئے جو رموز تھے اسکو انھوں نے حذف کر دیا اس طرح تخریح کا اصل مقصد فوت ہو گیا۔

صحيح الجامع الصغير وزيادته :

یہ کتاب علامہ محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۳۴۰ھ) کی تالیف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

علامہ نبھانی کی کتاب چونکہ کافی منظم و مرتب تھی اس لئے علماء کے یہاں بڑی مقبول و متداول تھی لیکن حکم نہ ہونے کی وجہ سے بڑا نقص تھا۔

لہذا اس کتاب کی حدیثوں پر علامہ البانی نے حکم لگا کر مقبول اور مردود حدیثوں کو الگ الگ کر دیا ہے۔ مقبول حدیثوں کے مجموعہ کا نام: ”صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ“ رکھا ہے۔ اس میں صحیح اور حسن دونوں طرح کی حدیثیں پائی جاتی ہیں اس میں جملہ صحیح اور حسن کو ملا کر (۸۶۳۱) حدیثیں ہیں۔

طریقہ تحریر یہ ہے کہ سب سے پہلے نص حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد اس پر حکم لگایا ہے۔ پھر اس کے بعد مصدر اور صحابی کا ذکر کر دیا ہے۔ اور اپنی مطبوع وغیر مطبوع کتابوں میں سے جس میں تفصیل سے اس حدیث پر کلام کی ہے۔ کسی ایک کا حوالہ دیا ہے اپنی تالیفات میں نہ ہونے پر کسی دوسرے مصدر کا حوالہ دے دیا ہے۔ مثلاً ”صحیح الجامع“ کی پہلی حدیث اس طرح سے ہے۔

أتی باب الجنة فاستفتح فيقول الخازن من أنت

(صحیح) (حم.م) عن انس.

(الصحيحه ۷۷۴) ل

ضعيف الجامع الصغیر و زیادتہ :

یہ محمد ناصر الدین البانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی دوسری تالیف ہے۔ جس میں صرف ناقابل احتجاج اور مردود حدیثیں ہیں اس مجموعہ کا نام ”ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ“ رکھا ہے جس میں ضعیف، انتہائی ضعیف اور موضوع کو ملا کر کل (۶۴۷۹) حدیثیں ہیں۔ علامہ البانی نے ان کتابوں میں جملہ حدیثوں کو پانچ درجات میں تقسیم کیا ہے۔ صحیح، حسن، ضعیف، ضعیف جدا، اور موضوع۔

اس طرح اس موضوع میں مزید دو کتابیں تیار ہو گئیں۔ جو انتہائی مفید ہیں اور اپنی مثال آپ ہیں۔ طریقہ تحریر بالکل حسب سابق ہے۔

ضعیف الجامع کی پہلی حدیث اس طرح ہے :

أتی يوم القيامة باب الجنة فيفتح لي فأرى ربي (ابن نجار) عن ابن عباس

(ضعیف) الاحادیث الضعیفہ ۱۵۷۹ ل

حدیث کی نسبت کرنے میں امام سیوطی سے جو کوتاہیاں ہو گئی تھیں یا ان سے چھوٹ گئیں تھیں اس کی بھی تکمیل و اصلاح کر دی ہے۔ لہذا ”الجامع الصغیر“، ”ذیل الجامع الصغیر“ اور ”الفتح الکبیر“ ہر ایک سے یہ دونوں کتابیں اپنی افادیت اور اہمیت کی وجہ سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔

الجامع الا زھر فی حدیث النبی الانور

شیخ عبدالروف مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ)

امام سیوطی کی عظیم کتاب ”الجامع الکبیر“ جس کا ذکر ابھی گذرا ہے اس میں انہوں نے تمام حدیثوں کی فہرست بنانے کی کوشش کی تھی حالانکہ یہ کام انتہائی مشکل تھا، احادیث رسول کتب حدیث کے جملہ اقسام میں منتشر تھیں سب کا یکجا کرنا کسی ایک آدمی کے بس کی بات نہیں تھی پھر بھی انہوں نے یہ کام بہت حد تک بخوبی انجام دیا۔

اس کتاب کو بہت شہرت ملی اہل علم نے اس پر مکمل اعتماد کیا۔ صورت حال یہ ہو گئی کہ اہل علم کو اگر کسی حدیث کی تلاش ہوتی تو اس کے لئے وہ ”جامع کبیر“ کا مراجعہ کرتے اگر وہ حدیث اس میں نہیں ملتی تو فوراً یہ حکم صادر فرمادیتے کہ یہ حدیث، حدیث رسول نہیں، بلکہ بے بنیاد روایت ہے۔ اس طرح حدیث رسول پر عدم حدیث کا حکم ناداستہ طور سے لگایا جا رہا تھا۔

حالانکہ امام سیوطی سے چھوٹ بہت ساری حدیثیں چھوٹ گئیں تھیں اور بہت سی کتابوں کا وہ مراجعہ نہیں کر سکے تھے۔ لہذا علامہ مناوی نے ان حدیثوں کو جو امام سیوطی سے فوت ہو گئی تھیں ان کا اضافہ کیا اس کتاب کا نام ”الجامع الا زھر“ ہے۔ اس میں کتب ستہ کی شاذ و نادر روایتوں کا ہی ذکر کیا ہے۔ کتاب کے قلمی نسخوں میں ”جامع کبیر“ کی روایتوں کو سیاہ اور اپنے اضافہ کو سرخ قلم سے تحریر کیا تھا۔ جو تصویر میں ہم شکل ہو گئی ہیں۔ کتاب کی ترتیب اور اس کا منبج بالکل اصل کی طرح ہے۔ حدیثوں پر حکم لگانے

کے لئے امام زین الدین عراقی اور ولی الدین عراقی امام ہشٹی اور اس طبقہ کے علماء سے استفادہ کیا ہے۔ جن مصادر پر اعتماد کیا ہے ان میں سے کچھ مصادر کیلئے اشارہ استعمال کیا ہے۔ اور بقیہ کا نام صراحت سے ذکر کیا ہے۔ وہ اشارے یہ ہیں:

| | |
|------------------------|----------------------------|
| (حم) مسند أحمد | (عم) زوائد عبد اللہ |
| (طک) المعجم الكبير | (طس) المعجم الاوسط |
| (طص) المعجم الصغير | (طکس) معجم كبير اور الاوسط |
| (طکص) معجم كبير و صغير | (طکصص) معاجم ثلاثه ، كبير |
| (بز) مسند بزار | اوسط اور صغير |
| (ک) مستدرک حاکم | (ع) مسند ابو یعلیٰ |

اور بقیہ کے نام کی صراحت کر دی ہے۔ ا

۳- فہارس خاصہ :-

طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریب کرنے کے لئے تیسری قسم کی جن کتابوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کو ”فہارس کتب خاصہ“ کہہ سکتے ہیں۔ طرف حدیث پر منفرد کتابوں کی فہرست تیار کرنی کوئی کار جدید تو نہیں ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں اس پر کام زیادہ ہوا ہے۔ اس طرح سے خدام سنت نبوی نے بڑی بڑی کتابوں سے استفادہ کو آسان بنا دیا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حدیث کی جتنی اہم کتابیں ہیں سب کی فہرست تیار ہو چکی ہے۔ تو مبالغہ نہ ہو گا حتیٰ کہ فن رجال و تفسیر وغیرہ میں جو حدیثیں پائی جاتی ہیں ان میں سے بہت سی کتابوں کے حدیثوں کی فہرست تیار کی جا چکی ہے۔ اور آئے دن نئی نئی فہرستیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ جتنی بھی کتابیں تحقیق کی جا رہی ہیں ان کی فہرست بھی ساتھ میں منسلک رہتی ہے۔ اب تو کمپیوٹر کے ذریعے ساری کتب احادیث کی فہرست

تیار کی جا رہی ہے۔ اس طرح حدیث رسول کی خدمت ہر زمانہ میں اس کے معیار اور ضرورت کے مطابق ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی ان شاء اللہ۔

یہاں پر چند مشہور کتابوں کی فہرست کا تذکرہ بطور مثال کیا جا رہا ہے۔

فہارس صحیح بخاری :-

صحیح بخاری کی علماء نے مختلف طریقے سے خدمت کی ہے۔ ان خدمات میں فہارس تیار کرنا بھی شامل ہے۔ چنانچہ اسکی مختلف فہرستیں منظر عام پر آچکی ہیں بعض میں تو اس کی شرحوں کو بھی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسکی ایک فہرست ”مفتاح صحیح البخاری“ محمد شریف بن مصطفیٰ تو قادی کی ہے۔ جس میں قولی حدیثوں کو حروف مجتم پر مرتب کر کے ہر حدیث کے مقابل میں داہنے جانب جزء اور صفحہ نمبر اور بائیں جانب باب اور کتاب نمبر کا حوالہ دیا ہے۔ اس فہرست میں بخاری کے شارحین میں سے قسطلانی، عسقلانی اور عینی کی شرح کا بھی حوالہ اس طرح دیا گیا ہے۔

| اسامی المباحث | الابواب | الاحادیث النبویہ | بخاری ص ج | عینی ص ج | عسقلانی ص ج | قسطلانی ص ج | | | | |
|---------------|---------|---------------------|--------------|-------------|----------------|----------------|---|-----|---|-----|
| کتاب المغازی | ۷۹ | انتبا بالمفتاح | ۵ | ۱۱۷ | ۸ | ۲۱۶ | ۸ | ۸۱ | ۶ | ۵۳۲ |
| کتاب الہبۃ | ۲۱ | انت المسجد فصل | ۳ | ۱۲۸ | ۶ | ۲۹۲ | ۵ | ۱۶۶ | ۳ | ۳۲۸ |

ان حوالوں میں متن بخاری کیلئے طبع مصر ۱۲۹۶ھ کو استعمال کیا ہے۔ قسطلانی کے لئے طبع مصر ۱۲۹۴ھ کا، عسقلانی کیلئے طبع مصر ۱۳۰۱ھ، اور عینی کیلئے طبع ترکیا شرکتہ الصحافۃ العثمانیہ ۱۳۰۹ھ کا نسخہ استعمال کیا ہے جو قدیم طبعات ہیں۔ اس کی دیگر فہارس یہ ہیں:

شیخ محمد شکری بن حسن ترکی

مفتاح البخاری

شیخ محمد عبدالعزیز پنجابی

نبر اسن الساری فی أطراف البخاری

اطراف البخاری

شیخ محمد فواد عبدالباقی

دلیل القاری

شیخ عبداللہ الغنیمان

مفتاح صحیح مسلم :-

صحیح بخاری کی طرح شیخ محمد شریف بن مصطفیٰ تو قادی نے صحیح مسلم کی بھی قوی روایتوں کی فہرست حروف مجتم پر تیار کی ہے۔ جس میں دہنی جانب متن سے پہلے جزء اور صفحہ اور بائیں جانب کتاب کا نام اور باب نمبر سابقہ طریقے پر دیا ہے۔ نیز شرح صحیح مسلم کا بھی حوالہ دیا ہے۔

متن کیلئے مطبوعہ مصر ۱۲۹۰ھ کا نسخہ استعمال کیا ہے اور شرح کیلئے وہ نسخہ استعمال کیا ہے جو قسطنطنیہ کے حاشیہ پر مطبوع ہے۔

فہرست احادیث صحیح مسلم :-

محمد فواد عبدالباقی نے کتب ستہ کی موجودہ دور میں از روئے تحقیق و فہارس بڑی خدمت کی ہے۔ انہی خدمات میں سے صحیح مسلم کی تحقیق ترقیم (نمبرنگ) اور فہارس وغیرہ بھی ہیں، صحیح مسلم کا یہ نسخہ پانچ جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس نسخہ کی پانچوں جلدوں میں مختلف انواع کی فہرست ہے۔ اس میں طرف حدیث کی بھی فہرست ہے۔ (جو صفحہ ۳۷۲ سے صفحہ ۳۶۲ پر مشتمل ہے۔) پہلے حروف مجتم پر حدیث کو ذکر کیا ہے۔ پھر حدیث کے سامنے اس طبع کا صفحہ نمبر اس طرح دیا ہے۔

| | |
|------------|-----------------------------|
| رقم الصفحة | اول الحدیث |
| ۱۵۰۶ | انت فلانا فانه قد تجهز فمرض |

الفہرست العام لأحدیث سینن ابی داؤد :-

یہ فہرست شیخ عبدالسین طمان کی تیار کردہ ہے۔ جو سنن ابوداؤد کے اس نسخہ کے آخر (پانچویں جلد) میں مطبوع ہے۔ جس کی تحقیق شیخ عزت عابد اور عادل السید نے کی

ہے۔ یہ فہرست ۵/۳۶۱ تا ۷۹۱ پر مشتمل ہے۔ اس میں اگر حدیث قولی ہے۔ تو حروف اول کا اور حدیث فعلی ہے تو حکایت سے حروف اول کا اعتبار کیا ہے۔ سب سے پہلے جلد و صفحہ نمبر اس کے بعد حدیث نمبر اور نص حدیث اس طرح ذکر کیا ہے۔

| | | | |
|-----------|------------|------------|------------------|
| رقم الجزء | رقم الصفحة | رقم الحدیث | الحدیث |
| ۴ | ۶۰۷ | ۲۱۴۳ | ائت حرثک ائی شئت |

فہارس سنن الترمذی :-

مرتب کا نام مذکور نہیں البتہ مرتب نے قولی حدیثوں کو حروف مجتم پر مرتب کیا ہے۔ پھر ہر حدیث کے سامنے رادی حدیث کا نام پھر حدیث نمبر ذکر کیا ہے۔ نیز احادیث فعلیہ کو ابتدائے متن سے ذکر کر دیا ہے۔ اس ترتیب کے لئے اس نسخہ کا اعتبار کیا ہے۔ جس کے کچھ حصے کی تحقیق شیخ احمد شاہ کراچی اور شیخ محمد فواد نے کی ہے۔

فہارس سنن النسائی :-

شیخ عبدالفتاح ابو غندہ نے سنن نسائی کے اس نسخے کو جو آٹھ جلدوں میں شرح سیوطی اور حاشیہ سندھی کے ساتھ مطبوع ہے کو بنیاد بنا کر اس کے ابواب اور حدیثوں کی ترتیم کر دی ہے۔ اور نویں جلد میں اس کی مختلف فہرس تیار کر دی ہے۔ جس میں سے ایک فہرست حروف مجتم پر بھی ہے۔ سب سے پہلے طرف حدیث پھر اس کے بعد حدیث نمبر کا حوالہ دیا ہے۔

یہ فہرست (۹/۱۰۵-۱۸۲) تک ۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

مفتاح سنن ابن ماجہ :-

یہ فہرست بھی شیخ محمد فواد کی تیار کردہ ہے۔ جس کو اپنے تحقیق شدہ نسخے کو بنیاد بنا کر مرتب کیا ہے۔ اس میں احادیث قولیہ حروف مجتم پر مرتب ہیں۔ ہر حدیث کے سامنے حدیث کا نمبر مذکور ہے۔ جو شیخ کے نسخے کے آخری جلد کے ساتھ مطبوع ہے۔

مفتاح الموطا:-

موطا امام مالک کی تحقیق و ترقیم شیخ محمد فوادؒ نے کی ہے۔ جو دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس نسخہ میں احادیث قولیہ کی فہرست حروف مجتم پر تیار کی گئی ہے۔ ہر حدیث کے سامنے صفحہ نمبر مذکور ہے۔ یہ فہرست کتاب کے دوسری جلد کے آخر میں مطبوع ہے۔

ترتیب أحادیث وآثار سنن الدار می :-

سنن دارمی کی حدیثوں کی یہ ترتیب عبدالرحمن دمشقی اور میرفت فاخوری نے کیا ہے جو حروف مجتم پر ہے۔ ہر حدیث کے سامنے جزء اور صفحہ نمبر دیا ہے۔ اس ترتیب کے لئے لطیف دارالفکر کے غیر مرقم نسخہ پر اعتماد کیا ہے۔

فہارس سنن الدار قطنی :-

ڈاکٹر یوسف عبدالرحمن مرعشلی نے اس کتاب کی چھ قسم کی فہارس تیار کی ہے۔ جس کے لئے اس نسخے پر اعتماد کیا ہے۔ جو ”التعلیق المغنی“ کے ساتھ مطبوع ہے۔ سب سے پہلے طرف حدیث پھر صحابی کا نام اس کے بعد جزء اور صفحہ کا حوالہ دیا ہے۔

فہرس أحادیث مسند الامام أحمد :-

اس کتاب کی فہرست حروف مجتم پر شیخ محمد سعید زغلول نے تیار کیا ہے۔ یہ فہرست بھی حروف مجتم پر ہے۔ جس میں جلد اور صفحہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جو حدیثیں طویل ہیں ان کے مختلف اطراف کا ذکر کیا ہے۔

فہرس أحادیث المستدرک علی الصحیحین :-

اس کتاب کی دو فہرستیں آچکی ہیں۔ اس میں سے ایک ڈاکٹر عبدالرحمن مرعشلی کی ہے۔ اس میں انھوں نے احادیث و آثار و اقوال سب کو حروف مجتم پر مرتب کر دیا ہے۔ سب سے پہلے طرف حدیث پھر راوی کا نام (یا صاحب قول کا نام) پھر جزء اور صفحہ کا حوالہ دیا ہے۔ اس ترتیب کے لئے مستدرک کے اس منفرد ہندوستانی نسخے کو بنیاد بنایا گیا ہے جس کے ساتھ امام ذہبی کی مستدرک کی تلخیص بھی مطبوع ہے۔

فہارس الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان :-

شیخ یوسف کمال حوت جنہوں نے اس کتاب کی تحقیق و ترقیم کی ہے۔ کتاب کے مکمل ہونے کے بعد ایک منفرد جلد میں اس کی فہرست بھی تیار کر دی ہے۔ جو مطبوع ہے اس میں قول و فعل حدیث اور آثار صحابہ کو حروف مجتم پر مرتب کر دیا ہے۔ پہلے نص حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد راوی کا نام پھر جلد اور صفحہ نمبر کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت ساری کتابیں ہیں جن کی فہرست تیار ہو چکی ہے۔ مثلاً :

| | |
|--|-------------------------------|
| فتح الخبیر لاحادیث التاریخ الکبیر | برق توحیدی صاحب زادہ |
| فتح الرحمان لاحادیث المیزان | برق توحیدی صاحب زادہ |
| فہرس معجم الطبرانی الصغیر | عبدالعزیز بن محمد السدحان |
| فہرس جامع بیان العلم وفضله | عبدالعزیز بن محمد السدحان |
| فہرست المعجم الاوسط ج ۱-۲ | ڈاکٹر محمود الطحان |
| فہارس حلیۃ الأولیاء | ابوہاجر سعید زغلول |
| فہارس تاریخ بغداد | ابوہاجر سعید زغلول |
| البعیۃ فی ترتیب احادیث الحلیۃ | سید عبدالعزیز بن محمد الغماری |
| مفتاح الترتیب لاحادیث تاریخ الخطیب | سید عبدالعزیز بن محمد |
| فہارس علل الحدیث لابن ابی حاتم | ڈاکٹر یوسف مرعشلی |
| فہارس تاریخ بغداد | ڈاکٹر یوسف مرعشلی |
| فہرس احادیث تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) | ڈاکٹر یوسف مرعشلی |
| نیل الغایۃ فی ترتیب احادیث نصب الرایۃ | ابو عبداللہ طالب بن محمود |
| فہرس تخریص الحبیر | یوسف بن عبدالرحمن مرعشلی |
| فہرس مجمع الزوائد | ابوہاجر محمد سعید سیونی |
| فہارس الترغیب والترہیب | عمرنان عرغور |

ان کے علاوہ دیگر بے شمار فہارس ہیں۔

ازروئے متن

تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ

کسی مشتق کلمہ کی معرفت (جس کا استعمال زبان

پر کم ہوتا ہے) کے ذریعہ تخریج کرنا

اس طریقہ میں ان کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔ جن میں مشتق کلمات کو بنیاد بنا کر ان کو لغوی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہو۔ ویسے اس طرح کی کتابیں جدید اور بہت کم ہیں جن میں ایک ہی کتاب سب سے زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے۔

۱- المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی :-

اس کتاب کو مستشرقین کی ایک جماعت نے تیس سال کی مدت میں مل کر تیار کیا ہے جس کو اردن جان وٹسک (A.J. Wersink) مولف "مفتاح کنوز السنہ" نے نشر کیا ہے۔ یہ کتاب کتب حدیث کے نواہم مصادر پر مشتمل ہے۔ انھیں کی حدیثوں کو اس کتاب میں مرتب کیا گیا ہے۔ وہ مصادر یہ ہیں: (کتب سنہ، موطا مالک، مسند احمد اور سنن دارمی) ہر ایک مصدر کیلئے خاص اشارہ متعین کر دیا گیا ہے جو آسان و معروف ہے۔ یہ اشارے اس طرح ہیں:

خ : صحیح بخاری م : صحیح مسلم

د : سنن ابی داؤد ت : سنن ترمذی

ن : سنن نسائی ج : ابن ماجہ

ط : موطا مالک ح/حج : مسند احمد بن حنبل

دی : سنن الدارمی

توقیباً :-

یہ کتاب بالکل اسی طرح مرتب ہے۔ جس طرح کتب لغات کی ترتیب ہوتی

ہے۔ مذکورہ کتابوں میں جو مشتق کلمات تھے اور جہاں مستعمل تھے پہلے ان کلمات کو مکمل جملے کے ساتھ نقل کیا ہے پھر ان کو مرتب کیا ہے۔ جو کلمات بکثرت مستعمل ہیں۔ ان کو شامل نہیں کیا ہے۔ جیسے قال، جساء اور جوان سے مشتق ہوتے ہیں اسی طرح سے تاریخی اسماء اور مقامات کے ناموں اور حروف کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ترتیب میں سب سے پہلے افعال کو ذکر کیا ہے۔ جن میں سب سے پہلے فعل ماضی معروف، فعل ماضی مجہول، اس کے بعد فعل مضارع معروف اور مجہول پھر امر و نہی کا ذکر ہے۔ افعال کے بعد مصادر و اسماء معانی کا ذکر کیا ہے جس میں سب سے پہلے مرفوع پھر مجرور اور اس کے بعد منصوب پھر تشبیہ و جمع کو ذکر کیا ہے۔

حدیث کے اس جملے کو جس میں مطلوبہ مشتق کلمہ ہے جہاں اس کی ترتیب پڑتی ہے۔ اس کو وہاں ذکر کیا ہے پھر اس کے تحت ان مصادر (یا اس مصدر) کا حوالہ دیا ہے، جن میں حدیث کا یہ جملہ پایا جاتا ہے، حوالوں میں جس مصدر کا ذکر پہلے کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ لفظ اس سے منقول ہے بقیہ مصادر میں ضروری نہیں کہ بعینہ وہی لفظ پایا جاتا ہو۔

ہر مصدر کے ساتھ حوالہ کے لئے داخلی کتاب کے نام کے بعد نمبرات دیے ہیں (مسند احمد کے علاوہ) جن کا جاننا ضروری ہے۔

یہ نمبرات اگر خ، د، ت، جہ، ن، می کے بعد واقع ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں مشارالہ کتاب کے بعد جو نمبر ہے، وہ باب نمبر ہے۔ یعنی اس کتاب میں اتنے نمبر کا باب دیکھئے۔

اور اگر یہ نمبر م، ط، کے بعد ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مشارالہ کتاب میں مذکورہ نمبر حدیث نمبر ہے۔

اور حجم کے بعد ہے تو وہاں موٹے اور بڑے نمبرات سے جلد اور چھوٹے اور باریک نمبرات سے صفحہ نمبر مراد ہوتا ہے۔

کبھی کبھی ان نمبرات پر ڈبل ستارے اس طرح پائے جاتے ہیں ☆ ☆
اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث باب یا صفحہ میں مکرر وارد ہے۔

طریقہ تخریج :-

اب اگر کسی کو اس کتاب سے تخریج حدیث کرنی ہے۔ تو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ مطلوبہ حدیث میں سے کونسا مشتق کلمہ اس کو معلوم ہے۔ پھر اس مشتق کلمہ کا اصل مادہ کیا ہے۔

اصل مادہ معلوم ہو جانے کے بعد کتب لغت کی ترتیب کے اعتبار سے اصل کلمے کا حرفِ اول جہاں ہو وہاں دیکھیں۔ معاً جم لغویہ کی ترتیب کے اعتبار سے جہاں یہ کلمہ فٹ ہو سکتا ہے۔ وہاں اس کو تلاش کریں اس کلمہ سے مشتق جتنے الفاظ ہیں وہ مختلف شکل میں یہاں مل جائیں گے جو چھوٹے چھوٹے جملوں میں ہوں گے انکے سامنے حوالے ہوں گے جس مصدر یا جن مصادر کا حوالہ دیا گیا اس کے مذکورہ کتاب کا باب، حدیث یا صفحہ نمبر دیکھنے سے مطلوبہ روایت اگر ان نو کتابوں میں سے کسی میں ہے تو وہ مل جائے گی (بعض مقامات پر سہوا کوئی کلمہ چھوٹ بھی گیا ہے۔) لہذا نص کے دیگر کلمات میں سے کسی دوسرے کلمے کو اسی طرح دیکھیں۔

مثال :-

مثلاً اگر حدیث ”انما الاعمال بالنیات ولکل امری ما نوى فمن كانت هجرته..... الخ“ کی تخریج مطلوب ہو تو اس کے مشتق کلمات میں:

الاعمال : (جس کا مادہ [اصل] عمل [ع، م، ل] ہے۔)

نیات : (جس کا مادہ نوى ہے۔)

امری : (جس کا مادہ مرء ہے۔)

نوی : (جس کا مادہ نوى ہے۔)

ہجرۃ : (جس کا مادہ ہجر ہے۔)

میں سے جو کلمہ معلوم ہے۔ اس کے اصل مادہ کو دیکھ کر اس کے مناسب مقام پر اس کتاب میں تلاش کریں جب اس مادہ کے کلمات مل جائیں تو اس میں اپنا مطلوبہ کلمہ تلاش کر لیں۔

مثلاً اگر کلمہ **الاعمال** کے سہارے سے حدیث کی تخریج کرنی

ہے۔ تو مادہ عمل اس کتاب میں کھولیں جو جلد ۴ کے ص ۳۶۹ پر ہے۔ یہاں پر عمل، يعمل، اعمل، لاتعمل وغیرہ کلمات چھوٹے چھوٹے فقرات کی شکل میں ملیں گے۔ مطلوبہ کلمہ چونکہ مصدر ہے۔ اسلئے افعال میں نہیں بلکہ اسماء معانی میں ملے گا۔ لہذا اسماء کی فہرست میں غور سے دیکھیں (۳۸۵/۴) میں ”انما الاعمال بالنیات“ کا جملہ ملے گا۔ اس کے تحت مصادر کا حوالہ کتاب کا نام، باب نمبر، حدیث نمبر یا صفحہ نمبر اس طرح سے ملے گا:

الاعمال بالنیات، بالنیہ

| | |
|-----|--|
| خ : | بدء الوحي ۱، عتق ۶، مناقب الانصار ۴۵، طلاق ۱۱، |
| | فی الترجمة ایمان ۲۳، اکراه، (ترجمة الكتاب) حیل ۱ |
| م : | امارة، ۱۵۵ |
| د : | طلاق ۱۱ |
| ن : | طهارة ۵۹، طلاق ۲۳، ایمان ۱۹ |
| ج : | زهد ۲۶ |

یہاں پر صرف اتنے ہی حوالے موجود ہیں۔

شرح :-

ان اشاروں کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ حدیث کا یہ ٹکڑا
 ر: یعنی صحیح بخاری میں ”کتاب بدء الوحي“ کے باب نمبر ایک میں
 موجود ہے۔ نیز ”کتاب العتق“ باب نمبر ۶ میں، ”کتاب مناقب الانصار“ باب

نمبر ۲۵ میں، ”کتاب الطلاق“ باب نمبر ۱۱ باب کے عنوان میں۔ ”کتاب الایمان“ باب نمبر ۲۳ میں، ”کتاب الاکراہ“ باب کے عنوان میں یعنی۔ معلق روایت ہے۔ ”کتاب الحیل“ کے باب نمبر ایک میں اس طرح سے صحیح بخاری میں جہاں جہاں یہ روایت ہے اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ چونکہ سب سے پہلے حوالہ صحیح کا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ لفظ صحیح بخاری کا ہے اس کے بعد جو حوالے ہیں ضروری نہیں کہ یہ روایت ان میں اسی لفظ کے ساتھ ہو۔

- م : یعنی صحیح مسلم میں کتاب الامارۃ کے حدیث نمبر ۱۵۵ میں ہے۔
 و : سنن ابوداؤد میں کتاب الطلاق کے باب نمبر ۱۱ میں ہے۔
 ن : سنن نسائی میں کتاب الطہارۃ کے باب نمبر ۵۹، کتاب الطلاق باب ۲۳ کتاب الایمان باب نمبر ۱۹ میں ہے۔
 ح : سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب نمبر ۲۶ میں۔
 اور اگر کلمہ النیات کی مدد سے تلاش کرنا ہے تو مادہ نوی میں تلاش کریں یہ کلمہ ۵۵/۵ پر موجود ہے۔ یہاں جو فقرات ہیں ان میں ”انما لکل امری مانوی“ کا فقرہ موجود ہے جس کے تحت مندرجہ ذیل حوالے ہیں:

خ : بدء الوجی ایمان ۴۱ ☆☆ نکاح ۵، طلاق ۱۱، ایمان

۲۳، حیل ۱، عتق ۶

م : امارہ ۵۵

د : طلاق ۱۱

ت : فضائل الجہاد ۱۶

ن : طہارہ ۵۹، طلاق ۲۳

ج : زہد ۲۶

جم : ۱، ۲۵، ۲۳

اس جگہ ’ (ترمذی) فضائل الجہاد باب نمبر ۱۶ کا اضافہ ہے۔ اسی

طرح سے حم: (مسند احمد) جلد ایک صفحہ ۲۵، اور ۳۳ کا اضافہ ہے۔

اور اگر کلمہ امراء کی مدد سے تلاش کرنا ہے۔ تو اس کا مادہ ”مرء“ دیکھیں قابل ملاحظہ چیز یہ ہے کہ اس کلمہ کو یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم ایسا عمدا ہوا ہے یا سہواً بہر صورت یہ اس کتاب کے عیوب میں شامل ہے۔ جس کا استدارک کیا جاسکتا ہے۔

البتہ اس کلمہ کے مادہ سے متفرع کلمہ ”امراة“ ہے اس میں اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کلمہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ کلمہ ”امراة“ کے اعتبار سے کیا ہے۔ جو حدیث کے آخری ٹکڑے ”فمن كانت هجرته الى امرأة ينكحها“ میں پایا جاتا ہے۔

اگر کلمہ نوی سے دیکھنا ہے تو اب اس کی ضرورت اگرچہ نہیں کیونکہ مادہ نوی کلمہ النیات میں گزر چکا ہے پھر بھی اسی کلمہ میں دیکھ سکتے ہیں۔

اور اگر کلمہ ہجرتہ کی مدد سے تلاش کرنا ہے جس کا مادہ (ہجر) ہے تو اس کیلئے اس کا مناسب مقام کھولیں جو (۶۱/۷) پر ہے اس میں تلاش کرنے سے یہ فقرہ ”فمن كانت هجرته الى الله (ورسوله) فہجرتہ الى الله ورسوله“ میں ملے گا جس کے تحت مندرجہ ذیل حوالے ہیں۔

خ : ایمان ۴۱، عتق ۶، مناقب الانصار ۴۵، نکاح ۵، ایمان ۴۱

م : امارہ ۱۵۵

د : طلاق ۱۱

ت : فضائل الجهاد ۱۶

ن : طہارہ ۵۹، طلاق ۲۳، ایمان ۱۹

جہ : زہد ۲۶

حم : ۱، ۲۵، ۳۳

مذکورہ حوالوں کو ان کے اصل مصادر میں مشارالہ کتاب اور باب نمبر یا حدیث و صفحہ نمبر دیکھنے سے یہ روایت مل سکتی ہے۔ مذکورہ نو کتابوں میں جو حدیثیں پائی جاتی ہیں صرف انہیں کیلئے اس کتاب سے استفادہ درست ہے۔ دیگر کتب حدیث کی روایتوں کیلئے اس کی ورق گردانی بے سود ہے۔ الا یہ کہ وہ روایت ان کتابوں میں سے کسی ایک میں موجود ہو۔

ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ ان کتابوں میں جو بھی حوالے دیئے گئے ہیں وہ خاص طبعات کے ہیں ان میں سے اگر وہ طبعات میسر ہیں تو بہت بہتر مثلاً صحیح بخاری کا مرقم نسخہ جو فتح الباری کے ساتھ مطبوع ہے۔ جسکی ترقیم شیخ محمد فواد عبدالباقی نے کی ہے۔ اسی طرح سے صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، موطا مالک کا وہ نسخہ جس کی ترقیم شیخ محمد فواد نے کیا ہے۔ نیز سنن ترمذی کا وہ نسخہ جس کے کچھ اجزا کی ترقیم انہوں نے کی ہے۔

لیکن اگر یہ طبعات میسر نہ ہوں تو کسی بھی طبعہ سے جس میں ابواب و احادیث کی ترقیم کردی گئی ہے مدد لی جاسکتی ہے۔ مثلاً سنن ابوداؤد کا وہ نسخہ جس کی تحقیق عزت عبید اور عادل سید نے کی ہے۔

سنن نسائی کا وہ نسخہ جس کی ترقیم شیخ ابوغده نے کی ہے یا وہ نسخہ جو تعلیقات سلفیہ کے ساتھ ہے اور وہ نسخہ جس کی ترقیم و تخریج احمد مجتبیٰ سلفی نے کی ہے اور وہ نسخہ جس کی تحقیق مکتب دارالتراث نے کی ہے۔ نیز سنن دارمی کا وہ نسخہ جس کی تحقیق سید عبداللہ ہاشم یمانی اور وہ نسخہ جس کی تحقیق فواز احمد اور خالد السبع نے کی ہے۔

بہت ممکن ہے کہ مذکورہ نمبر پر وہ حدیث نہ ہو اس صورت میں کچھ آگے پیچھے دیکھنے سے وہ روایت مل جاتی ہے۔ (عموماً آگے ہی دیکھنا پڑھتا ہے۔)

مسند احمد کے لئے وہی نسخہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جو چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔ جس کے حاشیہ پر مختصر کنز العمال ہے۔

ملاحظہ :-

ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کتاب کے مؤلفین نے کبھی کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ مطلوبہ حدیث کے مختلف کلمات میں جو مختلف حوالے دیئے ہیں سارے مصادر اور سارے مقامات کو ہر کلمہ کے تحت نہیں ذکر کیا ہے۔ بلکہ کہیں نقص ہے تو کہیں اضافہ جیسا کہ مثال سابق سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ کلمہ **الاعمال** کے تحت ت جہاد: ۱۶ اور حم ۲۵/۲۳ کا حوالہ نہیں ہے۔ جبکہ دوسرے کلمہ نیات میں اس کا ذکر موجود ہے۔ نیز کلمہ **امرأة** میں ”فمن كانت ہجرته الی امرأة“ میں صرف صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے۔

اس طرح سے صحیح بخاری کے مقامات میں سے کلمہ **الاعمال** میں ایمان ☆☆ ۴۱، نکاح ۵، طلاق ترجمہ باب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ جبکہ کلمہ نیات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح سے کلمہ نیات میں صحیح بخاری کے مقامات میں سے مناقب الانصار ۴۵، اکراہ ترجمہ الباب کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ جبکہ اس کو **اعمال** کے تحت ذکر کیا ہے۔

اس لئے حدیث کی تخریج کرنے والے کو چاہئے کہ وہ کسی ایک کلمہ پر اکتفاء نہ کرے بلکہ چند کلمات کو دیکھ لے تاکہ اس کا عمل مکمل ہو جائے ورنہ ممکن ہے کہ اس کے عمل میں نقص باقی رہ جائے۔

بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو ان سے فوت ہو گئی ہیں حالانکہ وہ ان مصادر تسعہ میں سے کسی نہ کسی میں پائی جاتی ہیں لیکن ”المعجم المفہرس“ میں ان کا وجود نہیں مثلاً عبداللہ بن عمر کی روایت جو مناقب ابوبکر و عمر کے سلسلے میں ترمذی (۳۶۶۹/۶۱۲/۵) نیز سنن ابن ماجہ میں اس طرح سے موجود ہے۔ ”خرج ابوبکر و عمر أحدہما عن یمینہ و الآخر عن شمالہ و هو آخذ باید یمہما و قال: ہکذا نبعث یوم القیامۃ“ ۱/۳۸۱ (۹۹) اس طرح بہت سی روایتیں اور کلمات ہیں

جو اس میں تلاش کے وقت دستیاب نہیں ہوتے جو اس کتاب میں خلل پر نماز ہیں نئے سرے سے اس کی ترتیب کی ضرورت ہے۔

اس قاعدے کے تحت جن اور کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔ ان میں

۲- معجم الفاظ صحیح مسلم :-

جو شیخ محمد فواد عبدالباقی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ اور ان کی تحقیق و ترقیم کے ہوئے نسخے کے پانچویں جلد میں مختلف قسم کی فہارس کے ضمن میں موجود ہے۔ جو ص ۴۶۳ سے ۵۷۶ پر مشتمل ہے۔ اس میں سے مشتق کلمات میں سے جو مشکل اور نمایاں کلمے تھے ان کو ترتیب لغوی پر اصل ماخذ کے اعتبار سے مرتب کر دیا ہے۔ اور ہر لفظ کے سامنے صحیح مسلم کے اسی نسخہ کا صفحہ نمبر دے دیا ہے۔ اس سے صحیح مسلم کی روایتوں کی تخریح کے لئے مدد مل سکتی ہے۔

۳- المعجم المفهرس لالفاظ الحدیث النبویة فی

سنن الدارقطی :-

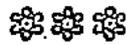
یہ ڈاکٹر یوسف عبدالرحمن مرعشی کی ترتیب ہے۔

۴- فہرس لالفاظ جامع الترمذی علی طریق المعجم

المفہرس :-

یہ جامع ترمذی کے اس نسخہ کے ساتھ مطبوع ہے جس کی تحقیق عزت عبید

الدعاس نے کی ہے۔



ازروئے متن

تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ

متن حدیث کی صفات میں کسی صفت کی معرفت

کے ذریعے تخریج کرنا

صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت فی نفسہ مشکل ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوبہ حدیث جس کی تخریج کرنی ہے وہ کسی صفت سے متصف ہے تو اس کی مدد سے تخریج کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر یہ معلوم ہو کہ وہ حدیث صحیح ہے۔ ایسی صورت میں اس کی تخریج کتب صحاح سے کی جاسکتی ہے۔ جن کا ذکر قاعدہ اول کی دوسری قسم کی کتابوں کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ ۱

عموماً کتب صحاح ابواب پر مرتب ہیں کچھ حروف مجتم پر بھی ہیں۔

یا یہ معلوم ہو کہ وہ حدیث ضعیف و موضوع ہے چاہے علامت وضع سے ان کا پتہ چلے یا کسی اور ذریعہ سے معلوم ہو جائے تو ان کو دو طرح کی کتابوں میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

(۱) کتب ضعیفاء حدیث (۲) کتب ضعیفاء رجال

کتب ضعیفاء رجال اس قاعدے میں شامل نہیں۔ بلکہ تخریج ازروئے معرفت صفت سند میں شامل ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ ۲

کتب ضعیفاء حدیث :-

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ضعیف و موضوع اور ناقابل اعتبار روایتیں مذکور ہوتی ہیں۔ ان کتابوں میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں۔

الأباطیل والمناکیر والصحاح والمشاهیر:

ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم جوزقانی (متوفی ۵۳۲ھ)

یہ کتاب ابواب پر مرتب ہے۔ ایک باب میں صحیح روایتیں اس کے بعد والے باب میں اس کی مخالف ضعیف روایتیں مذکور ہیں چوں کہ مولف نے اپنی سند سے حدیثوں کو ذکر کیا ہے۔ لہذا اس کا اعتبار مصادر اصلیہ میں ہوتا ہے۔ البتہ اس کے بعد آنے والی کتابیں مصادر اصلیہ نہیں لیکن ان کے واسطے سے مصادر اصلیہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں:

الموضوعات الكبرى:

ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

العلل المتناہیة فی الأحادیث الواہیة:

ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

اللالی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة:

جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الأحادیث الشنیعة الموضوعة:

ابوحسن علی بن محمد بن عراق کتابی (متوفی ۹۶۳ھ)

یہ سب کتابیں ابواب پر مرتب ہیں۔

الفوائد المجموعہ فی الأحادیث الموضوعة:

محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ)

ضعیف الجامع الصغیر وزیادته:

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی (متوفی ۱۴۲۰ھ)

یہ دونوں حروف مجتم پر مرتب ہیں۔

المنار المنیف فی الصحیح والضعیف:

علامہ ابن قیم ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر (متوفی ۷۵۱ھ)

یہ کتاب کسی خاص ترتیب پر نہیں ہے۔ لیکن کافی مفید ہے۔ اس لئے کہ اس میں اصول و کلیات بتائے گئے ہیں۔

سلسلة الأحادیث الضعيفة والموضوعة وأثرها السني في الأمة:

محمد ناصر الدين الباني (متوفی ۱۳۲۰ھ)

یہ کتاب بھی خاص ترتیب پر نہیں ہے۔ البتہ کتاب کے آخر میں مختلف قسم کی فہرست ہے۔ جس سے استفادہ آسان ہو جاتا ہے۔
یا یہ معلوم ہو کہ مطلوبہ حدیث، حدیث متواتر ہے۔

متواتر:-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو عدد کثیر نے ہم مثل سے روایت کیا ہو جن کا اتفاق جھوٹ پر ممکن نہ ہو اور جس چیز کی خبر دے رہے ہیں وہ حسی ہو۔^۱
متواتر کی دو قسمیں ہیں: معنوی اور لفظی۔

لفظی اسے کہتے ہیں جس میں راویوں کے الفاظ بالکل مساوی ہوں جیسے ”من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار“ جس کے لفظ پر سارے راویوں کا اتفاق ہے۔

معنوی اسے کہتے ہیں جس میں واقعات والفاظ مختلف ہوں لیکن معنی میں اشتراک پایا جاتا ہو جیسے ”مسح على الخفين“ کا حکم جس میں مختلف قسم کی روایتیں ہیں۔ کسی میں وقت کی تعیین، کسی میں جواز، کسی میں کیفیت مسح، کسی میں مقيم اور مسافر کا فرق وغیرہ مسائل ہیں جن کا مجموعہ تواتر کا فائدہ دیتا ہے۔^۲

کتاب متواترہ میں کچھ مطبوع کتابیں یہ ہیں:

الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة:- امام سيوطي (متوفی ۹۱۱ھ)

امام سيوطي نے اس فن میں ایک بہت عظیم کتاب ”الفوائد المتكاثرة في

۱ نزہة النظر ص ۱۱-۱۲

۲ شرح قصب السكر ص ۲۵

الأخبار المتواترة“ تحریر کیا تھا۔ اس میں ان روایتوں کو جن کو کم از کم دس صحابہ نے روایت کیا تھا مختلف طرق واسانید سے جمع کر کے ابواب پر مرتب کیا تھا۔

اس کتاب کو اسی بڑی کتاب سے مختصر کیا ہے۔ جس میں حدیث ذکر کرنے کے بعد یہ بتایا ہے کہ اس کو کتنے صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور کس نے اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی ترتیب اس کی اصل کی طرح ابواب پر ہے جس میں کل (۲۱۰) حدیثیں ہیں۔

نظم المتناثر فی الأحادیث المتواترة :-

شیخ محمد بن جعفر بن ادریس ابو عبد اللہ کتانی (متوفی ۱۳۳۵ھ)

علامہ سیوطی کی کتاب ”الأزهار“ پر اطلاع پانے سے پہلے اس کی تالیف شروع کی تھی پھر جب امام سیوطی کی کتاب ملی تو اس کا مطالعہ کیا جو روایتیں ان سے فوت ہو گئی تھیں ان کو اس میں جمع کر دیا اب یہ کتاب امام سیوطی کی ”ازہار“ اور ان کے اضافے کے ساتھ اس موضوع کی ایک جامع کتاب بن گئی، جس میں تقریباً ساری متواتر حدیثیں جمع ہو گئی ہیں اس میں جملہ (۳۱۰) روایتیں ہیں ”الأزهار المتناثرة“ کی روایتوں کی جانب ”ماورد فی الأزهار“ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔ یہ کتاب ابواب پر مرتب ہے۔ لیکن مخرجین کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے تخریج حدیث کیلئے مفید نہیں۔

تحف ذوی الفضائل المشتهرة بما وقع من الزيادة فی نظم

المتناثرة علی الأزهار المتناثرة: اس کی تالیف شیخ عبدالعزیز بن محمد بن صدیق غماری نے کی ہے۔

اس میں علامہ کتانی کی کتاب ”نظم المتناثر“ کو امام سیوطی کی ”کتاب

الأزهار المتناثرة“ سے الگ کر کے کچھ اضافہ اپنے بھائی ابو فیض احمد بن محمد غماری کی

تالیف سے کیا ہے۔ پھر علامہ سید مرتضیٰ زبیری کی کتاب ”لقط اللآلی المتناثرة فی الأحادیث المتواترة“ سے کچھ حدیثوں کا انتخاب کر کے ان کو ابواب پر مرتب کر دیا، البتہ مخرجین کا ذکر نہیں کیا ہے اس لئے تخریج کے کام میں مفید نہیں۔
یا یہ معلوم ہو کہ مطلوبہ حدیث، منسوخ ہے۔

منسوخ :-

- اس مقدم حدیث کو کہتے ہیں جس کا حکم کسی متاخر حدیث سے اٹھالیا گیا ہو۔ ۱۔
نسخ پہچاننے کے چار طریقے ہیں:
- ۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح سے۔
 - ۲- یا کسی صحابی کی تصریح سے۔
 - ۳- یا تاریخ کے ذریعہ۔
 - ۴- یا اجماع کے ذریعہ (جو مختلف فیہ ہے۔) ۲
- جب یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوبہ حدیث منسوخ ہے تو ان کتابوں سے اس کی تخریج کی جاسکتی ہے۔ جن میں منسوخ حدیثیں جمع کی گئی ہیں ان کتابوں میں سے کچھ مطبوع کتابیں یہ ہیں۔

ناسخ الحدیث و منسوخہ :

ابن شاہین ابو حفص عمر بن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ)

الاعتبار فی الناسخ و المنسوخ :

علامہ حازمی ابو بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان (متوفی ۵۸۳ھ)

یہ اپنے فن کی سب سے عظیم کتاب ہے۔ ۳

۱۔ مقدمۃ ابن الصلاح ص ۲۵۰

۲۔ مقدمۃ ابن الصلاح ۲۵۰-۲۵۱

۳۔ اختصار علوم الحدیث ابن کثیر ص ۱۶۳ مع الباعث الحثیث

أخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث بمقدار
المنسوخ من الحديث: عبدالرحمن ابن جوزی (متوفی ۷۵۹ھ)

علامہ ابن جوزی نے فن ناسخ و منسوخ میں ایک بڑی کتاب تالیف کی تھی پھر اس میں سے صرف ان حدیثوں کو منتخب کیا ہے۔ جن کا منسوخ ہونا صحیح یا محتمل ہے اسی مختصر کتاب کا نام ”أخبار أهل الرسوخ“ ہے اس کے مقدمہ میں یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے علاوہ کسی حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ باطل ہے۔ ۱۔
یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔ جس میں کل (۲۱) حدیثیں ہیں۔
یہ معلوم ہو کہ مطلوبہ حدیث، حدیث قدسی ہے۔

حدیث قدسی:

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کی جانب نسبت کرتے ہوئے بیان کریں۔ ۲۔
اس طرح کی حدیثوں کی تخریح ان کتابوں سے کی جاسکتی ہے جن میں احادیث قدسیہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ کتابیں مصدر اصلی نہ بھی ہوں تو مصادر اصلیہ کی جانب اشارہ ضرور کرتی ہیں۔ ان کتابوں میں سے کچھ یہ ہیں۔

مشكاة الأنوار فيماروى من الله سبحانه وتعالى من الأخبار:

محيي الدين محمد بن علي بن عرب اندلسي (متوفى ۷۳۸ھ)

اس میں (۱۰۱) حدیثیں بذریعہ سند مذکور ہیں۔

الاتحاف السنية بالأحاديث القدسية:

شيخ عبدالرؤف مناوي (متوفى ۱۰۳۱ھ)

اس میں (۲۷۲) حدیثیں بغیر سند کے مذکور ہیں۔

۱۔ أخبار أهل الرسوخ ص ۱۶

۲۔ شرح قصب السكر ص ۲۱

الأحادیث القدسیة : اس کی تالیف علماء کی ایک کمیٹی نے کی ہے۔
اس میں چار سو حدیثیں ہیں جن کو موطا امام مالک، صحیحین، کتب ستہ اور دیگر
کتب احادیث سے منتخب کیا گیا ہے۔
یا مطلوبہ حدیث، حدیث معلل ہو۔

معلل :-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں ایسی علت خفیہ پائی جائے جو حدیث کی صحت
کے لئے مانع ہو حالانکہ بظاہر یہ علت سے محفوظ ہو۔
علت ایسے پوشیدہ اور خفی سبب کو کہتے ہیں جو صحت حدیث کیلئے مانع ہو حالانکہ
بظاہر اس سے وہ محفوظ ہو۔

اگر مطلوبہ حدیث ، حدیث معلل ہو تو اس کی تخریج ان کتابوں سے کر
سکتے ہیں۔ جن میں معلل حدیثیں مذکور ہوتی ہیں ان میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

العلل المتفرقة : علی بن المدینی (متوفی ۲۳۴ھ) یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔

العلل و معرفة الرجال : امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

العلل الكبرى : امام ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (متوفی ۲۷۹ھ)

اس کو ابواب پر قاضی ابوطالب نے مرتب کیا ہے۔ جو دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

علل الحدیث : ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی (متوفی ۳۲۷ھ)

یہ بھی ابواب پر مرتب ہے۔ مذکورہ کتابوں میں یہ سب سے جامع کتاب ہے۔

العلل الواردة فی الأحادیث النبویة : امام دارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)

یہ اس فن کی سب سے عظیم اور منفرد کتاب ہے۔

اس کا کچھ حصہ ڈاکٹر محفوظ الرحمن (متوفی ۱۴۱۹ھ) کی تحقیق سے طبع ہوئی

ہے لیکن یہ کتاب مسانید پر مرتب ہے لہذا اس قاعدہ سے استفادہ نہیں کر سکتے بلکہ سند کی

۱۔ مقدمة ابن الصلاح ص ۸۱

۲۔ شرح قصب السكر ص ۷۵

معرفت سے تخریج کرنے کے قاعدہ سے استفادہ کر سکتے ہیں جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے۔
یا مطلوبہ حدیث، حدیث مرسل ہو۔

مرسل :-

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو کسی تابعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر دیا ہو۔ (یعنی صحابی کا ذکر نہ ہو)۔
لہذا اس طرح کی حدیثوں کی تخریج ان کتابوں سے کر سکتے ہیں جن میں مرسل حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔ اس فن کی کچھ کتابیں یہ ہیں:

المراسیل: تالیف امام ابوداؤد جستانی (متوفی ۲۵۷ھ) اصل کتاب کی طباعت کا علم فی الحال نہیں ہے۔ اس کے قلمی نسخے کی ایک تصویر میرے پاس موجود ہے جو استاد محترم محدث مدینہ شیخ حماد بن محمد انصاری کے کتب خانے میں موجود مصور نسخہ کا عکس ہے۔

البتہ بغیر سند کے سنن ابوداؤد کے ہندوستانی نسخے کے آخر میں مطبوع ہے۔ جو

ایواب پر مرتب ہے۔

المراسیل: ابن ابی حاتم ابو محمد عبدالرحمن الرازی (متوفی ۳۲۷ھ) ۵

جامع التحصیل فی أحكام المراسیل:

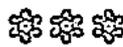
حافظ صلاح الدین ابوسعید خلیل کیرکلی (متوفی ۶۱۱ھ)

اس طرح سے کسی بھی صفت سے متصف حدیث کی اس فن سے متعلق تالیف

سے تخریج کر سکتے ہیں۔ اگر اس کتاب میں روایتیں صاحب کتاب کی سند سے ہوں تو

اصلی مصدر کی حیثیت رکھیں گی ورنہ مرجع کی حیثیت ہوگی جس سے مصدر اصلی کی طرف

رجوع کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔



تیسرا باب

طریقہ تخریج ازروئے سند

- راوی اعلیٰ (صحابی رسول) کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- راوی اسفل (شیخ مؤلف) کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- راوی کے نام اور وطن کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
- سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

ازروئے سند

تخریج حدیث کا پہلا طریقہ

صحابی حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا

جس حدیث کی تخریج کرنی مطلوب ہے اگر اس کے راوی (یعنی روایت کرنے والے صحابی) کا نام معلوم ہے تو اس کی مدد سے مطلوبہ حدیث کی تخریج باسانی ہو سکتی ہے۔ وہ اس طرح سے کہ ان کتابوں سے مدد لیں جو صحابہ کی ترتیب پر مرتب ہیں، جو کتابیں اس طرح مرتب ہیں ان کی چار قسمیں کی جا سکتی ہیں:

۱- کتب مسانید۔

۲- کتب معاجم (جو صحابہ کی ترتیب پر مرتب ہوں۔)

۳- کتب تراجم صحابہ

۴- کتب أطراف (جو صحابہ کی مسانید پر مرتب ہوں۔)

ان میں سے پہلی اور دوسری قسم مصادر اصلہ ہیں۔ تیسری قسم میں بعض مصادر

اصلہ اور بعض فرعیہ ہیں اور چوتھی قسم مصادر اصلہ کی جانب رہنما ہیں۔

۱- کتب مسانید :-

مسانید مسند کی ہے۔ مسند اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں ہر صحابی کی روایت کو

الگ الگ یکجا کر دیا جائے۔ اسی طرح سے اس کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں کسی ایک

صحابی کی روایت کو یکجا کر دیا جائے۔

مسانید کی ترتیب مولف کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ کتابیں بھی حرف معجم پر مرتب ہوتی ہیں، کبھی شہر و وطن پر، تو کبھی قبائل وغیرہ پر۔ کسی میں صرف ایک صحابی کی روایت ہوتی ہے۔ کسی میں عشرہ مبشرہ کی اور کسی میں جملہ صحابہ کی روایات ہوتی ہیں۔ کبھی کسی خاص صفات سے متصف صحابہ کی روایت ہوتی ہے۔ جیسے مسند مکثرین، مسند مقلین، مسانید کی تعداد بے شمار ہے۔ علامہ کتابی نے ”الرسالة المستطرفة“ میں بہت سارے مسانید کا ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ مسانید کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ۱۔ مسانید کی کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

مسند أبی داود الطیالسی سلیمان بن داؤد (متوفی ۲۰۴ھ)

شیخ حسن بن ساعاتی نے اس کی ترتیب فقہی ابواب پر کر دی ہے۔

مسند الحمیدی: عبداللہ بن زبیر (متوفی ۲۱۹ھ)

المسند: امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

مسند البزار: امام ابوبکر احمد بن عمرو بصری بزار (متوفی ۲۹۲ھ)

اس کے زوائد کو علامہ بیہقی نے ”کشف الاستار بزوائد مسند البزار“

کے نام سے فقہی ابواب مرتب کر دیا ہے۔

مسند أبویعلی الموصلی

احمد بن علی بن ثنی موصلی (متوفی ۳۰۷ھ)

امام ابویعلی نے دو مسند تحریر کی ہے۔ مسند کبیر اور مسند صغیر۔ مطبوعہ مسند، مسند صغیر

ہے۔ مسند کبیر جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ”سارے مسانید دریا کی طرح ہیں اور“

مسند ابویعلی مسند کی طرح ہے، جہاں سارے دریاؤں کا اجتماع ہوتا ہے۔“ ۲

اس کا کچھ پتہ نہیں۔ ان موجودہ مسانید میں مسند احمد بن حنبل ”سب سے اہم

ہے۔ اس لئے اس کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ الرسالة المستطرفة ص ۴۶-۵۷

۲۔ الرسالة المستطرفة ص ۵۴

مسند امام احمد بن حنبل

یہ اپنے فن کی جامع ترین تصنیف ہے۔ جس میں تقریباً چالیس ہزار احادیث ہیں۔ جن کو (۹۰۴) صحابہ کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ اس میں دس ہزار حدیثیں مکرر ہیں اور تین سو حدیثیں ایسی ہیں جن کو ثلاثی الاسناد کہا جاتا ہے۔ یعنی مولف اور رسول کے درمیان صرف تین واسطے ہے۔ ۱۔

اس مسند کو امام نے ساڑھے سات لاکھ حدیثوں سے منتخب کیا ہے۔ اور اس کا تعارف یوں کیا ہے ”میں نے اس کتاب کو امام بنا دیا ہے جب لوگوں کو سنت رسول کے بارے میں اختلاف ہو تو اس کی جانب رجوع کریں۔“

کتاب میں سب سے پہلے خلفاء راشدین پھر عشرہ مبشرہ کی روایتیں ہیں۔ اس کے بعد آل ابو طالب، پھر آل عباس، اس کے بعد مکثرین صحابہ، پھر مسند مکین، شامیین، کوفیین، بصریین بالترتیب مذکور ہیں۔ اس کے بعد مسند الانصار پھر مسند نساء کا ذکر ہے۔ بعض صحابہ کی روایتوں کو متفرق کر دیا ہے۔ جس سے حدیث تلاش کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ مسند صحابہ کیلئے اصحاب مطالع کی فہرست سے بھی مدد مل سکتی ہے۔ اس مسند میں صحیح، حسن، قابل قبول اور ضعیف روایتیں موجود ہیں۔ کچھ منکر اور موضوع روایتیں بھی ہیں جو عموماً زیادات عبد اللہ اور زیادات قطعی کی روایتیں ہیں اس طرح کی کچھ روایتیں مسند احمد میں اس وجہ سے رہ گئی ہیں کہ اس پر نظر ثانی سے پہلے ہی امام صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۲۔

حافظ ابن حجر نے ان روایتوں کو جن کو موضوع کہا گیا ہے کا جواب ”القول المسند دفی الذب عن المسند الامام احمد“ میں تفصیل سے دیا ہے۔ ان کا خیال ہے اس میں صرف چار حدیثیں ایسی ہیں جو موضوع ہیں۔ بقیہ روایتیں جید ہیں ضعیف روایتوں کا ذکر متابعات اور شواہد میں کیا ہے۔

۱۔ مفتاح السنۃ ص ۳۶

۲۔ المصعد الاحمد ص ۳۶

اس کتاب کو شیخ احمد ساعاتی نے فقہی ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔ جس کا نام ”الفتح الربانی“ رکھا ہے۔ پھر اس کی شرح ”بلوغ الامانی“ کے نام سے کیا ہے۔ یہ دونوں مطبوع ہیں۔

یہ کتاب چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس کے حاشیہ پر ”مختصر کنز العمال“ بھی ہے۔ اس کا جدید طبعہ ایک ضخیم جلد میں ماضی قریب میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مسند کی تحقیق اور اس پر تعلق کا کام شیخ احمد شاہ نے شروع کیا تھا۔ لیکن یہ کام نامکمل رہ گیا۔ چھ جلدوں والی مسند کی دو جلدیں بھی مکمل نہ ہو سکیں۔ ان کی نامکمل تحقیق بیس جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس کا ایک جدید طبع تحقیق کے ساتھ منظر عام پر آ گیا ہے۔

اس کتاب اور دیگر کتب مسنید سے تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ جب صحابی رسول معلوم ہو جائیں تو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ مذکورہ صحابی کی روایت ان مسنید میں کہاں کہاں پر ہے۔ اس کے لئے ان فہارس سے مدد لی جاسکتی ہے جو اصحاب مطالع نے تیار کی ہیں۔ ان کتابوں یعنی ”المعجم الكبير، تحفة الأشراف، مسند أحمد اور مسند أبو یعلیٰ“ کی ایک جامع فہرست ”تحفة الخریج الی أدلة التخریج“ کے چوتھے باب میں تحریر کر دی گئی ہے۔ جس سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ ۱

صحابی کی روایت جس جگہ ہے۔ وہاں پر ان روایتوں پر فرداً فرداً نظر ڈالنا چاہئے اگر صحابی کی روایتیں زیادہ ہیں تو تلاش کرنے میں زیادہ وقت درکار ہوگا اور اگر ان کی روایتیں کم ہیں تو انشاء اللہ مطلوبہ حدیث بہت جلد مل جائے گی۔

المسند الكبير (مسند بقی بن مخلد)

ان مسنید میں ایک نامور مسند، مسند بقی بن مخلد (متوفی ۲۷۶ھ) تھی۔ جو غالباً اس دنیا کی سب سے عظیم مسند تھی لیکن فی الحال اس کا پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ ”لم یولف فی الاسلام مثله“ ۲

۱ تحفة الخریج الی أدلة التخریج ص ۲۷۴ - ۲۵۷

۲ بقی بن مخلد ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری . ص ۳۸

اس میں تقریباً تیرہ سو صحابہ سے روایتیں مروی ہیں۔

اس میں ہر صحابی کی روایت کو اکٹھا کر کے پھر ابواب پر مرتب کر دیا ہے۔ لہذا یہ کتاب بیک وقت مسند اور مصنف دونوں ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ: اس طرح کی تصنیف ان سے پہلے کسی نے نہیں کی ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ کے روایتوں کی جو تعداد بتائی جاتی ہے وہ اسی مسند سے ماخوذ ہے۔

۲ - کتب معاجم :-

معجم: اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں حدیثوں کو صحابہ یا مشائخ یا بئد ان یا کسی اور ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ عموماً ناموں کی ترتیب میں حروف معجم کا خیال رکھا جاتا ہے۔ یہاں معاجم سے استفادہ اسی وقت ممکن ہے۔ جب یہ اسمائے صحابہ پر مرتب ہوں ورنہ پھر اس قاعدہ کے علاوہ کسی اور قاعدہ کو استعمال کرنا پڑیگا اس سلسلہ کی سب سے اہم کتاب:

المعجم الكبير : امام طبرانی (متوفی ۳۲۰ھ) کی ہے۔

یہ اپنے باب کی سب سے عظیم معجم ہے۔ اس میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ دیگر صحابہ جن سے روایت مروی ہے انکی روایتوں کا ذکر کیا ہے۔ اور ان صحابہ کو حروف معجم پر مرتب کر دیا ہے حضرت ابو ہریرہ کی روایت الگ تصنیف میں جمع کیا ہے۔ اس کتاب میں تقریباً ساٹھ ہزار حدیثیں ہیں صحابہ کے اسماء کی ترتیب میں صرف حرف اول کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس لئے ان کے اسماء کی تلاش میں قدرے دقت ہوتی ہے اس کیلئے مطبوعہ کتاب کے آخر میں جو فہرست ہے۔ اس سے مدد لی جاسکتی ہے۔ اس کی ایک جامع فہرست جیسا کہ گذر چکا ہے۔ ”تحفة الخریج“ میں بھی موجود ہے جو بے حد سود مند ہے۔

کتاب کا مطبوعہ نسخہ مختلف جگہوں سے ناقص ہے کیوں کہ اب تک وہ حاصل نہ

سکا، جتنا موجود ہے اتنا ہی مطبوع ہے۔

”المعجم الكبير“ کی ان روایتوں کو جو کتب سنن میں نہیں ہیں علامہ پیشی نے ابواب پر مرتب کیا ہے اور اس کا نام ”البدرد المنیر فی زوائد المعجم الكبير“ رکھا ہے۔ بعد میں پھر دیگر کتابوں کے ساتھ ان کو ملا کر ”مجمع الزوائد ومنبع الفوائد“ میں شامل کر دیا۔ امام طبرانی نے دو اور مجتم تصنیف کی ہے۔

المعجم الأوسط

المعجم الصغير

یہ دونوں کتابیں مشائخ کی ترتیب پر ہیں۔ اس لئے اس قاعدہ سے خارج ہیں۔
المعجم الكبير کے علاوہ کچھ اور معاجم ہیں جو صحابہ کی ترتیب پر ہیں مثلاً:
معجم الصحابة للبقوی : ابو محمد حسین بن مسعود (متوفی ۵۱۶ھ)
معجم الصحابة لابن لال : احمد بن علی حمدانی (متوفی ۳۹۸ھ)
معجم الصحابة : ابن قانع (متوفی ۳۵۱ھ) ل
ان کتابوں سے استفادہ کا طریقہ وہی ہے جو کتب مسانید کا ہے۔

۳- کتب معرفة الصحابة :-

اس قاعدے میں جن تیسری قسم کی کتابوں سے بددلی جاسکتی ہے وہ کتب معرفة الصحابة ہیں، یعنی وہ کتابیں جن میں صحابہ کرام کے حالات مذکور ہوتے ہیں۔ ان کتابوں کی ترتیب مختلف ہو سکتی ہے۔ جن میں از روئے استفادہ سب سے آسان وہ کتابیں ہوتی ہیں جو حروف مجتم پر مرتب ہوں۔

اس طرح کی کتابوں میں ان کے مولفین عام طور سے صحابہ کے حالات کے ضمن میں ان کی کچھ روایتوں کا ذکر کرتے ہیں اس لئے کہ ان کی معرفت کا دار و مدار انہیں پر ہوتا ہے۔ خاص طور سے جب صحابی کی روایتیں کم ہوں تو ان کی روایت ضرور ذکر کرتے ہیں۔ یہ روایتیں یا تو مولف کی اپنی سند سے ہوتی ہیں یا کسی مصدر سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ بہر صورت ان سے تخریج کی جاسکتی ہے، یا تو اصل مصدر کی حیثیت سے یا۔

نما مرجع کی حیثیت سے۔ ان کتابوں میں کچھ معروف تالیفات یہ ہیں:

معرفة الصحابة : حافظ ابو نعیم اصبہانی (متوفی ۴۳۰ھ)

الاستيعاب في معرفة الأصحاب : حافظ ابن عبد البر قرطبی (متوفی ۴۶۳ھ)

أسد الغابة في معرفة الصحابة : ابن اثیر جزری علی بن محمد (متوفی ۶۳۰ھ)

الاصابة في تمييز الصحابة : حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

مذکورہ ساری کتابیں حروف مجتم پر مرتب ہیں۔ اول الذکر دونوں کتابوں میں

صرف حرف اول کا اعتبار کیا گیا ہے دوسرے حروف کا نہیں، اس لئے ہر حرف میں کچھ

تقدیم و تاخیر کے ساتھ نام مل سکتے ہیں۔ تیسری کتاب **أسد الغابة** بڑی اچھی

ترتیب سے حروف مجتم پر مرتب ہے، اس سے استفادہ سب سے زیادہ آسان ہے۔ چوتھی

کتاب **الاصابة** ہے جو ان کتابوں میں سب سے جامع ہے جس کی ترتیب سمجھنا

ضروری ہے۔ بنیادی طور سے یہ کتاب حروف مجتم پر مرتب ہے۔ لیکن اس کے ہر حرف

میں چار قسمیں کی گئی ہیں۔

پہلی قسم میں ان صحابہ کا ذکر ہے جن کی صحبت کسی روایت سے ثابت ہے۔

دوسری قسم میں وہ صحابہ ہیں جو رسول ﷺ کے زمانے میں کم سن تھے۔

تیسری قسم ان حضرات کے بارے میں ہے جو رسول ﷺ کے زمانے میں

تھے لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ (جن کو اصطلاح میں مخضرم کہا جاتا ہے۔)

چوتھی قسم ان حضرات کے بارے میں ہے جن کی صحبت صحیح نہیں، غلطی سے ان کا

نام سابقہ کتابوں میں صحابہ میں شمار ہو گیا تھا۔

مقدم الذکر تینوں کتابوں سے استفادہ آسان ہے۔ جس صحابی کی روایت

مطلوب ہے مذکورہ کتابوں میں جہاں ان کی سوانح حیات ہے اس کا مطالعہ کریں اس

طرح سے مطلوبہ روایت مل سکتی ہے۔

البتہ **الاصابة** سے استفادہ کے وقت ہمیشہ یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ

چاروں قسم میں سے آپ کس قسم میں دیکھ رہے ہیں ظاہری بات ہے اگر آپ تیسری یا چوتھی قسم میں دیکھ رہے ہیں تو حقیقت میں وہ صحابی نہیں۔ حقیقت میں جو صحابی ہیں انکی روایت قسم اول میں ہی ملے گی صرف صفار صحابہ کی روایت دوسری قسم میں ملے گی۔

اس کتاب سے استفادہ ہر اس شخص کیلئے آسان ہے جو قسم کو ذہن میں رکھ کر تلاش کا کام کرتا ہے ممکن ہے کہ جس صحابی کا نام آپ کو مطلوب ہے وہ قسم اول میں موجود ہو لیکن اس نام کا دوسرا شخص بھی ہے جو قسم ثالث یا رابع میں موجود ہے اس سے دھوکہ ہو سکتا ہے۔ لہذا اس امر کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

وہ صحابہ جو کنیت سے معروف ہیں ان کا تذکرہ عموماً آخر میں ناموں کے ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ پھر صحابیات کا ذکر ہوتا ہے۔

۷- کتب اطراف :-

ان کتابوں کی چوتھی قسم جن سے اس قاعدہ میں تخریج حدیث کیلئے مدد مل سکتی ہے۔ وہ کتب اطراف ہیں، یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف انہیں کتب اطراف سے مدد مل سکتی ہے۔ جو صحابہ کی ترتیب پر مرتب ہوں۔ اگر کسی اور ترتیب مثلاً حروف مجتم پر ہوں تو اس قسم میں وہ بے سود ہیں۔ بلکہ کسی اور قسم میں داخل ہونگے جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے اس قسم کی کتب اطراف میں دو کتابیں بہت زیادہ مشہور ہیں۔

تحفة الأشراف فی معرفة الأَطراف

یہ حافظ جمال الدین یوسف بن زکی مزی (متوفی ۴۲۲ھ) کی تصنیف ہے جس کا مختصر تعارف و طریقہ استفادہ یہ ہے :

حافظ ابو مسعود مشقی (متوفی ۴۰۰ھ) اور محمد بن خلف واسطی (متوفی ۴۰۰ھ) نے سب سے پہلے صحیحین کے اطراف کو "الجمع بین الصحیحین" کے نام سے مرتب کیا۔ ان کے بعد خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے موطاء کی اطراف کو جمع کیا،

اسی طرح سے احمد بن طاہر انصاری ابو العباس دانی (متوفی ۵۳۲ھ) نے بھی اطرافِ موطاء تحریر کی۔

ان کے بعد ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی (متوفی ۵۰۰ھ) نے سنن اربعہ کے اطراف کو جمع کیا اور صحیحین کے اطراف ”الجمع بین الصحیحین“ کو اس میں ضم کر دیا، اس طرح کتبِ ستہ کی اطراف تیار ہو گئی۔ حافظ ابن عساکر (متوفی ۵۷۵ھ) نے جب اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں ان کو بہت خامیاں نظر آئیں، چنانچہ انہوں نے ان کی غلطیوں کی نشاندہی اور اصلاح کر دی اور صرف سنن اربعہ کی اطراف کو باقی رکھا اور اس کا نام ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“ رکھا۔

حافظ مزنی نے جب ان کتابوں کو دیکھا تو انہوں نے سب کو اکٹھا کر کے ان حضرات سے فوت شدہ روایتوں کا استدراک کیا اور کتبِ ستہ کے ملحقات کا اضافہ کر کے ان کی حدیثوں کو بھی اس میں شامل کر دیا یہی کتاب ”تحفة الأشراف“ کے نام سے مشہور ہے۔

ملحقات میں: ”مقدمہ صحیح مسلم، مراسیل ابو داؤد، شمائل ترمذی، عمل الیوم واللیلۃ“ امام نسائی کو شامل کیا ہے، سنن نسائی میں ”السنن الکبریٰ“ روایت ابن حجر کو بھی شامل کر لیا ہے۔ پھر ان روایتوں کو صحابہ کی ترتیب پر مرتب کر دیا ہے۔ سب سے پہلی مسند، صحابی رسول ابیض بن حمال کی ہے۔

صحابہ کا نام ذکر کرنے کے بعد ان کی روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ اور مذکورہ کتابوں میں سب سے پہلے جس کی روایت ہے اور جہاں ہے اس کا حوالہ اشارے سے دیا ہے، مکثرین صحابہ کی روایتوں کی ترتیب میں صحابہ سے روایت کرنے والے تابعین اور ان کے شاگردوں کو کثرت تعداد کی وجہ سے مرتب کر دیا ہے۔ اس میں کل (۱۳۹۵) مسانید ہیں۔

طریقہ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے کلمہ حدیث تحریر کرتے ہیں پھر مخزجین کا نام اشارے میں ذکر کرتے ہیں۔ پھر اگر قوی حدیث ہے تو طرف حدیث اور اگر فعلی حدیث ہے تو صحابی کے ابتدائی قول کو ذکر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی خاص جھٹ سے متصف امر کی جانب اشارہ کر دیا ہے۔ مثلاً حدیث ”العربین“ پھر مذکورہ مصادر میں سے جس کی روایت ہے۔ اس کی کتاب اور باب نمبر تحریر کیا ہے۔

ہر ترجمہ میں اس روایت کو پہلے ذکر کیا ہے۔ جس کی تخریج کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ مصادر کی ترتیب میں افضلیت کا اعتبار کیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے صحیح بخاری پھر صحیح مسلم کا درجہ ہے۔ اس کے بعد سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کو بالترتیب ذکر کیا ہے۔

ان میں ہر کتاب کے لئے خاص اشارہ متعین کر دیا ہے جو یہ ہیں

| | | | | | | |
|----|---|---|---|----|---|---------------------------|
| ع | : | کتب ستہ | : | ت | : | سنن الترمذی |
| خ | : | صحیح بخاری | : | تم | : | شمائل الترمذی |
| م | : | صحیح مسلم | : | س | : | سنن النسائی |
| د | : | سنن ابی داؤد | : | سی | : | عمل الیوم واللیلۃ للنسائی |
| مد | : | مراسیل ابی داؤد | : | ق | : | سنن ابن ماجہ قزینی |
| ز | : | امام مزنی نے احادیث کے متعلق جن باتوں کا اضافہ کیا۔ | | | | |
| ک | : | امام مزنی نے ابن عساکر پر جو استدراک کیا ہے۔ (مثال کتاب سے دیکھ لیں۔) | | | | |

تحف المہرۃ بالفوائد المبتکرۃ

من أطراف العشرۃ

اس موضوع پر یہ نہایت ہی مفید اور اہم کتاب ہے جو امام مزنی کی کتاب ”تحفة الاشراف“ کے بعد اس طریقے پر تحریر کی گئی ہے، یہ کتاب خاتمہ حفاظ حافظ ابن حجر (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے، مؤلف نے پہلے چھ

کتابوں ”سنن الدارمی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک الحاکم، المنتقی لابن جارود اور مستخرج ابو عوانہ“ کے اطراف کو جمع کیا۔

پھر ان میں چار کتابوں موطاء مالک، مسند امام شافعی، مسند امام احمد کو شامل کر لیا، چونکہ امام ابوحنیفہ کی کوئی مسند نہ تھی اس لئے اس کی جگہ پر ”شرح معانی الآثار“ جو امام طحاوی کی کتاب ہے کو شامل کر لیا ہے اس طرح سے یہ کل دس کتابیں ہوئیں۔ چونکہ صحیح ابن خزیمہ کا کامل نسخہ مل سکا اس لئے اس کی کمی کو پوری کرنے کے لئے ”سنن الدارقطنی“ کو اس میں شامل کر لیا ہے اس طرح کل گیارہ کتابوں کے اطراف کو جمع کر دیا جن کے اشاریے یہ ہیں:

| | | | |
|------|----------------------|------|------------------|
| می : | سنن الدارمی | خز : | صحیح ابن خزیمہ |
| جا : | المنتقی لابن الجارود | عه : | مستخرج ابی عوانہ |
| حب : | صحیح ابن حبان | کم : | مستدرک الحاکم |
| طح : | شرح معانی الآثار | قط : | سنن الدارقطنی |

موطاء مالک، مسند شافعی اور مسند احمد کے لئے اشارہ نہیں رکھا ہے بلکہ ان کے نام کی صراحت کر دی ہے۔ ان کتابوں کا انتخاب اطراف کے لئے اس وجہ سے کیا گیا کیوں کہ ان کے مولفین نے (بقول ان کے) صحت کا التزام کیا ہے، بنا بریں یہ کتابیں انتہائی مفید اور بیش قیمت ہیں اب اگر ان کو اطراف مزئی کے ساتھ جمع کر دیا جائے تو تقریباً ساری صحیح حدیثیں اکٹھا ہو جاتی ہیں۔

طریقہ تخریر سابقہ کتاب ہی کی طرح ہے پہلے کلمہ ”حدیث“ لکھا ہے پھر اس کے سامنے کلمہ حدیث کے نیچے مخزجین کا اشارہ اور پھر ہر ایک مخرج کی سند ذکر کیا ہے۔ سب سے پہلی مسند، مسند آبی اللہم غفاری کی ہے، مسند ابیض بن جمال جو ”تحفة الاشراف“ میں پہلی مسند ہے وہ اس کتاب میں آٹھویں نمبر پر ہے۔

حافظ ابن حجر کی یہ کتاب بڑی گراں قدر کتاب ہے اس کتاب کی فی الحال میرے علم کے مطابق اٹھارہ جلدیں مرکز السنة والسیرة، جامعہ اسلامیہ مدینہ سے مطبوع ہیں، شاید بیس جلدوں میں اس کی طباعت مکمل ہو جائے، ویسے مسانید کا سلسلہ اٹھارہویں جلد میں مکمل ہو گیا ہے۔ (۲۳۷۳۶) نمبر کی حدیث آخری حدیث ہے اُس کے بعد مراہیل، مقاطیع وموقوفات کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔

ذخائر الموارث فی الدلالة

علی مواضع الحدیث

اس کے مولف حافظ عبدالغنی بن اسمعیل نابلسی (متوفی ۱۱۴۳ھ) ہیں۔ اس میں صحیحین، سنن اربعہ کے علاوہ موطا امام مالک کی بھی روایتیں ہیں۔ ان روایتوں کو مسانید صحابہ پر مرتب کر کے ہر صحابی کی روایت کو طرف حدیث پر اکٹھا کر دیا ہے۔ مکرر روایتوں کو حذف کر دیا ہے، پوری کتاب کو سات ابواب پر مرتب کیا ہے۔

طریقہ تخریج یہ ہے کہ سب سے پہلے کلمہ حدیث تحریر کیا ہے اس کے بعد طرف حدیث پھر اس کے مخرجین کے نام اشاروں میں ذکر کیا ہے۔ جو معروف اشارے ہیں۔

البتہ سنن ابن ماجہ کا (۵) اور الموطا کا اشارہ (ط) رکھا ہے۔

ان کتابوں سے تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صحابی رسول کا نام دیکھیں کہ کس حرف سے شروع ہو رہا ہے۔ پھر مذکورہ کتابوں میں جہاں وہ نام حروف مجتم کی ترتیب میں ہو سکتا ہے اس جگہ کو دیکھیں نام ملنے کے بعد طرف حدیث پر فردا فردا نگاہ ڈالیں اگر مطلوبہ روایت اس کتاب میں ہوگی تو ضرور مل جائیگی۔

الجامع الکبیر:

امام سیوطی کی کتاب الجامع الکبیر جس کا ذکر ص (۹۰) پر تفصیل سے گزر چکا ہے، اس کی دوسری قسم سے جو صحابہ کے مسانید پر طرف حدیث کے اعتبار سے مرتب ہے فعلی حدیثوں کے لئے استفادہ کر سکتے ہیں۔

از روئے سند

تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ

اسفل راوی یعنی شیخ مولف کی معرفت کے ذریعہ

تخریج کرنا

جس حدیث کی تخریج مطلوب ہے۔ اگر اس کا راوی کسی مولف کتاب کا شیخ ہے جس نے اپنے مشائخ کی روایتوں کو اکٹھا کیا ہے تو اس کے ذریعے سے تخریج حدیث کی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے ان کتابوں سے استفادہ کرنا پڑے گا۔ جن میں راویوں نے اپنے مشائخ کی روایتوں کو ذکر کیا ہے۔ اصطلاح میں ان کو دو نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱- کتب معاجم الشیوخ

۲- کتب المشیخات

معاجم الشیوخ :- معاجم شیوخ ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں روایتوں کو مشائخ کی ترتیب پر مرتب کیا جاتا ہے۔

بہت سے علماء نے اپنے اپنے شیوخ کے معاجم تیار کئے ہیں جن میں ان کے ناموں کو مرتب کر کے ان سے پڑھی ہوئی حدیثوں کو ان کے نام کے تحت جمع کیا ہے ناموں کی ترتیب عموماً حروف مجتم پر ہوتی ہے۔

اب اگر مطلوبہ حدیث کے راوی اسفل کا نام معلوم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ اس کے شاگرد نے مجتم شیوخ تیار کیا ہے تو اس روایت کی تخریج اس مجتم سے کی جاسکتی ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ اس کتاب میں جہاں مولف کے مطلوبہ شیخ کی روایتیں ہیں وہاں غور سے دیکھیں، مطلوبہ روایت ضرور ملے گی، الا یہ کہ اس مجتم میں ان کی ساری روایتوں کے ذکر کرنے کا التزام نہ کیا گیا ہو بلکہ نمونہ کے طور پر مذکور ہوں، ایسی صورت میں نہ ملنے کا بھی امکان ہے۔

تب معاجم بھی بے شمار ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ کتب

معاجم ہزار سے بھی اوپر ہیں۔ ۱

ان معاجم میں سے کچھ یہ ہیں:

المعجم الصغير:-

المعجم الاوسط:-

یہ دونوں کتابیں امام طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) کی ہیں جن میں آپ نے اپنے شیوخ کی روایتوں کو جمع کیا ہے اور ان کے ناموں کو حروف مجتم پر مرتب کیا ہے۔ ”المعجم الصغير“ مختصر ہے۔ البتہ ”المعجم الاوسط“ مفصل ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی چند ہی جلدیں مطبوع ہیں۔

معجم الشیوخ:-

ابوبکر محمد بن ابراہیم بن زاذان المقرئ (متوفی ۳۸۱ھ)

المعجم:- تالیف ابن جمیع صیداوی (متوفی ۴۰۲ھ)

التحجیر فی المعجم الكبير:

تالیف ابوسعد سمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) اس میں آپ نے اپنے مشائخ میں

سے (۱۱۹۳) شیوخ کی روایتیں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کو حروف مجتم پر مرتب کیا ہے۔

المعجم الذی خرج لنفسه:

یہ ابوسعد سمعانی کی سب سے مفصل مجتم ہے۔ جس کو حروف تہجی پر مرتب کیا

ہے۔ اور کتاب کے آخر میں اپنے شیوخ کی سوانح حیات بھی تحریر کی ہے۔ ان کی ایک مجتم

اور ہے جو اپنے بیٹے ابومظفر سمعانی کیلئے تصنیف کیا تھا۔ ۲

۱ الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاريخ ص ۱۱۸

۲ مقلعة مشيخة النعال بغدادی ص ۷۱

جس کا نام:

المعجم [الذی خرجه لابنہ] ہے۔ علامہ ابن خلدان فرماتے ہیں کہ یہ اٹھارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱

مشیخات:

مشیخات ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ایسے مشائخ کا تذکرہ ہوتا ہے جن سے مولف کتاب نے حدیثیں پڑھ کر یا اجازت لے کر روایت کیا ہو۔

مشیخات اور معاجم قریب قریب ایک ہی چیزیں ہیں صرف ترتیب میں فرق ہوتا ہے۔ علامہ نواب صدیق حسن خان (متوفی ۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ مشیخات معاجم کے ہی معنی میں مستعمل ہے۔ فرق یہ ہے کہ معاجم میں شیوخ کی ترتیب حروفِ معجم پر ہوتی ہے۔ جبکہ مشیخات کی ترتیب مختلف شکل کی ہوتی ہے۔ کبھی وفیات، تو کبھی بلدان، تو کبھی ترتیب درس و سماع پر، وغیرہ وغیرہ ۲

کتب مشیخات کی تعداد بے شمار ہے۔ جیسا کہ علامہ سخاوی اور علامہ کتانی کا کہنا ہے۔ ان میں سے کچھ کتابیں یہ ہیں:

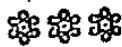
مشیخۃ: ابو یوسف یعقوب بن سفیان ثوری (متوفی ۲۷۷ھ)

مشیخۃ: حافظ ابو یعلیٰ خلیل بن عبداللہ خلیل (متوفی ۲۲۶ھ)

مشیخۃ: ابو طاہر احمد بن محمد سلفی اصہبانی (متوفی ۵۷۶ھ)

مشیخۃ: النعال البغدادی: محمد بن انجب (متوفی ۶۵۹ھ) ۳

اگر اسفل راوی کا نام یا وطن معلوم ہو تو کتب رجال اور کتب بلدان سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔



۱ وفیات الاعیان ۲ / ۳۸۱

۲ الحطۃ فی ذکر الصحاح السنۃ ص ۷۳، نیز دیکھئے الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاريخ

ص ۱۱۸

۳ الاعلان بالتوبیخ ص ۱۱۸، ۱۱۹، والرسالة المستطرفة ص ۱۰۵، ۱۰۶

ازرونیے سند

تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ

زاوی حدیث کے نام اور وطن کی معرفت کے

ذریعے تخریج کرنا

جس روایت کی تخریج مطلوب ہو اگر اس کے راوی (خواہ کسی بھی مقام کا ہو) کا نام اور وطن معلوم ہو تو اس کے سہارے سے اس حدیث کی تخریج ممکن ہے۔ اس کے لئے تین طرح کی کتابیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔

۱- کتب اجزاء

۲- کتب تواریخ محلّیہ

۳- کتب رجال

۱- کتب اجزاء :-

جزء کا اطلاق دو قسم کی کتابوں پر ہوتا ہے۔ کسی کتاب میں فرد واحد کی روایات کو یکجا کر دیا جائے تو اس کتاب کو جزء کہا جاتا ہے۔ ۱
نیز جزء اس مختصر رسالہ کو بھی کہا جاتا ہے جس میں ایک مسئلہ کی روایتوں کو اکٹھا کر دیا جائے۔ ۲

اب اگر یہ جزء پہلی قسم سے متعلق ہو جس میں فرد واحد کی روایت ہوتی ہے تو اس کے ذریعے سے اس راوی کی روایت معلوم کر سکتے ہیں جس کا نام معلوم ہو بشرطیکہ اس جزء میں اس راوی کی روایتیں پائی جاتی ہوں جس کی تخریج کرنی مقصود ہے۔
لیکن اگر یہ جزء دوسری قسم سے متعلق ہو تو اس ضمن میں شامل نہیں ہوتا بلکہ

۱ الحطة فی ذکر الصحاح السنة ص ۷۲

۲ مقلمة تحفة الاحوذی ص ۵۳

مفہوم حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنے میں شامل ہوتا ہے۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ ۱۔

اجزاء حدیثیہ کی تعداد دونوں قسموں میں بے شمار ہیں۔ حاجی خلیفہ نے ”کشف الظنون“ میں (۱۵) جزء کا ذکر کیا ہے۔ ۲۔

کچھ مطبوعہ اجزاء یہ ہیں:

نسخة (جزء) و کیع عن الأعمش

جزء فیہ حدیث سفیان بن عیینة

جزء الحسن بن عرفة

جزء بیبی بنت عبدالصمد ہرویة

جزء فیہ ثلاثة وثلاثون حدیثا من حدیث البغوی

۲- کتب تواریخ محلّیہ:-

کتب تواریخ محلّیہ ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں کسی متعین شہر یا مختلف شہروں کے بارے میں معلومات، اور وہاں کے راویوں کے حالات ذکر کئے جاتے ہیں ان کو کتب بلدان بھی کہا جاتا ہے۔

ان کتابوں کے مؤلفین جہاں راویوں کے حالات جمع کرتے ہیں وہیں ان کی حالت زندگی کے ضمن میں کچھ روایتوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اب اگر کسی راوی کا نام اور وطن معلوم ہو تو ان کتابوں سے اس کی روایت کی تخریج کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ مطلوبہ راوی کا نام ان میں سے کسی کتاب میں موجود ہو۔

کتب تواریخ محلّیہ کی بھی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے کچھ کا ذکر استاد گرامی ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری حفظہ اللہ نے کیا ہے۔ جن کی تعداد چالیس ہے۔ ۳۔

۱۔ دیکھئے صفحہ ۷۸

۲۔ کشف الظنون ۱/۵۸۳-۵۹۰

۳۔ بحوث فی السنة المشرفة ۱۳۳، ۱۳۹

ان میں سے کچھ اہم کتابیں یہ ہیں:

تاریخ بغداد :-

اس کا اصل نام ”تاریخ مدینة السلام“ ہے۔ جو حافظ خطیب بغدادی ابو بکر احمد بن علی بن ثابت (متوفی ۳۶۳ھ) کی تالیف ہے۔ چونکہ بغداد اس زمانے میں دار الخلافہ اور علمی مرکز تھا اس لیے وہاں ہزاروں اہل علم پیدا ہوئے اور بے شمار لوگ وہاں دور دراز علاقہ سے آئے اس کو وطن بنایا اور اسکی جانب منسوب ہوئے ان افراد کا ترجمہ کرتے وقت خطیب بغدادی نے بطور نمونہ ان کی روایت کا بھی ذکر کیا ہے اس لیے اس میں حدیثوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ کتاب بنیادی طور سے حروف معجم پر مرتب ہے۔ (البتہ ابتداء محمد کے نام سے کیا ہے) اسلئے استفادہ بہت آسان ہے۔

تاریخ دمشق :-

یہ عظیم تصنیف حافظ علی بن حسن بن ہبہ اللہ بن عسا کر (متوفی ۱۷۵ھ) کی تالیف ہے۔ تاریخ مخرمہ میں یہ بڑی عظیم کتاب ہے۔ جس کو تاریخ بغداد کے طرز پر تحریر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ اس کے بہ نسبت کافی مفصل ہے۔ امام ذہبی کا خیال ہے کہ یہ کتاب سولہ ہزار ورق میں ہے۔

اصل کتاب کی طباعت کے بارے میں فی الحال مجھ کو کوئی علم نہیں، البتہ اس کی مختصر کے بہت سے اجزاء مطبوع ہیں۔

اس فن کی دیگر مطبوع کتابوں میں کچھ یہ ہیں:

تاریخ واسط : اسلم بن سہل عرف کھشل (متوفی ۲۹۲ھ)

تاریخ رقبہ : محمد بن سعید قشیری (متوفی ۳۳۴ھ)

تاریخ جرجان : ابوالقاسم ہمزرد بن یوسف سہبی (متوفی ۴۳۰ھ)

تاریخ أصبہان : حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی (متوفی ۴۳۰ھ)

نیز اس میں کتب طبقات کی وہ کتابیں بھی شامل ہو سکتی ہیں جو بلدان پر مرتب ہوتی ہیں۔

۳- کتب رجال :-

جس حدیث کی تخریج مطلوب ہے اگر اس کی روایت کرنے والے کسی راوی کا نام معلوم ہو تو اس کے سہارے اس حدیث کی تخریج ان کتابوں سے بھی کر سکتے ہیں جن کو کتب رجال کہا جاتا ہے۔ کتب رجال مختلف انواع اور مختلف طرز کی ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کتابیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں راویوں کے تراجم کے ساتھ ساتھ ان کے واسطے سے مروی روایت کا بھی ذکر ضمناً یا بر سبیل مثال کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی کتب رجال میں اس راوی کے ترجمہ سے مطلوبہ حدیث کی تخریج کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یقین سے اس کی روایت کے وجود کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے پھر بھی ان میں ملنے کا امکان ہوتا ہے۔

ان کتابوں میں سے کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

الطبقات الكبرى : محمد بن سعد کاتب واقدی (متوفی ۲۳۰ھ)

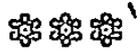
الطبقات : خلیفہ بن خیاط عصفری (متوفی ۲۴۰ھ)

التاریخ الكبير : ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

تاریخ الضعفاء : ابو جعفر محمد بن عمر عقیلی (متوفی ۳۲۲ھ)

المجروحین : حافظ ابو حاتم محمد بن احمد بن حبان بسٹی (متوفی ۳۵۴ھ)

الکامل فی ضعفاء الرجال : حافظ ابن عدی (متوفی ۳۶۵ھ)



ازروئے سند

تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ

سند کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کسی

ذریعہ تخریج کرنا

پہلے یہ گذر چکا ہے کہ متن کی صفات میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعے حدیث کی تخریج کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح سے سند کی جو مختلف صفات یا جو اطلاق اسناد ہوتی ہیں ان کی معرفت سے بھی مطلوبہ حدیث کی تخریج ممکن ہے۔ اگر اس حدیث کی سند ان صفات میں سے کسی صفت سے متصف ہو۔

مثلاً اگر کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ مطلوبہ حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اور اس میں جو ضعیف راوی ہے وہ فلاں شخص ہے تو اس کی تخریج دو طرح کی کتابوں سے کر سکتے ہیں۔

۱- کتب ضعفاء رجال

۲- کتب رجال

کتب ضعفاء رجال :- کتب ضعفاء رجال ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ضعیف و متکلم فیہ راویوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔

ضعفاء رجال کی کتابوں میں جہاں اس راوی کا ترجمہ پایا جاتا ہے۔ وہاں اس کا سبب ضعف بھی مذکور ہوتا ہے۔ اور سبب ضعف کی وضاحت کے لیے اس راوی کی منکر اور ضعیف روایتوں کا تذکرہ بطور استدلال کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی کتب ضعفاء رجال میں عام طور سے ضعیف اور موضوع روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ بلکہ عموماً یہ کتابیں مصدر اصلی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو کتابیں ضعفاء حدیث پر تحریر کی گئی ہیں ان کا زیادہ تر دار و مدار انھیں کتابوں پر ہے۔

ان کتابوں میں چار کتابیں کافی مشہور ہیں:

تاریخ الضعفاء [الضعفاء الکبیر] للعقیلی (متوفی ۳۲۲ھ)

المجروحین من المحدثین لابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ)

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی (متوفی ۳۶۵ھ)

میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)

پہلی تین کتابیں مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے کہ ان میں حدیثیں ان کے مولفین کی سند سے مذکور ہیں۔ البتہ آخری کتاب مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس سے اصل مصدر کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ اگر اصل مصدر دستیاب نہ ہو سکے تو فروعی مصدر (مرجع) سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے۔

ان کتابوں سے استفادہ بہت آسان ہے۔ اس لئے کہ سب حروف مجتم پر مرتب ہیں۔ اول الذکر تینوں کتابوں کا منہج، اسلوب اور ترتیب قریب قریب ایک جیسا ہے۔ ان میں راویوں کو حروف مجتم پر مرتب ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن ترتیب میں صرف پہلے حرف کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس لئے حرف الف سے شروع ہونے والے نام اکٹھا مل سکتے ہیں البتہ ان کے داخلی ترتیب میں کچھ تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ لہذا جب یہ معلوم ہو کہ فلاں راوی مطلوبہ حدیث میں ضعیف ہے تو اس کی سوانح حیات ان کتابوں میں اس کے مناسب مقام پر تلاش کریں پھر اس کا مطالعہ کریں ممکن ہے مطلوبہ حدیث وہاں مل جائے۔
راوی کا نام تلاش کرنے کے لئے کتاب کے آخر میں موجود فہارس سے مدد لے جاسکتی ہے۔

کتاب رجال :-

اس طرح عام کتب رجال جن میں ہر قسم کے راویوں کا ذکر ہوتا ہے خواہ وہ ثقہ ہوں یا ضعیف ان کتابوں سے بھی مطلوبہ حدیث کی تخریج ممکن ہے۔ راوی کی سوانح حیات جس جگہ موجود ہے پہلے اس کو تلاش کریں پھر اس کا مطالعہ کریں ممکن ہے مطلوبہ حدیث (روایت) کو مولف نے بطور مثال پیش کیا ہو۔

اور اگر سند میں کوئی اور کیفیت ہو تو ان مصادر و مراجع کی جانب رجوع کریں جس کیفیت سے وہ متصف ہوتی ہیں۔

مثلاً اگر سند میں علت پائی جاتی ہے تو روایت کو کتب علل میں تلاش کیا

جاسکتا ہے۔

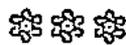
یا ارسال پایا جاتا ہے تو کتب مرا سیل کا مراجعہ کیا جاسکتا ہے۔
کتب علل اور مرا سیل کے بارے میں پہلے معلومات گذر چکی ہے۔ لے یہاں
بھی انہیں کتابوں سے استفادہ کیا جائے گا کیونکہ ان کتابوں میں معلل اور مرا سیل
روایتوں کا ذکر ہوتا ہے۔ چاہے وہ علت سند کی وجہ سے یا متن کی وجہ سے، متن حدیث پر
مرسل کا جو حکم لگایا جاتا ہے وہ سند میں ارسال بی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو جہاں مرا سیل
روایتوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں اسباب ارسال بیان کیا جاتا ہے۔ لہذا اس طرح کی روایتیں
وہاں مل سکتی ہیں۔

یا اس کی سند صفت تسلسل سے متصف ہو تو کتب مسلسلات میں دیکھا
جاسکتا ہے۔ ان کتابوں میں:

المسلسلات الکبریٰ ہے جو علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی تالیف ہے۔ جس
میں (۸۵) حدیثیں پائی جاتی ہیں۔

المناہل السلسلۃ فی الأحادیث المسلسلۃ یہ محمد بن عبد الباقی الیوبی
(متوفی ۱۳۶۲ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں (۲۱۲) حدیثیں ہیں۔

یا اس سند کی روایت روایۃ الأكابر عن الأصاغر، یا روایۃ الآباء عن
الأبناء یا وحدان و مفردات، یا مؤلف اور مختلف، یا متفق و متفرق یا مہمل اور مبہم یا اختلاط
اور تالیس وغیرہ سے متعلق ہو جو اسناد کی صفات میں سے ایک صفت ہے تو اس کی تخریج
کیلئے اس طرح کی کتابوں کی جانب رجوع کر سکتے ہیں جو مطلوبہ صفت سے متصف
ہیں۔ اس طرح کسی بھی حدیث کی تخریج ان طریقوں اور ضابطوں یا ان میں سے کوئی
ایک ضابطہ استعمال کر کے کر سکتے ہیں۔



خاتمہ

سابقہ مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کسی بھی حدیث کی تخریج کیلئے بنیادی طور سے دو چیزوں پر دارومدار ہوتا ہے۔ سند اور متن، ان میں سے ہر ایک کے چار چار طریقے ہیں۔ ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کے استعمال سے حدیث کی تخریج باسانی کی جاسکتی ہے اور اس کے مصدر اصلی تک پہنچا جاسکتا ہے۔

از روئے متن تخریج حدیث کے چار طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ: موضوع حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں تین قسم کی کتابوں سے مدد لیا جاسکتی ہے۔

۱- وہ کتابیں جو دین کے سارے ابواب پر مشتمل ہوں [جیسے کتب جوامع،

مستدرکات بر جوامع، مستخرجات بر جوامع، مجامع، زوائد، مفاح کنوز السنہ۔]

۲- وہ کتابیں جو دین کے اکثر ابواب پر مشتمل ہوں۔ [جیسے کتب صحاح، سنن،

مصنفات، موطات، نیز [ان پر] مستخرجات، کتب تخریج۔]

۳- وہ کتابیں جو کسی ایک موضوع یا مسئلہ پر مشتمل ہوں۔ [جیسے کتب عقائد،

سنہ، زہد، ترغیب و ترہیب، آداب و اخلاق، شرح حدیث، تفسیر، فقہ، سیرت وغیرہ، نیز

خاص موضوع پر کتب تخریج۔]

دوسرا طریقہ: طرف حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں تین قسم کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱- کتب مشہورہ علی الألسنہ

۲- کتب فہارس عامہ

۳- کتب فہارس خاصہ

تیسرا طریقہ : مشتق کلمہ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس طریقے میں ان کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے جو کتب لغت کی طرز پر تحریر کی گئی ہیں۔ [مثلاً "المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی" وغیرہ] **چوتھا طریقہ :** صفات متن میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔ اس طریقے میں کتب صحاح، کتب ضعفاء، مراہیل، علل، وغیرہ کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

از روئے سند تخریج حدیث کے چار طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ : صحابی حدیث کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں جن کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے وہ یہ ہیں:

- ۱- کتب مسانید۔
- ۲- کتب معاجم مرتب بر مسانید۔
- ۳- کتب اطراف مرتب بر مسانید۔
- ۴- کتب تراجم صحابہ۔

دوسرا طریقہ : مؤلف کے شیخ کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں دو طرح کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

- ۱- کتب معاجم شیوخ۔
- ۲- کتب مشیخت۔

تیسرا طریقہ : راوی حدیث کے نام یا وطن کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔

اس میں تین طرح کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

- ۱- کتب تواریخ محلّیہ۔
- ۲- کتب رجال۔
- ۳- کتب اجزاء تخصیہ۔

چوتھا طریقہ :

صفات سند میں سے کسی صفت کی معرفت کے ذریعہ تخریج کرنا۔
اس میں تین طرح کی کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۱- کتب ضعفاء رجال۔

۲- کتب مراسیل و علل۔

۳- کتب لطائف اسناد۔

ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ کے استعمال سے حدیث کی تخریج کی جاسکتی ہے، اور اس کے مصدر اصلی تک پہنچا جاسکتا ہے۔

صحیح و ضعیف کی معرفت :-

تخریج کا کام مکمل ہو جانے پر ایک مرحلہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اب باحث کے لئے دوسرا مرحلہ باقی رہتا ہے جو نتیجے اور حدیث پر حکم لگانے اور اس کا درجہ بتانے کا مرحلہ ہوتا ہے [اس قدر محنت و مشقت کرنے کے بعد کیا باحث اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ بتا سکے کہ روایت قابل قبول ہے یا قابل رد؟]

۱- عموماً تخریج حدیث کے دوران اس حدیث کے حکم کا پتہ چل جاتا ہے اس لئے کہ اگر وہ صحیحین کی روایت ہے تو خود بخود معلوم ہو گیا کہ صحیح ہے۔ یا صحیحین کے علاوہ دیگر کتب صحاح کی ہے جن کے مولفین نے صحت کا التزام کیا ہے۔ تو عموماً یہ روایتیں بھی صحیح ہوتی ہیں۔

عمومی طور پر صحیح نہ بھی تسلیم کیا جائے تو کم از کم اس مولف کے یہاں ضرور صحیح ہیں۔ اسی لئے اس کو اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔

اور اگر وہ روایت کتب ضعفاء و موضوعات میں سے کسی کتاب میں ہے تو عموماً ضعیف ہوتی ہے۔

اور اگر ایسی کتاب میں نہیں ہے جس میں صحت و ضعف کا التزام کیا گیا ہے تو

دوسرے طریقوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مثلاً ائمہ مخزومین میں سے کسی نے اس پر حکم لگایا ہو جیسا کہ امام ترمذی، امام حاکم اور امام بیہقی وغیرہ کرتے ہیں۔

۳۔ یا امام ابو داؤد نے تخریج کر کے سکوت اختیار کیا ہو۔ اور علامہ منذری نے اس کی تائید سکوت سے کیا ہو تو بھی کسی حد تک حکم کا پتہ چل جاتا ہے۔

۴۔ ایسے ہی اگر ائمہ حدیث میں سے کسی امام نے اس پر صحت و ضعف کا حکم لگایا ہے تو اس سے بھی حکم کے بارے میں معلومات ہوتی ہے۔

۵۔ اسی طرح سے ان محدثین اور ائمہ کی تصحیح اور تضعیف سے بھی حکم معلوم ہو جاتا ہے جنہوں نے کتب تخریج تحریر کیا ہے، اور ان میں حدیثوں پر حکم لگایا ہے۔

۶۔ ایسے ہی شارحین حدیث یا معلقین اور محققین نے بھی حدیثوں پر حکم لگانے کی کوشش کی ہے ان سے بھی حدیث کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔

اس طرح دوران تخریج مختلف ذرائع سے حدیث کے حکم کا کچھ نہ کچھ پتہ چل جاتا ہے۔

لیکن اگر خدا نخواستہ کسی طرح حدیث کے حکم کا پتہ نہ چلے تو محنت و جانفشانی سے کام لینا پڑیگا۔ اور مطلوبہ حدیث کی سند میں مذکور راویوں کو فردا فردا معلوم کرنا پڑیگا۔ ان کی شخصیت کی تعیین کرنا پڑے گی، کتب رجال اور کتب جرح و تعدیل میں از روئے ثقاہت و ضبط، ارسال و تدلیس ان کا حال معلوم کرنا پڑیگا۔ علماء جرح و تعدیل نے ان پر مجموعی طور سے جو حکم لگایا ہے ان کی معرفت حاصل کرنی پڑیگی اس کے لئے ضوابط جرح و تعدیل اور کتب جرح و تعدیل کی معرفت، ان سے استفادہ کا طریقہ، ائمہ کی

مصطلحات بھی معلوم کرنی پڑے گی۔

لہذا کسی بھی حدیث پر حکم لگانے کیلئے سب سے پہلا اور بنیادی کام سند میں وارد راویوں کی شخصیت کی تعیین کرنا ہے اس کے لئے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ مطلوبہ حدیث کس کتاب میں ہے کیا وہ کتب ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے یا نہیں؟ کتب ستہ میں سے اگر وہ حدیث صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں ہے تو حکم واضح ہے۔

اور اگر سنن اربعہ، یا حدیث کی کسی اور کتاب میں ہے تو پہلے تخریج کے ذریعہ یہ معلوم کر لیں کہ وہ حدیث کئی ایک کتابوں میں پائی جاتی ہے یا کسی ایک میں؟ دونوں صورتوں میں سند کو غور سے دیکھیں اور یہ معلوم کریں کہ اس میں وارد شدہ راویوں کے نام مبین ہیں (جس سے شخصیت کی تعیین ہو جاتی ہے) یا مہمل (جس سے شخصیت کی تعیین نہیں ہو پاتی) اگر مبین ہے تو بہت بہتر۔

اور اگر مہمل ہے تو اس کی شخصیت کی تعیین کر لیں کیوں کہ سارا دار و مدار اسی پر ہے۔ راوی کی شخصیت متعین کرنے کے لئے مختلف طرح سے کوشش کی جاسکتی ہے۔

۱۔ اگر مطلوبہ حدیث مختلف کتابوں میں ہے تو اس کی سندوں کو غور سے دیکھیں اس لئے کہ عموماً محدثین مہمل راویوں کی وضاحت کہیں نہ کہیں سند میں کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے اگر تعیین ہو جائے تو بہتر ہے اور اگر نہ ہو سکے تو یہ دیکھیں کہ :

۲۔ جس کتاب میں یہ حدیث ہے کیا اس کتاب کی کوئی شرح موجود ہے؟ اگر ہے تو اس کی شرح دیکھیں اس لئے کہ شارحین حدیث عام طور سے سند پر گفتگو کرتے ہوئے مہمل

اسناد و طبقات رجال کی معرفت، ضوابط جرح و تعدیل، ائمہ جرح و تعدیل، اور ان کے خصوصی مصطلحات، کتب جرح و تعدیل کی قسمیں ان کا تعارف اور ان سے استفادہ کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے راقم حروف کی کتاب ”جرح و تعدیل“ کا مطالعہ کیجئے۔

اس سلسلے کی ایک جامع اور مختصر کتاب ”ارشاد النبیل الی الجرح و التعدیل“ ہے جو عربی زبان میں ہے، جو کافی مفید ہے۔ یہ جامعہ سلفیہ بنارس، جامعہ محمدیہ مالنگاؤں اور بعض دیگر اداروں میں داخل نصاب ہے

اسماء کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں۔ اگر یہاں بھی تعین نہ ہو سکے تو پھر یہ کام کریں۔

۳۔ جس کتاب کی یہ حدیث ہے اس کتاب کے راویوں کی سوانح حیات موجود ہے کہ نہیں؟ اگر موجود ہے تو اس سے متعلق کتاب کو دیکھیں۔ مثلاً اگر کتب ستہ یا ان میں سے کسی ایک کی روایت ہے تو اس کیلئے تہذیب الکمال یا تہذیب التہذیب یا تہذیب التہذیب کا مطالعہ کریں۔ اور اگر مسند امام احمد، مسند امام شافعی، موطاء مالک، یا مسند امام ابوحنیفہ کی روایت ہے تو اس کیلئے التذکرۃ برجال العشرۃ، یا تعجیل المنفعة کی ورق گردانی کریں۔ یہاں آپ کا کام ہو جائے گا۔

۴۔ اور اگر موجود نہیں تو پھر دیگر کتب عامہ (مثلاً امام بخاری کی تاریخ کبیر، امام رازی کی جرح و تعدیل، ابن سعد کی طبقات کبریٰ) میں تلاش کریں۔ ان مصادر سے مطلوبہ راوی کا نام تلاش کر کے راوی کے اساتذہ، شاگردوں یا وطن کی معرفت کے ذریعے اس کی شخصیت کی تعین کر لیں جو فی نفسہ ایک مشکل کام ہے۔ یا ان کتب خاصہ میں دیکھیں جن میں صرف ضعیف راویوں کے حالات ہوتے ہیں جیسے امام ذہبی کی میزان الاعتدال۔

یا صرف ثقات راویوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ جیسے حافظ ابن حبان کی الثقات۔ یا مخصوص مقام اور شہروں کے راویوں کے حالات ہوتے ہیں جیسے تاریخ بغداد للخطیب اور تاریخ دمشق ابن عساکر۔ راوی کی شخصیت متعین ہو جانے کے بعد اس کا حکم معلوم کریں یعنی یہ دیکھیں کہ وہ ثقہ ہے یا نہیں۔

کتب ستہ کے راویوں کا حکم معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ”تقریب التہذیب“ ہے۔ نیز ”الکاشف“ اور ”خلاصۃ تہذیب الکمال“ ہے۔

مسند احمد، مسند شافعی، موطاء مالک اور مسند ابوحنیفہ کے راویوں کا حکم معلوم کرنے کے لئے ”تعجیل المنفعة“ اور ”التذکرۃ برجال العشرۃ“ کافی مفید ہے ان کے علاوہ دیگر کتب حدیث کے راویوں کے لئے ”تاریخ کبیر، الجرح

والتعدیل، الطبقات ابن سعد، الثقات، ابن حبان، ”میزان الاعتدال“
”تاریخ بغداد“ وغیرہ ہیں۔

اگر باحث سند حدیث میں واقع سارے راویوں کے حالات معلوم کر لیتا ہے۔ تو ان کے مراتب کے اعتبار سے سند پر حکم لگا سکتا ہے۔ مثلاً اگر یہ پتہ چل جائے کہ مذکورہ سند کے سارے راوی ثقہ ہیں ان میں کوئی مرسل اور مدلس نہیں۔ ایسی صورت میں وہ مذکورہ سند پر راویوں کی صفات اور درجات کے اعتبار سے صحت اور حسن کا حکم لگا سکتا ہے اور اگر راویوں میں سے کسی پر ایسا کلام ہے جو قاذح ہے تو پھر اس سند پر ضعف کا حکم لگا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ اس سے مطلق حدیث پر حکم لگانا درست نہیں، مطلق حدیث پر حکم لگانے کے لئے اس کے جملہ طرق و شواہد اور متابعات نیز علل و شذوذ کا پتہ لگانا ضروری ہے۔ ان ساری صبر آزما محنت و مشقت کے بعد مطلق حدیث پر صحت و ضعف کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔

طریقہ تخریج سے متعلق یہ چند معلومات تھیں جن کو یہاں مختصر طور سے تحریر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کو طالبان علوم نبویہ کے لئے مفید اور اپنے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

والحمد لله رب العالمین و صلی الله علی نبینا محمد وآله
و صحبه أجمعین.

اقبال احمد محمد اسحاق بسکو ہری (شوال ۱۴۲۲ھ)

(نظر ثانی برائے طبع دوم ۲۹ رمضان ۱۴۲۵ھ)



کتاب صحاح

- کتاب ضعفاء
- کتاب حدیث قدسی
- کتاب حدیث متواتر
- کتاب تاریخ و موضوع و کتب علی وغیرہ

صفات مشن

- معاجم عامہ: مجمع المفہر س لالفاظ الحدیث النبوی
- معاجم خاصہ: مجمع صحیح مسلم، والترندی والدارقطنی

مشفق کلمات

- کتاب مشہورہ: المقاصد الحسنہ، کشف الخفاء وغیرہ
- فہارس عامہ: مجمع الجوامع، الجامع الصغیر، الجامع الازہر وغیرہ
- فہارس خاصہ: فہارس بخاری، مسلم وغیرہ

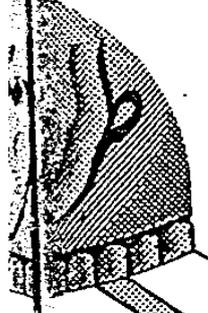
طرف حدیث

- وہ کتابیں جس میں سارے ابواب پائے جائیں، جوامع، مستدرک، مستخرج، جامع، زاد مکہ، مفتاح کنوز السنہ
- وہ کتابیں جس میں اکثر ابواب پائے جائیں، سنن، صحاح، مصنف، ہبوطاء، کتب تخریج
- وہ کتابیں جس میں خاص موضوع کی حدیثیں پائی جائیں (۱) عقیدہ، سنہ، احکام وغیرہ

(۲) شروح حدیث (۳) کتب تخریج (۴) دیگر فنون، تفسیر، فقہ وغیرہ

موضوع حدیث

کتاب الحدیث

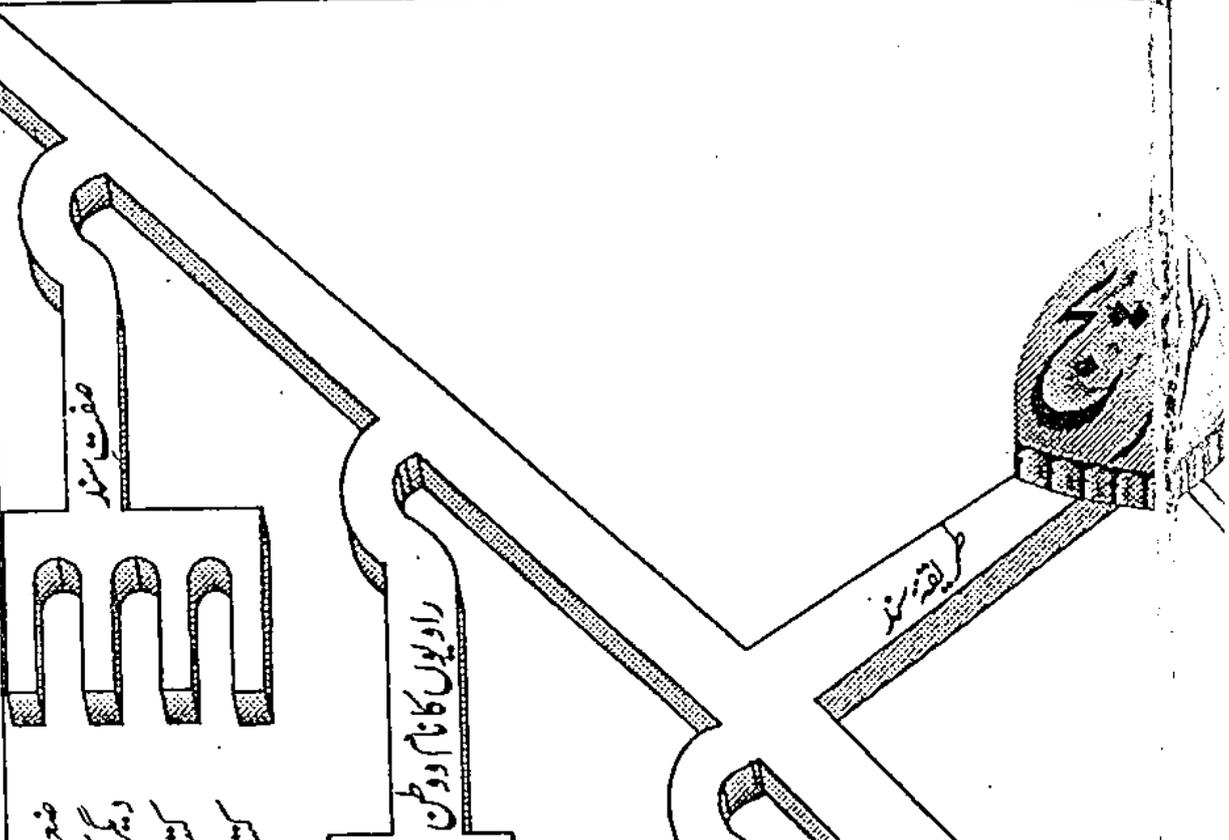


ضعفاء رجال: اکامل ابن عدی، ضعفاء عقلی وغیره
 دیگر کتب رجال: تاریخ کبیر، الجرح والتعمیل وغیره
 کتب عقلی و مرانی: عقل الحدیث، والمرانی لابن ابی حاتم وغیره
 کتب لطائف اسناد: اسلسلات الکبری، روایة الآباء عن الابیاء وغیره

تواریخ محلیه: تواریخ بغداد، تواریخ دمشق وغیره
 عام کتب رجال: تواریخ کبیر للبخاری، الجرح والتعمیل للرازی وغیره
 اجزاء خاصه: جزء کتب عن الالعیس، جزء حدیث سفیان وغیره

معاجم شیوخ: التجر فی الجمع الکبیر للسمعانی
 الجمع الصغیر والوسط للطبرانی وغیره
 کتب مشیخت: مشیختة النعال البغدادی وغیره

سائره: مسند احمد، البیہقی وغیره
 معاجم: الجمع الکبیر للطبرانی
 مصادیر صحابه: الاستیعاب، اسد الغاب، الاصابه وغیره
 کتب اطراف: تجزیة الاشیاء، حاشیة السامری وغیره



صفحت سند

راویوں کا نام و وطن

طریقہ سند

شیخ مؤلف (اسفل راوی)

اسم اسراخ (اسفل راوی)

کتابت ضعیفہ